معرکۂ دجّالِ اکبر

تفکیر، تدبیر اور تعمیل

جلد اوّل

اَسرار عالم

فہرست

پیش لفظ ۵

مقدمہ ۶

اصول وکلیات (حصہ اول) ۷

امت مسلمہ کی حالت

اصول وکلیات (حصہ دوم) ۱۸

دو عظیم فتنے

☆ پہلا فتنہ: امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خلاف فتنہ ۲۳

☆ دوسرا فتنہ: مذہب العالمین کا نام لے کر کفر کو رواج دینا ۳۸

اصول وکلیات (حصہ سوم) ۴۳

دونوں جنگجوؤں کی اصل حقیقت

اصول وکلیات (حصہ چہارم) ۸۵

اتفاق سے صلح

☆ اتفاق عمل، ہدف اور حیثیت ۸۷

☆ اکتسابی عمل، ہدف اور حیثیت ۸۹

تدبیر وتوجیہ: (حصہ اول) ۹۲

قائد اور قیادت کا تصور

تدبیر وتوجیہ: (حصہ دوم) ۹۳

طریقۂ عمل ہم

تدبیر وتوجیہ: (حصہ سوم) ۱۰۷

لائحۂ فکر وعمل

تدبیر وتوجیہ: (حصہ چہارم)

توجیہ وتشکیل: اول

☆ اتفاق قیام کی بحالی ۱۳۰

Copyrighted material

توجیہ تشکیل دوم

☆ 'انفاق کسب' کی بحالی ۱۲۵

توجیہ تشکیل سوم

☆ 'انفاق تجارت' کی بحالی ۱۲۸

توجیہ تشکیل چہارم

☆ 'انفاق خمیر' کی بحالی ۱۳۳

توجیہ تشکیل پنجم

☆ 'انفاق حج' کی بحالی ۱۳۷

توجیہ تشکیل ششم

☆ 'انفاق جہد' کی بحالی ۱۳۹

توجیہ تشکیل ہفتم

☆ 'انفاق خلافت' کی بحالی ۱۴۵

تدبیر توجیہ ۲ (حصہ اول)

لائحہ عمل برائے غیر فعال ہم و مستضعفین و اہل عذر ۱۴۷

☆ تمہید

تدبیر توجیہ ۲ (حصہ دوم)

صالح ترین اور خبیث ترین معاشرہ ۱۴۸

تدبیر توجیہ ۲ (حصہ سوم)

دنیا میں تمکن کے تقاضے ۱۵۲

تدبیر توجیہ ۲ (حصہ چہارم)

امارت منصب اور بیعت کی حیثیت ۱۶۳

تدبیر توجیہ ۲ (حصہ پنجم)

قائدین کی امت کو فریب دہی ۱۷۹

تدبیر توجیہ ۲ (حصہ ششم)

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً!

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی نوع انسان میں وہ آخری امت ہے جو منصب شہادت پر فائز کی گئی ہے۔ چنانچہ پوری انسانیت کی کامیابی کا انحصار اب اسی گروہ پر ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جس کی خبر دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: "قریب ہے تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیتے ہیں" (ابوداؤد و ابوقبیل)

اس اعتبار سے صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ ـــــ جو دنیا کی دو ابدی "نروہے" ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (ما کان و ما ھو کائن) دیا گیا ـــــ آج حیران اور ہاتھ ملتی رہ جھک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی باندھ ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے سیلاب گرنے لگیں۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا، موجودہ حالات کی تہہ تک صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کے لئے خطوط کار کی نشاندہی کی جاتی تاکہ یہ امت اپنے فرض منصبی کو کما حقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے کہ یہ عاجز "معرکۂ دجال اکبر: تکفیر، تدبیر اور تعمیل" جلد اوّل امت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

ہر چند کہ "فتنۂ دجال اکبر: خطرات و تدابیر" میں آئندہ کے نازک دور سے متعلق بہت سارے امور جامعیت کے ساتھ پیش کر دیئے گئے تھے تاہم اس میں اجمال زیادہ تھا۔ چنانچہ ضرورت محسوس کی گئی کہ اس تعلق سے مزید کچھ باتیں امت تک پہنچائی جائیں۔ تاکہ وہ زیادہ یکسوئی کے ساتھ آئندہ سامنے آنے والے حالات کے لئے خود کو تیار کر سکیں۔

صورتحال کی نزاکت بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امت کی ذمہ داریاں بھی۔ صورت حال کی نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ اس کتاب کے مخاطبین سے امت کا ہر خاص و عام زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد واقف ہو جائے۔ لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ قارئین اور بالخصوص اہل ہم حسب استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

اسرار عالم

اصول وکلیات (حصہ اوّل)

امتِ مسلمہ کی حالت

(۱) نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی بعثت مبارکہ کے سبب امت مسلمہ پر آخری نصب حدی، آخری نصب شہادت اور پہلی اور آخری امت وسط کے منصب پر فائز ہوئی۔ چنانچہ امت ابلیس اور اس کے تمام حلیفوں اور ان کی فوجوں کے حملوں کا واحد نشانہ بن گئی۔ آنحضور ﷺ کی وفات سے اب تک خارج سے ابلیس اور اس کی افواج کے حملوں اور امت کے اندر پیدا ہونے والی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے نتیجہ میں امت مسلسل ٹوٹتی، بکھرتی اور کمزور ہوتی چلی گئی۔ امت کا یہ بحران آج اپنی آخری حدوں کو پار کر رہا ہے۔ امت کے اس بحران کے چار پہلو درج ذیل ہیں:

(۲) مسئلہ اول: قائد کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے۔ امت تین پہلوؤں اور شعبۂ زندگی کے تناظر میں اہل قائدین سے تا قابل بیان حد تک خالی ہو چکی ہے۔ قائدین کے یہ تین پہلو درج ذیل ہیں:

(۱) فکر ان:

اہل ترین سطح سے ادنیٰ ترین سطح تک امت اہل فکر انوں سے خالی ہو چکی ہے۔ مسلم فکر ان ایمان، عمل صالح، فراست ایمانی اور نصب روحانی سے عموماً عاری ہو چکے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم فکر ان اسلامی منصب فکر انی، مقصد فکر انی، علوم فکر انی، آداب فکر انی، نصب فکر انی حتیٰ کہ حس فکر انی تک سے نا آشنا ہو چکے ہیں۔

(۲) علماء

ہیں وہ علم سے خالی ہیں۔ دو ایک جو خالی نہیں انہیں کوئی جانتا نہیں۔ امت میں علماء کے تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مشائخ:

عام طور پر مشائخ علم اور ہمت سے خالی ہو چکے ہیں لہذا علم اور ہمت کا فقدان تمیز خیر و شر سے انہیں الگ کر چکا ہے۔ چند ہستیاں جو علم و ہمت سے خالی نہیں اللہ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

(۲) علماء:

آنحضور ﷺ کی وفات سے ہی علماء کم ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ ہر مرنے والا اپنے ساتھ علم کا ایک حصہ لے کر چلا جاتا رہا ہے۔ آج اس تعلق سے بدترین حالات کا سامنا ہے۔ یہ بات خلاف واقعہ ہے کہ آج کے علماء عصر حاضر اور عصری علوم سے واقف نہیں بلکہ وہ صرف قرآن و سنت کا علم رکھتے ہیں۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی علم رکھتے ہیں وہ عصر حاضر اور عصری علوم کا علم ہے اس لئے کہ عصر حاضر اور عصری علوم ان کے ادراک موجود ہیں اور انہیں نظر آتے ہیں۔ قرآن و سنت تو محجوب ہو چکے ہیں۔ قرآن و حدیث میں مندرج امور کو جاننے کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے عام طور پر علماء کے پاس نہیں لہذا قرآن و سنت ان کے لئے صفر کے مثل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ایسا ماننا درست ہے کہ علماء قرآن و سنت سے زیادہ عصر حاضر کا علم رکھتے ہیں خواہ وہ کتنا ہی کم ہو۔

(۳) عصری علوم کے دانش وران:

عصری علوم کے مسلم دانش وران اکثر "الفضل کے ہمرے" کے مانند ہیں۔ مسلم دانش وران کی غالب اکثریت عصری علوم کی حقیقت سے واقف تو نہیں لیکن اس کے سحر میں گرفتار ضرور ہے اگرچہ ان میں بوجوہ علماء وقت کے مقابلہ میں جودت اب بھی زیادہ پائی جاتی

اس کے سحر سے باہر نکل آئیں۔

(۳) اعیانِ معاشرہ:

امت میں موجود وہ دیگر افراد جو معاشرے میں رسوخ رکھتے ہیں اسلامی مقصد حیات، ہمت روحانی، موصوفانہ اخلاق، اسلامی آداب اور دینی غیرت سے عموماً خالی ہو چکے ہیں۔

(۳) مسئلہ دوم: شاکلہ کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت نہ صرف ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے بلکہ صفات قیادت کی تعمیر، تشکیل اور ترویج کے شاکلہ سے بھی محروم ہو چکی ہے۔ اہل قائدین کا فقدان تو اہل قائد سے پر کیا جا سکتا تھا لیکن قیادت کے شاکلہ کے انہدام نے غیر مقاصد صورت کے سوا اہل قائدین کے علماء کے پرکے جانے کی ہر صورت کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔

اسلامی صفات قیادت کی تعمیر، تشکیل اور ترویج کے شاکلہ کی اساس ہے ـــــــ جہاد فی سبیل اللہ ـــــــ اس اساس پر شاکلہ ابتدا وہ تھا جس کے چار مظاہر تھے۔ خلافت راشدہ کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کی معطلی نے ان چاروں مظاہر کو رفتہ رفتہ مٹانا شروع کر دیا تھا۔ اب درج ذیل یہ چاروں مظاہر پوری طرح مٹ چکے ہیں۔

(۱) حکومت: حکومت اسلامی ہمت حکمرانی سے خالی ہے۔

(۲) مدرسہ: مدرسہ اسلامی علوم اور ہمت تعلیم و تعلم سے خالی ہے۔

(۳) معاشرہ: معاشرہ اسلامی حیویت اور حیات سے خالی ہے۔

(۴) گھر: گھر اسلامی حیویت اور حیات سے خالی ہے۔

(۴) مسئلہ سوم: عامۃ المسلمین کی ابتلاء

میں ہر جگہ عام مسلمان دوہری مار سہہ رہے ہیں۔ ایک طرف منہدم شاکلہ پر متصرف ان کے موجودہ قائدین ــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ اندر سے انہیں کھوکھلا کر رہے ہیں تو دوسری طرف ابلیس اور اس کی فوجیں باہر سے۔ یہی وہ "امی" ہیں جن سے نبی آخرالزماں ﷺ کو نسبت خاص ہے۔ انہیں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص بھی سایہ فگن رہی ہے (ــــ تجتمع امتی علی الضلالۃ: ہماری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی)۔ یہی سبب ہے کہ اپنے قائدین کی فریب کاریوں اور استبداد اور دشمنوں کے مظالم کے باوجود اس کے عزم اور اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین سے تمسک میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ موج خون کے سر سے گزرنے کا سلسلہ چاہے ختم ہونے کا نام نہ لے لیکن یہ "امی" آستان یار سے اٹھنے کو تیار نہیں۔

اس صورت حال میں:

(الف) ان کے حکمران نام نہاد روشن خیال، قدامت پسند، کمیونسٹ، سوشلسٹ، لبرل، جمہوریت نواز، بادشاہ، صدر، وزیراعظم اور ڈکٹیٹر ہو سکتے ہیں ــــ اور ــــ

(ب) ان کے علماء شیعی، سنی، مقلد، غیر مقلد، ماتریدی، اشعری، اباضی اور اصولی ہو سکتے ہیں ــــ اسی طرح ــــ

(ج) اعیان معاشرہ ــــ سرمایہ دار، صنعت کار، زمیندار، جاگیردار اور جائز ناجائز طرح طرح کی قوتوں کا مظاہرہ کر کے عوام کو اپنا زیر دست بنائے رکھنے والے حاکمان وقت حتیٰ کہ غیروں کے عمیل اور ان کے چاؤش تو ہو سکتے ہیں ــــ

لیکن یہ عام مسلمان ہر حال میں صرف عام مسلمان رہا ہے جو اللہ، رسول اور اس کے دین سے محبت کرتا ہے۔ عام مسلمان 'فسق عمل' میں تو مبتلا ہو سکتا ہے 'فسق ایمان' میں بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ اس کے برخلاف اس کے قائدین ــــ حکمراں، علماء اور اعیان معاشرہ ــــ خواہ 'فسق عمل' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن چند ہی ایسے ہوں گے جو 'فسق ایمان' سے آلودہ نہ ہوں۔ یہ عام مسلمان

فسق عمل میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن ــــ اپنی دنیا بچانے، جاہ و منصب حاصل کرنے یا اسے برقرار رکھنے کے لئے سب سے پہلے اپنے ایمان کو پیش کرتے ہیں۔

(۵) مسئلہ چہارم: فتنہ دجال اکبر کا سیلاب

(۱) فتنہ دجال اکبر ــــ معرکہ ایمان ــــ ہے۔

(۲) فتنہ دجال اکبر ــــ معرکہ علم و فن ــــ ہے۔

(۳) فتنہ دجال اکبر ــــ معرکہ اللہ و ابلیس ــــ ہے۔

(۶)

(۱) روئے ارض پر دو راہیں یا دو خطوط پائے جاتے ہیں۔

(۱) صراط سوی: صراط محمدی اور صراط مستقیم ہے۔

(۲) صراط غوی: صراط فرعونی اور صراط موسوی ہے۔

(۲)

(۱) صراط سوی کما خذ رب کائنات ــــ اللہ ــــ رب العالمین ہے۔

(۲) صراط سوی کی حقیقت علم ہے۔ وہ علم جو دیگر امور کے علاوہ مقصد حیات سے باخبر بنائے۔ مقصد حیات سے باخبری 'خبط واختیار' کا مادی بنائی ہے۔ یہی باخبری 'انجام حیات' اور 'مستقبل' سے باخبری عطا کرتی ہے۔

(۳) 'دین اللہ' ہی صراط سوی ہے جو قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں پایا جاتا ہے۔ اسی راہ میں 'علم یقین'، 'عین یقین' اور 'حق یقین' کے مراحل پیش آتے ہیں۔

(۳)

(۲) صراط غوی کی حیثیت ظن، قیاس اور اندازہ کا مخلوق ہے۔ ابلیس کے ذریعہ افزودہ پرورہ "ظن" قیاس اور اندازہ انسان کے اندر ایک ایسی لاعلمی کو بار آور کرتا ہے جو فی الوقت فرض کردہ علم یا حقیت ـــــ کہلاتی ہے۔ فی الوقت فرض کردہ علم یا حقیت "مقصد حیات" سے بے خبر رہتی ہے۔ "مقصد حیات" کے تعلق سے "عدم علم" یا "انتشار ذہنی" ضبط و امتیاز کی بجائے PROBE (کھوج) کے نام پر ضابطہ شکنی اور بے لگامی کو ہوا دیتی ہے۔ "مقصد حیات" سے "بے خبری" انسان کو "انجام حیات" سے "بے خبری" کی کیفیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ "انجام حیات" سے "بے خبری" غیر طبعی صورت حال کو جنم دے کر انسان کو ظن اور "عزائم" کے بے لگام گھوڑے پر سوار کر دیتی ہے ع

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

(۷) صراط غوی کی "وسعت" یا اس کی "سعت" کیا ہے؟

اگر صراط غوی کو ایک خط کی صورت دی جائے تو اس کی "سعت" درج ذیل ہوگی:

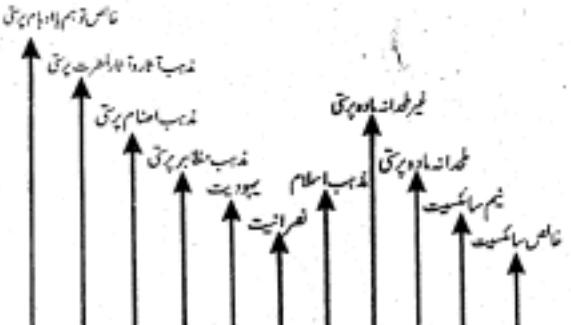

(۸) صراط سوی کیا ہے؟

(۱) صراط سوی اسلام ـــــ دین اللہ ـــــ ہے اس کے علاوہ کائنات میں کوئی دین تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

(۲) اسلام "فطرۃ اللہ" ہے کائنات کی ہر شئے کا دین اسلام ہے اور ہر شئے اس سے ہم آہنگ ہے۔

(۳) اسلام صراط سوی اور صراط ھدی ہے۔ اس کا ماخذ "علم من اللہ" ہے "ظن" "قیاس" اور "وہم" نہیں۔

(۹) صراط غوی کیا ہے؟

(۱) صراط غوی "دین اللہ" نہیں ہے۔ کائنات کا یہ کبھی دین تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

(۲) صراط غوی "فطرۃ اللہ" نہیں ہے۔ چنانچہ کائنات کی کسی شئے سے اس کی ہم آہنگی نہیں۔

(۳) صراط غوی ہی صراط ھوی ہے۔ اس کی زمین "ظن" "قیاس" اور "اندازہ" ہے۔ خالص ترین "ظن" "قیاس" اور "اندازہ" خالص سائنسیت (PURE SCIENTISM) پیدا کرتا ہے اور آلودہ ترین "ظن" "قیاس" اور "اندازہ" خالص توہم اور اوہام پرستی۔

(۱۰) صراط غوی کے موجودہ مظاہر کیا کیا ہیں؟

صراط غوی کے موجودہ مظاہر درج ذیل ہیں:

(۱) خالص سائنسیت: خالص سائنسیت اس فکر کو کہتے ہیں جس میں زندگی کے ہر پہلو کے تعلق سے قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل ہو۔

(۲) نیم سائنسیت: نیم سائنسیت اس فکر کو کہتے ہیں جس میں زندگی کے بعض

(۳) طبعانہ مادہ پرستی: طبعانہ مادہ پرستی نظر آنے والی وہ خالص سائنسیت ہے جس میں زندگی کی اساس میں قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل نہ ہو بلکہ صرف حصول لذت دنیا مقصود ہو۔

(۴) غیر طبعانہ مادہ پرستی: طبعانہ مادہ پرستی سے ملتی جلتی وہ فکر ہے جس میں ظاہر میں بالعموم مذہب کا دخل تسلیم کیا جاتا ہے جب کہ حقیقت صرف دنیوی لذت کا حصول ہوتی ہے۔

(۵) مذہب اسلام: مذہب اسلام وہ طرز حیات ہے جس کا ماخذ صرف اللہ اور رسول یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی مصادر اور مراجع ہیں جو کتاب وسنت کی بعض باتوں کو بظاہر لے کر ایک ایسا شاکلہ بناتے ہیں جس میں کچھ عقائد، کچھ عبادات، کچھ رسوم، کچھ مسلمات، کچھ اشغال، کچھ مفروضات اور کچھ توہمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔

(۶) نصرانیت: تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پال کی تعبیرات وتشریحات کا وہ مجموعہ ہے جس میں حضرت عیسیٰ کی قربانی برائے مغفرت آدمیت بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

(۷) یہودیت: بنی اسرائیل کی نسل پرستی ہے اور اس کی موجودہ فکر یہودیت ہے جو فی الواقع الٰہ دشمنی پر مبنی ہے۔

(۸) مذہب مظاہر پرستی: کسی بھی مظہر قوت وجلال سے عقیدت مظاہر پرستی کہلاتی ہے۔

(۹) مذہب اصنام پرستی: کسی مافوق الفطرت شئے سے عقیدت کا جب تصوراتی اظہار "صنم" تراشی اور "صنم پرستی" کی صورت میں ہوتا ہے تو اسے اصنام پرستی کہتے ہیں۔

(۱۰) مذہب آثار وآثار فطرت پرستی: فطری اشیاء وآثار کی عقیدت مذہب آثار یا

اور اس سے پیدا شدہ اعتقادات وتصورات ہیں۔

(۱۱) اسلام ــــ دین اللہ ــــ کیا نہیں ہے؟

(۱) اسلام ــــ دین اللہ ــــ خالص سائنسیت (Pure Scientism) نہیں ہے۔

(۲) اسلام ــــ دین اللہ ــــ نیم سائنسیت (Quasi Scientism) نہیں ہے۔

(۳) اسلام ــــ دین اللہ ــــ طبعانہ مادہ پرستی (Secular Materialism) نہیں ہے۔

(۴) اسلام ــــ دین اللہ ــــ غیر طبعانہ مادہ پرستی (Regular Materialism) نہیں ہے۔

(۵) اسلام ــــ دین اللہ ــــ مذہب (اسلام) (Religion) نہیں ہے۔

(۶) اسلام ــــ دین اللہ ــــ معروف اسلام یعنی یہودیت ونصرانیت (Judaism & Christianity) نہیں ہے۔

(۷) اسلام ــــ دین اللہ ــــ مظاہر پرستی نہیں ہے۔

(۸) اسلام ــــ دین اللہ ــــ اصنام پرستی نہیں ہے۔

(۹) اسلام ــــ دین اللہ ــــ آثار وآثار فطرت پرستی نہیں ہے۔

(۱۰) اسلام ــــ دین اللہ ــــ خالص توہم اور اوہام پرستی (Pure Superstition) نہیں ہے۔

(۱۲) عصر حاضر میں امت اندرونی طور پر ایک شدید کشمکش سے دوچار ہے۔ امت کے اندر دو طبقوں

دو طبقے درج ذیل ہیں:

(۱) اہل مذہب (علماء وقت، مشائخ وقت)۔

(۲) مغربین (مغرب سے مرعوب مسلمان)۔

(۱۳) اہل مذہب (بالخصوص علماء وقت اور مشائخ وقت) کا رویہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ہم اسلام ــــ دین اللہ ــــ پر تکفا نہیں چلیں گے۔ ہم مذہب اور مذہبیت پر ہی عمل پیرا رہیں گے۔

(۲) ہم آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ پر پوری طرح کاربند نہیں ہوں گے یعنی اس اسلام ــــ دین اللہ ــــ پر نہیں چلیں گے جو عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں رائج تھا بلکہ خلافت راشدہ کے بعد رائج کردہ خلاف قرآن و سنت رسول ﷺ مذہبیت پر ڈٹے رہیں گے۔

(۳) ہم معاشرہ کے شاکلہ اور اس کے اندر نظام تعلیم و تعلم یعنی نظام مدارس، نظام تعلیم، نصاب، کتب نصاب میں اور اسی طرح روحانیت کے نام پر جاری غیر حقیقی اور غیر اسلامی مشاغل پر کوئی نظر ثانی نہیں کریں گے۔ نہ فکر و بحث کو راہ دیں گے اور نہ ہی اصل دین اللہ کی بحالی کریں گے اور ان امور میں کسی طرح کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔

(۴) ہم حیات کے جملہ پہلوؤں ــــ یعنی ایمانی، فکری، عملی، علمی، روحانی، انفرادی، اجتماعی اور آفاقی ــــ پر قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کو مکمل طور پر غالب اور حاکم ہونے کی اجازت نہیں دیں گے بلکہ زندگی کے زیادہ سے زیادہ امور سے انہیں بے دخل یا حاشیہ پر کر کے حتی کہ خانوادے فیصد حیات پر ابلیس، اہل ھوی اور بالخصوص یہودیوں کے ساختہ و پرداختہ نظریہ کو ہی غالب رکھیں گے اور اسی مذہب (اسلام) کو دین اللہ ــــ

(۱) علم کی اصلی ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب نے کی ہے۔ اسی طرح علم کا اصلی مجسم روپ اور اناطق ہے جو اس وقت مغرب کو حاصل ہے۔

(۲) فکر کی اصلی ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب نے کی ہے۔ اسی طرح فکر کی اصلی جہت اور قطار وہ ہے جو اس وقت مغرب میں موجود ہے۔

(۳) علمی، فکری، حکومتی، معاشرتی، تمدنی اور ثقافتی ادارے اور ان کی اصل ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب میں پائی جاتی ہے۔ ایسے اداروں کی ہیئت، کارکردگی، قابلیت اور مہارت کی معراج وہ ہے جو اس وقت مغرب میں موجود ہے۔

(۴) مسلمانوں کو اپنی حیثیت کی بحالی (ان کی نظر میں ترقی) کے لئے وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور ویسی ہی علمی، فکری، فنی، معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور حکومتی صورت اور طریقہ کار اختیار کرنا اور اس کے لئے ویسے ہی ادارے تشکیل دینے چاہئیں جیسا اہل مغرب نے کیا ہے اور مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی ہر اعتبار سے اپنا نصب العین وہی متعین کرنا چاہئے جو اہل مغرب نے متعین کیا ہے۔

(۱۵) اول الذکر طبقہ یعنی اہل مذہب (علماء و مشائخ) امت محمدیہ کے فریسی (Pharisees) ہیں اور ثانی الذکر طبقہ یعنی مغربین (مغرب سے مرعوب لوگ) صدوقی (Sadducees)۔ علمی بھرم تھس علماء و مشائخ امت محمدیہ کے حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے مانند ہیں (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں) اور عام مسلمان ان کے اصحاب کے مانند۔ ہرود کے نزدیک تھس علماء، مشائخ اور عام مسلمان معتوب و بے حیثیت تھا۔

(۱۶) عصر حاضر میں امت مسلمہ اندرونی طور پر ان دو طبقوں یعنی اہل مذہب (علماء و مشائخ) اور مغربین (مغرب سے مرعوب لوگوں) اور بیرونی طور پر ابلیس اور دجال اکبر اور اس کے حلیفوں کی دو چکیوں کے درمیان [illegible]

اصول وکلیات (حصہ دوم)

دو عظیم چیلنج

(۱) اس وقت روئے ارض پر اہل ایمان کو خارج سے دو عظیم چیلنج ——— دو عظیم ہلاکات (Giant-Threats) کی صورت میں ——— درپیش ہیں۔ یہ دونوں عظیم چیلنج یا ہلاکات دراصل ابلیس اور دجال اکبر اور پوری کائنات میں ان کے دیگر حلیفوں بالخصوص یہود کی جانب سے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں عظیم ہلاکات درج ذیل ہیں:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا۔

اس ہلاکت کا مفہوم ہے:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کا بحیثیت امت حدی، امت حامل قرآن، امت شہید علی الناس اور امت وسط خاتمہ کر دینا۔

(۱) امت کے اندر ایمان باللہ، ایمان بالرسالۃ اور ایمان بالآخرہ کا خاتمہ کر دینا۔

(۲) قرآن کا خاتمہ کر دینا۔

(۳) سنت رسول اللہ ﷺ کا خاتمہ کر دینا۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کو نکال کر اس کو تکوینی اور تخلیقی طور پر بتاہ کر دینا۔

(۵) روئے ارض پر حدی اور رسالت کی ہر بات، علامت، نشانی اور

روئے ارض سے مسلمانوں کا وجود، آثار یا خواندہ دین کا ذکر ہمیشہ کے لیے مٹا دینا ہوں۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کر لینا۔

اس ہلاکت کا مفہوم ہے:

(۱) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر دینا یعنی اس اللہ رب العالمین کو قتل کر دینا جس نے

(۱) آدم کو پیدا کیا اور اسے خلیفۃ اللہ اور ابلیس کو خلافت سے محروم کر دیا۔

(۲) اس 'موت' کا خاتمہ کر دینا جس سے ابلیس کو دوچار ہونا ہے۔

(۳) اس بعث بعد الموت یعنی آخرت کا خاتمہ کر دینا جس کی سزا کا اسے خوف ہے۔

(۴) اس سلسلہ رسالت کی آخری کڑی محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود مٹا دینا جو اب مقام محمود پر فائز ہوں گے۔

(۵) اس حدی کا خاتمہ کر دینا جس کی خلاف ورزی اور عوتی کے انتاج کے سبب یہودی راندۂ درگاہ رب العالمین ہوئے اور اللہ کی محبوبیت سے محروم۔

(۶) ایسے نبیوں اور رسولوں مثلاً حضرت ادریس، حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو کائنات بیدا میں جہاں وہ اللہ کے ذریعہ محفوظ و مامون ہیں ڈھونڈ نکالنا اور انہیں قتل کر دینا۔

(۷) نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ہر نشانی حتی کہ ان کے جسد اطہر کے وجود کو بھی مٹا دینا جن کی بعثت نے ابلیس اور دجال اکبر کے اس عظیم اور خوفناک ترین منصوبہ کو ناکام کر دیا جس کے تحت انہوں نے ایک منتخب قوم (بنی اسرائیل) کو خلیفۃ بنا کر مقام محمود پر قبضہ کرنے کی آخری کوشش کی تھی اور جن کی مخصوص 'حیات' سے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو اب بھی خطرہ محسوس ہوتا

اور مقام اجتبائیت سے معزول کر دیئے گئے۔

(۹) اس "موت" کا خاتمہ کر دینا جس کا ہر یہودی کو بے حد خوف ہے۔

(۱۰) اس بعث بعد الموت یعنی آخرت کے امکان کا ہی خاتمہ کر دینا جس میں اپنے ان کرتوتوں کے سبب انہیں سخت ترین عذاب سے دوچار ہونے کا خوف لاحق ہے۔

(۱۱) ان فرشتوں کا خاتمہ کر دینا جو یہودیوں کی راہ میں حائل رہے اور اب بھی ہیں۔

(۱۲) اس امت مسلمہ محمدیہ کا خاتمہ کر دینا جو یہودیوں کے بقول ان کے دوبارہ اللہ کا محبوب بننے کی راہ میں حائل ہیں۔

(۱۳) اس اللہ کا خاتمہ کر دینا جس نے ابلیس کی طرح یہودیوں کو بھی راندہ درگاہ کر دیا اور انہیں موت، آخرت اور سخت سزاؤں کی دھمکی دے رہا ہے۔

(۱۴) ماں کی انتہائی حالت میں اس اللہ کا ہی خاتمہ کر کے اس کی کائنات پر قبضہ کر لینا اور "سکینہ" اور "جنت" کا حصول کر لینا اور دوزخ کے وجود کو مٹا دینا تاکہ عذاب کا خوف جاتا رہے۔

(۱۵) اللہ رب العالمین کی تکوین، تخلیق اور ترزیق کو مسخر کر کے اور اس پر قبضہ کر کے اور موت کا خاتمہ کر کے ایک ایسی حیات پانا جو لازوال ہو۔

(۲) ابلیس کا یہی وہ منصوبہ ہے جس پر اس نے کائنات کی بہت سی مخلوقات یا ان کے بعض یا اکثر افراد سے تحالف کیا ہے جن میں یہود خاص ہیں۔ اس مشن کی ایک کڑی ابلیس کا مہیب ترین ہتھیار ـــــ دجال اکبر ـــــ بھی ہے۔

ابلیس اور یہودیوں کا تحالف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاً بعد ہو گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ

لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی بعثت سے قبل ہی ابلیس ان کے ساتھ مضبوط تحالف قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت داؤد کی بعثت دراصل ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے مابین قائم ہو جانے والے تحالف کو توڑنے اور روئے ارض پر حدی کو استحکام بخشنے کے لئے ہوئی۔ یہودیوں نے ابلیس اور دجال کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا لہٰذا حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر پہلی بار لعنت فرمائی جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر لعنت فرمائی تھی۔

ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کا تحالف وقت گزرنے کے ساتھ اتنا مضبوط ہو گیا کہ انہوں نے نبیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بالآخر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے اس تحالف سے مقابلہ آرا ہونے کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا فرمائی اور ولی کے بھیجے جانے کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور روئے ارض پر نسل آدم میں پہلا ـــــ ولی ـــــ بالفعل ـــــ غلام ـــــ جو ـــــ حیات ـــــ سے متصف تھا (سورۃ مریم۔ آیت ۷) بھیجا گیا۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تشریف لائے لیکن ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا دوسرا حصہ بھی مقبول بارگاہ ذی الجلال ہوا چنانچہ روئے ارض پر نسل آدم میں دوسرا ـــــ ولی ـــــ بالفعل ـــــ غلام ـــــ جو روح القدس سے متصف تھا بھیجا گیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو ابلیس اور دجال اکبر کے تحالف سے باز رکھنے کی آخری کوشش کر ڈالی۔ لیکن وہ نہیں مانے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر دوسری بار (اور کسی نبی بنی اسرائیل کی طرف سے آخری بار) لعنت فرمائی۔ لہٰذا ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے انہیں بھی قتل کرنے کی کوشش کی اور اپنی سمجھ کے مطابق انہیں بھی قتل کر دیا۔

یوں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور اخراج سے ابلیس دجال اکبر اور یہودیوں پر حجت پوری ہو گئی تھی اور نبی آخر الزماں ﷺ کے آنے کی گھڑی آن پہونچی تھی تاہم نبی آخر الزماں ﷺ نے

اللہ کی اطاعت قبول کر لیتے تو ان کے جرائم معاف کر دیے جاتے۔ لیکن ابلیس، دجال اکبر اور یہود اس میں ناکام و نامراد ثابت ہوئے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول رحمت اعظم اور عدی اور امت مسلمہ محمدیہ سے لڑنے اور انہیں تباہ و برباد کر دینے کی ٹھان لی۔ یہی وہ معرکہ ہے جو بالآخر معرکہ دجال اکبر کا آخری معرکہ ثابت ہوگا۔ مذکورہ مہلکات اسی سلسلے کی اہم دو کڑیاں ہیں۔

پہلا چیلنج

امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کا چیلنج

(۱) گزشتہ سالوں کے دوران (1986-2004) اس چیلنج کے کئی مرحلے گزر چکے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جائزہ: امکانات، مہلکات اور استعداد

(Survey: Possibilities, Threats & Capabilities):

اس کے تحت یہودیوں نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ اُمتِ وسط یعنی امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمے کے تعلق سے ان کی پچھلی آدھی کوششیں اب تک کتنی کامیاب ہوئیں ہیں۔ ان کا منصوبہ کتنا کامیاب ہوا اور کتنا ناکام ہوا؟ ناکام ہونے کی صورت میں اس کے عوامل اور اسباب کیا رہے؟ ان کے منصوبہ کی کامیابی کے آئندہ کیا امکانات ہیں؟ اب تک حاصل کردہ کامیابیوں کے لئے کیا کیا آئندہ اندیشے اور مہلکات ہیں؟ اپنے منصوبہ کی کامیابی کے لئے یہودیوں کی استعدادی صورت حال کیا ہے؟ ان کی قوت و صلاحیت کی صحیح کیفیت اور کمیت کیا ہے؟ اس میں کیا کمی ہے؟ ان کے بالمقابل آئندہ مہلکات کی قوت و صلاحیت کا صحیح اندازہ کیا ہے؟ وغیرہ۔

(۲) متعدد الوجوہ تدبیری منصوبہ سازی

(Multiple Strategic Planning):

اس جزو میں کوشش کی گئی کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے تعلق سے

(۳) متعدد الوجوہ تعمیلی منصوبہ سازی:

(Multiple Executive Planning):

اس عنوان کے تحت اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کے لئے بنائے گئے تدبیری منصوبوں کی تعمیل کے لئے کس کس لائحہ کو منتخب کیا جائے، ان میں کیا ترجیحات قائم کی جائیں اور ان کی تعمیل کے لئے متعدد الوجوہ اور کثیر الجہات تعمیلی کل منصوبہ بنایا جائے۔

(۴) متعدد الوجوہ تعمیل

(Multiple Execution or Operation):

اس عنوان کے تحت اس کی کوشش کی جارہی ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کو یقینی بنانے کے لئے طویل طویل المدت، طویل المدت، درمیانی مدت، قصیر المدت اور فوری منصوبوں پر اقدامات ہوں اور انہیں صورت واقعہ کی شکل دی جائے۔

(۲) جائزہ: امکانات، ہمکانات اور استعداد کے عنوان کے تحت گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو ہر دم غور وفکر اور جائزہ کا سلسلہ جاری ہے اور اس تعلق سے بلا مبالغہ ہزاروں "مکمل جائزے" لئے گئے ہیں لیکن ان میں دو جائزوں نے بوجوہ بہت شہرت حاصل کی ہے۔ یہ دو جائزے درج ذیل ہیں:

(۱) فرانسس فوکویاما (Francis Fukuyama) کا جائزہ جسے فریب، پرکاری اور بے مثال سحر کاری کے ساتھ "تاریخ کا خاتمہ" کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی عدیم المثیل فریب کے تحت اس کا صرف سوا حصہ (۱۰۰/۱) سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلہ نیشنل انٹرسٹ (Francis Fukuyama: "The End of History?" The National Interest 16, Summer 1989:

the Last Man, The Free Press 1992, کی کتاب کی صورت شائع کیا گیا۔

(۳) سیموئیل پی ہن ٹنگٹن (Samuel P. Huntington) کا جائزہ جسے یکساں فریب، پرکاری اور سحر کاری کے ساتھ "تہذیبوں کا تصادم" کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی عدیم المثیل فریب کے تحت اس کا صرف تھوڑا سا حصہ سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلہ فارن افیرس (Samuel P. Huntington: "The Clash of Civilizations", Foreign Affairs 1993) میں شائع ہوا اور بعد میں اسی تھوڑے حصے کو مزید تحلیل (dilute) اور پتلا کر کے (Samuel P. Huntington: The Clash of Civilizations and the Remaking of the World Order, Simon & Schuster, 1996) کی کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا۔

(۴) 'متعدد الوجوہ تدبیری منصوبہ سازی' کے عنوان کے تحت گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو ہر دم غور وفکر اور منصوبہ سازی کا سلسلہ جاری ہے اور اس تعلق سے گویا غور وفکر کا سیلاب لا دیا گیا ہے جس کے تحت ہزاروں ہزار جائزوں کی روشنی میں منصوبہ سازی کی گئی ہے لیکن ان میں ایک منصوبہ غیر معمولی شہرت کا حامل ہوا۔

(۱) یہ غیر معمولی تدبیری منصوبہ ہے برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) کا بنایا گیا منصوبہ ——— جسے اسی روایتی فریب، پرکاری اور بے مثال سحر کاری کے ساتھ "اسلام اور لبرل جمہوریت" کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی روایتی عدیم المثیل فریب کے ساتھ اس کا صرف سوا حصہ (۱۰۰/۱) سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلہ دی اٹلانٹک منتھلی (Bernard Lewis: "Islam & Liberal Democracy", The Atlantic Monthly, February 1993) میں شائع ہوا اور بعد میں

"Le Meridein Statement" کہا جاتا ہے۔

(۵) "متعدد الوجوہ تعمیلی منصوبہ سازی" کے عنوان کے تحت بھی گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو مسلسل غور وفکر ہوتا رہا ہے اور بیسیوں تعمیلی منصوبے بنائے گئے اور ان پر جزوی طور پر عمل درآمد بھی ہوتا رہا لیکن "متعدد الوجوہ تعمیلی منصوبہ" کی قابل عمل اور فیصلہ کن منصوبہ سازی 1995/96 میں آخری شکل لینے لگی تھی۔ اسی تعمیلی منصوبہ سازی کے آخری شکل لینے کا نتیجہ ہے وہ معاہدہ جو کلنٹن اور یلسن یاہو کے ذریعہ عالم وجود میں آیا اور جو باخبر حلقوں میں سہ مراحلی معاہدہ (Three-Stage Pact) کے نام سے مشہور بھی ہے۔

(۶) اسی متعدد الوجوہ تعمیلی منصوبہ سازی کا تھوڑا سا حصہ وہ ہے جو ہنری کیسنجر منصوبہ (Henry Kissinger Plan) کے نام سے جانا جاتا ہے اور جس کا محض تھوڑا سا حصہ مابرانہ فریب کاری، پرکاری اور بے مثال عمر کاری کے ساتھ وی امیریکنس نیڈ اے فارن پالیسی ("The Americans Need A Foreign Policy") کے نام سے شائع کیا گیا۔ مزید ازیں جس کے کچھ حصے ایرس آف رینیول (Years of Renewal) اور 'کرائسس' (Crisis) میں بھی بیان کیے گئے ہیں۔

(۷) متعدد الوجوہ تعمیل کے عنوان کے تحت جو کام سرانجام دیئے جا رہے ہیں وہ درج ذیل نوعیت پر مشتمل ہیں:

(۱) فوری اقدامات جنھیں کرائسس پروگرام (Crash Programme) یا کرائسس مینجمنٹ (Crisis Management) کہا جاتا ہے۔

(۲) قصیر مدتی اقدامات جن کے تحت ایسی کارروائیاں ہوتی ہیں جو مقاصد تک زیادہ سے زیادہ 5 سالوں میں پہنچ جائیں۔

(۳) درمیان مدتی اقدامات کے تحت ان منصوبوں کی تعمیل آتی ہے جو زیادہ سے زیادہ

اندر اندر اپنے اہداف حاصل کر لیں۔

(۵) طویل طویل مدتی اقدامات کے تحت منصوبوں کی ایسی تعمیل وجود میں آتی ہے جو اپنے اہداف تک رسائی میں 25 سالوں سے زیادہ مدت لیں۔

تعمیلات کے یہی وہ امور ہیں جن کے "مضمرات وعواقب" کی روداد (Feed Back) کا کچھ حصہ (۱/۱۰۰۰۰۰) مختلف باب وڈ ورڈ کی حالیہ دنوں میں شائع ہونے والی دو کتابوں

(Bob Woodward

(i) Bush At War, Simon & Schuster, New York, 2002

(ii) Plan of Attack, Simon & Schuster, New York, 2004)

اور ان جیسی دیگر بیسیوں کتابوں میں ملتا ہے۔

دوسرا چیلنج

اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینا

(۱) "اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینے" کی جدید ابلیسی۔ دجالی۔ یہودی تاریخ باضابطہ طور پر اسحاق نیوٹن (Isaac Newton, 1642-1727) سے شروع ہوتی ہے۔ اس مشن کے تحت درج ذیل بنیادی امور مقصود و ہدف قرار پائے:

(الف) "کون یعنی زمان اور مکان" (Time & Space) کو مسخر کرنا، سر السّموات والارض کا پتہ لگا کر اور ان کی سمجھ کو جان کر انھیں مسخر کرنا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سر السّموات والارض کی کنجی اللہ رب العالمین کے پاس ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ب) "تخلیق" اور "عمل تخلیق" کو مسخر کرنا اور انھیں 'فطرۃ' سے آزاد کر لینا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ 'فطرۃ' اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ت) "تزئیق" اور "عمل تزئیق" کو مسخر کرنا اور انھیں 'فطرۃ' سے آزاد کر دینا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ فطرۃ اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ث) 'نفس' اور 'عمل نفس' کو مسخر کرنا اور اس طرح عالم خلق میں 'موت' اور 'تغیر' (بس۔ ۶۸) (Aging) کو فطرۃ سے آزاد کر دینا۔ اس لئے کہ فطرۃ اللہ رب العالمین کی

متعین کردہ قوتوں، ملائکہ اور دیگر مطیع مخلوقات کو مغلوب کرنا، اپنا مطیع بنانا یا ان کا خاتمہ کر کے 'فطرۃ' کو ختم کرنے کی ہر رکاوٹ دور کر دینا۔

(ج) 'اللہ رب العالمین' کو اصوٹ صانعا اور اسے 'قتل' کر دینا۔

(خ) 'موت' کا خاتمہ کر دینا اور 'حیات' (ابدی) حاصل کر لینا۔

(د) 'کون' پر قبضہ کر لینا۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینے کے عنوان کے تحت گزشتہ تین سو سالوں میں یہودیوں کے مطابق ان کو حاصل ہونے والی کامیابی کی روداد درج ذیل ہے:

(الف)

(ا) نیوٹن (Newton:1642-1727) سے آئن سٹائن (Einstein: 1879-1955) لیڈرمین، شوارٹز اور اسٹین برگر (Lederman: 1922, Schwartz: 1932 & Steinberger: 1921) تک 'کون' اور اس میں زمان و مکان اور سر السّموات والارض کی کلید کو دریافت کرنا اور اپنے قابو میں کرنا۔

(۲) آدم اسمتھ (Adam Smith: 1723-1790) اور ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo:1772-1823) سے کارل مارکس (Karl Marx:1818-1883) تک اور کینس (Keynes: 1883-1946) سے پال اے سیمیولسن (Paul A. Samuelson:1915) تک وسائل پر قابو پانا۔

(۳) جینیات، جینیاتی انجینیرنگ (Genetics & Genetic Engineering) کے ذریعہ جینوم (Genom) کی کلید حاصل کرنا اور تغیر (Aging) پر قابو پا کر موت کو مسخر کرنا۔

(۴) سیارگانی انتظام (Gaia or Planet Management) کی کلید

ابلیسی۔ دجالی۔ یہودی متبادل رائج کرنے کی جانب عملی اقدامات کرنا۔

(ب) اسحاق نیوٹن کے بعد سائنس کا یہ عمل فی الواقع کن مقاصد کے تحت ابلیس، دجال اکبر اور یہودیت کے ذریعہ آگے لے جایا گیا اور ہنوز لے جایا جا رہا ہے اس کا اظہار ہنرک اسکولیموسکی (Henryk Skolimowski) نے یوں کیا ہے۔

"تصور قوت کا ارتفاع اپنی موجودہ خطرناک شکل [مغربی تہذیب (یہودی وقت آرڈر)] میں اس لئے ہوا ہے کہ مغربی انسان نے نجات کے طریقہ کو ترک کر کے (بعد ثالثہ ثالثہ عہد میں) دوسرے طریقے کو اختیار کر لیا ہے۔ نجات کا تصور آسمان سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اور پوری طرح زمین پر قائم کر دیا گیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نجات کا یہ تصور ارضی اشیاء پر قدرت اور استحواج ہی میں منحصر ہو چکا ہے۔ اس کا مفہوم ہے زمین کا استعمال کرنا ــــ زمین پر قدرت حاصل کرنا ــــ زمین کو مفتوح کرنا ــــ زمین کے متاع سے لطف اندوز ہونا تو صرف اس وسیع اسکیم کا ایک حصہ ہے۔ اس کا دوسرا حصہ ہے ــــ اقتدار و قوت قاہرہ پر تصرف ــــ زمین پر ــــ فطرت پر ــــ اشیاء پر۔

(Henryk Skolimowski: "The Reality and Illusion of Power: Seminar, New Delhi, 323, July 1986)

واضح ہو کہ یہاں

(۱) "مغربی تہذیب" سے مراد وہ تہذیب ہے جو ابلیسی، دجالی اور یہودی مقاصد سے ہم آہنگ ہو کر اللہ، رسالت اور فطرت کے خلاف اعلان جنگ کر چکی ہے۔

(۲) "مغربی انسان" سے مراد وہ انسان ہے جو ابلیس اور یہودی، دجالی مقاصد سے ہم آہنگ ہو کر اللہ، عہد الست اور فطرۃ کے خلاف اعلان جنگ کر چکا ہے۔

(۳) "نجات کے طریقہ کو ترک کر کے" سے مراد ہے اللہ کی طرف سے نجات کی بخشش

نجات، مکتی اور جنت حاصل کرنا خواہ اس کے لئے اللہ کا خاتمہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

(۵) اس کا دوسرا حصہ ہے اقتدار و قوت قاہرہ پر تصرف۔ زمین پر، فطرت پر، اشیاء پر سے مراد اللہ اور اس کی قوتوں اور فوجوں کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کر لینا۔

اس تعلق سے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل میں 1989 تک کتنی کامیابی حاصل کر لی ہے اس کا جائزہ بل میک کبن (Bill Mc Kibben) نے یوں لیا ہے:

" For the first time we are on verge of eliminating a natural domain untouched or unmanipulated by human activity." (Bill Mc Kibben: The End of Nature Random House: New York, 1989)

ترجمہ: "تاریخ میں پہلی بار ہم لوگ فطرت (یا بچی ہوئی) فطرت کو کوئی انسانی عمل چھو سکتا ہے نہ اس میں تبدیلی کر سکتا ہے ــــ کو مٹا دینے کی دہلیز پر پہنچ گئے ہیں۔"

یعنی ہم (ابلیس، دجال اکبر اور یہود) عنقریب "فطرۃ" کا خاتمہ کر دیں گے۔ تخلیق، ترزیق، اور تقدیر کو فطرت اور اللہ سے آزاد کرا لیں گے۔ اس کا دوسرا مطلب ہوا کہ ہم عن قریب اللہ کو اس کائنات سے بے دخل کر دیں گے۔

(۳) خواہ مسئلہ "امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا" ہو یا "اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کر لینا" آخر اس کے پیچھے ان کی سوچ کیا ہے؟ اور کس احساس نے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو ناقابل تنسیخ تحالف میں باندھ دیا ہے۔

(۱) اس تعلق سے ان کی سوچ کی بنیاد میں ناکامی، محرومی، غصہ، مایوسی اور خوف کے چھ نصب ہیں۔

(۲) اس تعلق سے ان کی نفسیات کا عمیق اور حتمی تجزیہ صرف قرآن میں ہے

تجزیہ وہ ہے جو سورۃ الجمعہ 5-8 میں پایا جاتا ہے۔ اللہ کا قول ——— بما کانوا یعملون (جو کام لوگ کرتے رہے ہو) یہودیوں کے ذریعہ روئے ارض پر کھلے اور چھپے طور پر کیے جانے والے اس 'فساد کبیر' کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے یا پھر ان یہودیوں کو جو خوب جانتے ہیں کہ عظیم الشان گناہوں کے کرنے کے بعد ان کے لئے کیسی سزا انتظار کر رہی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ موت ان کے لئے سب سے تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے، جب وہ ابلیس کی سرپرستی سے محروم ہو کر پوری طرح اللہ کے ملائکہ کے ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں یہودیوں کے وسواسات پوری طرح ابلیس کے احساسات سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ دونوں کے پاس انا ہے۔ دونوں اپنی شامت اعمال سے مقام جلیلہ سے محروم کر دیئے گئے۔ دونوں کو اپنی اپنی محرومی پر شدید غصہ اور جھنجلاہٹ ہے۔ دونوں نے اپنی انا کے سبب توبہ اور اصلاح حال کے دروازے اندر سے پوری طرح بند کر لئے ہیں اور اس بات سے کلی طور پر مایوس ہو چکے ہیں کہ ان کی مغفرت ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دونوں کو اشد خوف ہے ان سزاؤں کا جو ان اعمال قبیح کے عوض ان کا انتظار کر رہی ہیں۔ اس صورتحال میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو اپنی انا کو محفوظ رکھتے ہوئے ان سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا ہے۔ بجز اس کے کہ اللہ کی اس:

(۱) کائنات کو ہی زیر و زبر کر دیا جائے۔

(۲) فطرت کو برباد کر دیا جائے۔

(۳) موت پر قابو پا لیا جائے اور

(۴) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اور اس طرح اس خوف سے نجات حاصل کر لی جائے جو انہیں لاحق ہے اور جو دن رات

کی ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے حضرت عیسیٰ ابن مریم روح القدس علیہ السلام کے 'قتل' سے شروع ہوتی ہے لیکن تقریب فہم کے لئے ہم اسے عہد داؤد سے درج کرتے ہیں:

(۱) مرحلۂ اول: ماقبل مسیح تا بعثت داؤد (1300 B.C-1005 BC) یہودی قوم کا فساد انگیزی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہتے ہوں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ انہیں نیکیہ اور جنت حاصل ہو جائے۔

(۲) مرحلۂ دوم: مابعد داؤد تا بعثت حضرت عزیر علیہ السلام (960 BC-460 BC) یہودی قوم کا فساد انگیزی حتی کہ کھلے بندوں شرک کرتے اور اس پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ انہیں نیکیہ اور جنت حاصل ہو جائے۔

(۳) مرحلۂ سوم: وفات حضرت عزیر تا ارتفاع حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (450 BC-29-30 A.D) یہودی قوم کا فساد انگیزی حتی کہ انبیاء کا قتل پر قتل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ نیکیہ اور جنت حاصل ہو جائے۔

(۴) مرحلۂ چہارم: ارتفاع حضرت عیسیٰ تا بعثت نبی آخر الزماں ﷺ (30 A.D-611 A.D): یہودی قوم کا روئے ارض پر فساد انگیزی اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی کرتے ہوئے حتی کہ ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے اللہ کی کائنات پر قبضہ کر کے، مزاحم ملائکہ، جنوں اور انسانوں کو مار کر (گویا اس طرح اللہ کو اپنی مٹھی کے مطابق مجبور کر کے) اللہ تعالیٰ سے نیکیہ لینے کی کوشش کرنا تا کہ یا خدانخواستہ جنت بھی عطا کرنے پر مجبور ہو جائے۔

(۵) مرحلۂ پنجم: 1254 تا 632 عیسوی: یہودی قوم کا اللہ کی رضا

روحانی + ماتحت مادی ذرائع ـــــــ پر تغلب پا کر اور ان کا سہارا لے کر تخلیقی کائنات پر قبضہ کرنے اور حزام ملائکہ، اہل ایمان، جنوں اور انسانوں کو مارڈالنے کی کوشش کرنا تاکہ یکسو اور جنت پر قبضہ کی صورت نکل آئے اور یوں ان پر قبضہ کر لینا۔

(۶) مرحلۂ ششم: 1676-1254 ہجری سیاتائی زیوی: اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی سے کلی طور پر بے پروا (مایوس) ہو کر لیکن ربانی فطرۃ کے دائرہ میں رہتے ہوئے ـــــــ غالب روحانی + ماتحت مادی ذرائع ـــــــ پر تغلب پا کر اور ان کا سہارا لے کر 'مشہور ان امر' پر قابو پا لینا اور اس طرح یکسو اور جنت حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۷) مرحلۂ ہفتم: 2004-1676: اللہ رب العالمین کی کائنات پر داخلی اور خارجی ہر اعتبار سے قبضہ کر کے کائنات میں مامور سر السموات والارض کو ـــــــ غالب مادی اور ماتحت روحانی ذرائع ـــــــ سے مسخر کر کے ملائکہ، اہل ایمان جنوں اور انسانوں کا خاتمہ کر کے حتیٰ کہ رب العالمین کا قتل کر کے موت سے نجات حاصل کر لینا اس کی سزا سے بچ جانا اور اس رب العالمین حقیقی کی جگہ کائنات کا رب العالمین بن جانا۔

(۵) مرحلۂ سوم تا ششم ـــــ ابلیس اور دجال کبیر کے ساتھ مل کر مذکورہ مقاصد کیلئے کام کرنے والے چھپے یا کھلے یہودی مدبرین و جہابذہ و قائل ذکر درج ذیل ہیں:

Rabbi Johannan Ben Zakkai (20-90 A.D)	(۱) ربی یوحنان بن زکائی
Rabbi Akiba (50-135 A.D)	(۲) ربی عقیبہ بن شمعون
Bar Kochba (132-135 A.D)	(۳) برکوخبہ (برکوخبہ)
Rabbi Judah Ha-Nasi (135-220 A.D)	(۴) ربی یہودا ھ۔نسی
Rabbi Ben Zoma (2nd Century A.D)	(۵) ربی بن زوما

Rabbi Ben Azzai (3rd Century A.D)	(۶) ربی بن عزائی
Rabbi Elisha Ben Abuyah (3rd Century A.D)	(۷) ربی ایلی شاہن ابویہ
R. Kaab Ben Ashraf (7th Century A.D)	(۸) ربی کعب بن اشرف
Abu Aamir (7th Century A.D)	(۹) ابو عامر
Uqba Ben Abi Muait (7th Century A.D)	(۱۰) عقبہ بن ابی معیط
Ubyy Ben Khalf (7th Century A.D)	(۱۱) ابی بن خلف
Abdullah Ben Ubyy Ben Salol (7th Century A.D)	(۱۲) عبداللہ بن ابی بن سلول
Labeed Ben Aasim (7th Century A.D)	(۱۳) لبید بن اعصم
Jalas Ben Swaied (7th Century A.D)	(۱۴) جلاس بن سوید
Ibn Sayyad (7th Century A.D)	(۱۵) ابن صیاد
Marwan (7th Century A.D)	(۱۶) مروان
Abu Isa Isfahani (Early 8th Century A.D.)	(۱۷) ابو عیسیٰ اصفہانی
Yudghan (Second Half of the 8th Century A.D.)	(۱۸) یوقان
Merwan-II (9th Century A.D.)	(۱۹) مروان II
Judah Halevi (1085-1140)	(۲۰) یہودا ھ۔لیوی
Abul Barakat Baghdadi (? -1152)	(۲۱) ابوالبرکات البغدادی
Daud Al-Roy (12th Century A.D.)	(۲۲) داؤد الروی
Abraham Ben Latif (1220-1290	(۲۳) ابراہیم بن لطیف
Abraham Abul-Afia (1240-1290)	(۲۴) ابراہیم ابوالعافیہ
Emmanuel Bonfel (13th Century A.D.)	(۲۵) ایمانوئیل بونفل
Aashir Lemlin (16th Century A.D.)	(۲۶) عاشر لملن
David Revini (16th Century A.D.)	(۲۷) داؤد ربینی
Solomon Molko (? -1532)	(۲۸) سلیمان ملکو (سولکو)
Joseph della Renan (16th Century)	(۲۹) یوسف الیہ رینان
Issac Loria (1534-1572)	(۳۰) اسحاق لوریا

(۲۳)سرمد (سعید ارمنی) (? -1659) Sarmad (Saeed Armeni) (? -1659)

(۲۴)ساباٹی زیوی Sabbatai Zvi (1626-1666)

(۲۵)یعقوب فرینک Jacob Frank (1726-1791)

(۶) مرحلہ ہفتم کی مخصوص ــــ غالب مادی ــــ ماتحت روحانی ــــ تغلب، تسلط اور تحور کے ذریعہ ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ مشترک مقاصد کے لئے کام کرنے والے کھلے یا چھپے یہودی مدبرین اور جہابذہ درج ذیل ہوئے:

(۱)ابراہیم بن لطیف (سائنس دان) Abraham Ben Latif (1220-1290)

(۲)ایمینوئیل بن بونفل (سائنس دان) Emmanuel Bonfel

(۳)لیوی گرشون (روحانی، سائنس دان) Levi Gershon

(۴)اسحاق بیرو (عظیم روحانی سائنس دان) Isaac Barrow (1630-1677)

(۵)باروخ اسپینوزا (معاشرتی سائنس دان) Baruch Spinoza (1632-1677)

(۶)اسحاق نیوٹن (عظیم روحانی سائنس دان) Isaac Newton (1643-1727)

(۷)اسرائیل بن الیزر (روحانی) Israel Ben Elizer (1700-1760)

(۸)جارج واشنگٹن (قومی جنرل روحانی) George Washington (1732-1799)

(۹)تھامس جیفرسن (سیاست داں) Thomas Jefferson (1743-1826)

(۱۰)ڈیوڈ ریکارڈو (معاشی سائنس دان) David Ricardo (1772-1823)

(۱۱)مائر امشل روتھ شیلڈ (اور اس کا گھرانہ) Meyer Amschel Rothschild (1743-1812)

(۱۲)نتھن مائر روتھ شیلڈ (دانشور، بینکار) Nathan Meyer Rothschild(1777-1836)

(۱۳)لائنل مائر روتھ شیلڈ (دانشور، بینکار) Lionel Meyer Rothschild (1808-1879)

(۱۴)ربی زیوی ہرش کالشر (روحانی) R. Zevi Hirsch Kalischer (1795-1874)

(۱۵)ربی یہودا القلعی (روحانی) Rabbi Judah Al-Kalai (1798-1878)

(۱۶)بن یمین اسرائیلی (ازرائیلی) (سیاست داں) Benjamin D'Israeli (1804-1881)

(۱۷)ابراہام لنکن (سیاست داں) Abraham Lincoln (1809-1865)

(۱۸)کارل مارکس (معاشرتی سائنس دان) Karl Marx (1818-1883)

(۱۹)الفریڈ برن ہارڈ نوبل (سائنسداں، صنعت کار) Alfred Bernhard Nobel (1833-1896)

(۲۰)آرتھر جیمس بالفور (سیاست داں) Arthur James Balfour (1848-1930)

(۲۱)سگمنڈ فرائڈ (معاشرتی سائنس دان) Sigmund Freud (1856-1939)

(۲۲)تھیوڈور ہرزل (تحریکی صیہونی) Theodore Herzl (1860-1904)

(۲۳)تھیوڈور برونسن (سائنس دان) Theodore Brorsen (1819-1895)

(۲۴)آسف ہال (سائنس دان) Asaph Hall (1829-1907)

(۲۵)ارنسٹ ولیم براؤن (سائنس دان) Ernest William Brown (1866-1938)

(۲۶)البرٹ آئن سٹائن (زمانہ کے بھوسب سے بڑا سائنسداں) Albert Einstein (1879-1955)

(۲۷)ارنسٹ اوپنہائمر (ہیروشیما کا عظیم معمار) Ernest Oppenhiemer (1880-1957)

(۲۸)ربی حیم لورے (روحانی) Rabbi Chaim Lorje (19th Century)

(۲۹)ربی ایلیاہ گٹ ماخر (روحانی) RabbiEljahGuttmacher (19thCentury)

(۳۰)موسیٰ۔ ہیس Mosses Hess (19th Century) (روحانی)

(۳۱)ربی ابراہام اسحاق کک (روحانی) RabbiAbrahamIsaacKook (1865-1935)

(۳۲)کیم ویزمن (سائنس دان) Chaim Weizmann (1874-1952)

(۳۳)کارل گستاف یونگ (معاشرتی سائنس دان) Carl Gustav Jung (1875-1961)

(۳۴)نیلس ہنرک ڈیوڈ بوہر (جوہری سائنسداں) Niels Henrik David Bohr (1885-1962)

(۳۵)ڈیوڈ بن گوریون (تحریکی عسکری) David Ben Gurion (1886-1973)

(۳۶)ربی اسرائیل ابی حتزیرا (روحانی) Rav Israel Abu-Hatzera (1890-)

(۳۷)راک فیلر برادرس فنڈ (ادارہ) Rockefeller Brothers Fund

(۳۸)جان ڈیوسن راک فیلر (دولت مند) John Davison Rockefeller (1839-1937)

(۴۲)نیلسن راک فیلر (رہ ملت سیاست داں) Nelson Rockefeller (1908-1979)

(۴۳)جے رابرٹ اوپن ہیمر (ہیروشیما کے ماہر سائنسداں) J. Robert Oppenheimer (1904-1967)

(۴۴)تھیوڈور روزویلٹ (سیاست داں) Theodore Roosevelt (1858-1919)

(۴۵)فرینکلن ڈیلانو روزویلٹ (سیاست داں) Franklin Delano Roosevelt(1882-1945)

(۴۶)سولی زوکرمین (سائنس داں) Solly Zuckermann (1904-)

(۴۷)آر۔ مناخیم شنیرسون (روحانی) R. Menachem Schneerson (1902-)

(۴۸)آر۔ایچ گوڈارڈ (سائنس داں) R.H. Goddard

(۴۹)ریچرڈ فلپس فین مین (سائنس داں) Richard Philips Feynman(1918-1988)

(۵۰)ربی یوسف سان نیفلڈ (روحانی) Rabbi Joseph Sonnenfeld

(۵۱)آگے این بوہر (جوہری سائنسداں) Aage N. Bohr (1922-)

(۵۲)مارٹن بوبر (معاشرتی سائنس داں) Martin Buber

(۵۳)ربی یہودا لیب میمون (المشرمین) (روحانی) Rabbi Judah Leib Maimon (Fisherman)

(۵۴)ربی ابراہام یہودا کوک (روحانی) Rabbi Rav Zvi Yehuda Kook

(۵۵)ربی شلومو گورین (روحانی) Rabbi Shlomo Goren

(۵۶)ربی عوبادیا یوسف (روحانی ربی آف صیہون) Rabbi Ovadia Yossef (Rishon LeZion)

(۵۷)ربی اسحاق قدوری (روحانی) Rabbi Isaac Qaduri

(۵۸)آرتھر سی کلارک (سائنس داں) Arthur C. Clarke (1917-)

(۵۹)اسحاق عاسموو (سائنس داں) Issac Assimov

(۶۰)رینڈ (ادارہ) RAND

(۶۱)نوبل پرائز فاؤنڈیشن (ادارہ) Nobel Prize Foundation

(۶۲)ونتھروپ راک فیلر ٹرسٹ (ادارہ) Winthrop Rockefeller Trust

(۶۳)لاک ہیڈ (ہوا بازی کمپنی) Lockheed

(۶۴)جارج گنڈ فاؤنڈیشن (ادارہ) George Gund Foundation

(۶۵)ہنری کسنجر (سیاست داں) Henry Kissinger (1923-)

(۶۶)نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ (سرکاری ادارہ) National Institute of Health (NIH) (R&D)

(۶۷)نیشنل سائنس فاؤنڈیشن (سرکاری ادارہ) National Science Foundation (NSF) (R&D)

(۶۸)ڈپارٹمنٹ آف انرجی (سرکاری ادارہ) Department of Energy (R&D)

(۶۹)ڈپارٹمنٹ آف ڈیفنس (سرکاری ادارہ) Department of Defence (R&D)

(۷۰)ڈپارٹمنٹ آف ایگریکلچر (سرکاری ادارہ) Department of Agriculture (R&D)

(۷۱)ڈپارٹمنٹ آف کامرس (سرکاری ادارہ) Department of Commerce (R&D)

(۷۲)ڈپارٹمنٹ آف انٹیریر (سرکاری ادارہ) Department of Interior (R&D)

(۷۳)انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (سرکاری ادارہ) Environmental Protection Agency (EPA) (R&D)

(۷۴)نیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسٹینڈرڈس اینڈ ٹیکنالوجی (سرکاری ادارہ) National Institute of Standards & Technology(NIST) (R&D)

(۷۵)نیشنل نینوٹیکنالوجی انی شیٹیو National Nanotechnology Initiative

(۷۶)یو ایس گلوبل چینج ریسرچ پروگرام (سرکاری ادارہ) U.S. Global Change Research Program

(۷۷)انفارمیشن ٹیکنالوجی (سرکاری ادارہ) Information Technology (R&D)

(۷۸)یو این او (مالی ادارہ) UNO

(۷۹)ایلان رامون Ilan Ramon

(۷) اٹھارہویں صدی سے اب تک ان کوششوں کے دائرے اور اس کی وسعت میں درج ذیل تبدیلی واقع ہوئی ہے:

(۱) اٹھارہویں صدی سے قبل: انفرادی یہودی کوشش بالخصوص فکری حلقوں کی اجتماعی کوشش۔

(۲) اٹھارہویں صدی آغاز تا نصف: یورپ اور امریکہ کے یہودی افراد اور اداروں یا حلقوں کی اجتماعی اور مربوط کوشش۔

(۳) اٹھارہویں صدی نصف تا آخر: یہودی اجتماعی انتظام میں بڑے بڑے اور بین البلدی یہودی اداروں کی کوشش جس میں غیر یہودی بھی شامل کیے گئے۔

(۴) انیسویں صدی آغاز تا نصف: یہودی عالمی مرکزیت کے ساتھ بالخصوص یورپ اور امریکہ کی حکومتیں شامل کی گئیں۔ رومن کیتھولک طبقے کو چھوڑ کر بقیہ ساری عیسائی دنیا اس میں شامل کر لی گئی۔

(۵) انیسویں صدی نصف تا آخر: یورپ اور امریکہ کی سرکاری و غیر سرکاری برتوت شامل کر لی گئی۔ عالمی استعمار کی تمام سرکاری اور بعض غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ نئے عالمی نظم سرکاری اور سرکاری ادارے وجود میں لائے گئے۔

(۶) بیسویں صدی آغاز تا نصف: ساری دنیا کے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ عالمی استعمار کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ منظم عالمی ادارے نے عالمی سرکاری حیثیت حاصل کر لی اور ان مقاصد کے حصول کے لئے (Transcendental) ادارے اور کاموں کا آغاز شروع ہوا۔

(۷) بیسویں صدی نصف تا آخر: اکا دکا غیر سرکاری اداروں اور انفرادی لوگوں کے سوا

کیا جا سکتا ہے:

(الف)

(۱) عالمی تعلیمی ادارے
(۲) عالمی تحقیقی ادارے
(۳) عالمی صنعتی ادارے
(۴) عالمی انتظامی ادارے
(۵) عالمی تعیلی ادارے
(۶) عالمی تجویاتی ادارے
(۷) عالمی جائزہ لینے والے ادارے
(۸) عالمی تعمیل کرنے والے ادارے
(۹) عالمی ڈیٹا جمع کرنے والے ادارے
(۱۰) عالمی مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) عالمی فیڈ بیک دینے والے ادارے
(۱۲) عالمی قانونی ادارے
(۱۳) عالمی عسکری ادارے
(۱۴) عالمی ابلاغی ادارے
(۱۵) عالمی سراغ رسانی کرنے والے ادارے

(ب)

(۱) سرکاری تعلیمی ادارے
(۲) سرکاری تحقیقی ادارے
(۳) سرکاری صنعتی ادارے
(۴) سرکاری انتظامی ادارے
(۵) سرکاری تعیلی ادارے
(۶) سرکاری تجویاتی ادارے
(۷) سرکاری جائزہ لینے والے ادارے
(۸) سرکاری تعمیل کرنے والے ادارے
(۹) سرکاری ڈیٹا جمع کرنے والے ادارے
(۱۰) سرکاری مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) سرکاری فیڈ بیک دینے والے ادارے
(۱۲) سرکاری قانونی ادارے
(۱۳) سرکاری عسکری ادارے
(۱۴) سرکاری ابلاغی ادارے
(۱۵) سرکاری سراغ رسانی کرنے والے ادارے

(ت)

(۵) غیر سرکاری تعلیمی ادارے (۶) غیر سرکاری تجزیاتی ادارے
(۷) غیر سرکاری جائزہ لینے والے ادارے (۸) غیر سرکاری تکمیل کرنے والے ادارے
(۹) غیر سرکاری ڈیٹا جمع کرنے والے ادارے (۱۰) غیر سرکاری مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) غیر سرکاری فیڈ بیک کرنے والے ادارے (۱۲) غیر سرکاری قانونی ادارے
(۱۳) غیر سرکاری عسکری ادارے (۱۴) غیر سرکاری ابلاغی ادارے
(۱۵) غیر سرکاری سروے رسانی کرنے والے ادارے

بیسویں صدی کی آخری دہائی آتے آتے ان تمام Cross-Sections کو باہم مربوط اور متحد کر لینے Convergence کا آغاز ہو چکا ہے۔ اب آفاقی یہودی مرکزی حیثیت کے علاوہ کسی انفرادی، سرکاری، غیر سرکاری اور عالمی سطح اور حیثیت کے ادارے کا کوئی وجود اور تشخص باقی نہ رہ سکے گا۔ گویا روئے ارض کے تمام افراد، یہاں قائم بظاہر متضاد صورت اور طریقہ حکم رکھنے والی سرکاریں اور اجتماعی ادارے "اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کرنے" کے لئے کوشاں اور برسرکار فوج کے کمن بن چکے ہیں ـــــ قطع نظر اس امر کے کہ ان کا ایسا ہو جانا ان کی مرضی سے ہے یا ان کی مجبوری، ان کے علم میں ہے یا ان کے علم کے بغیر۔

(۸) امت مسلمہ محمدیہ کی بدقسمتی ہے کہ اس کی قیادت اور اس کے قائدین ـــــ فکر ان، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــ قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کے علم اور اس کے سبب کسی فرد مومن کے اندر پیدا ہونے والی بصیرت اور فراست سے عاری ہو چکے ہیں کہ وہ گزشتہ صدیوں اور بالخصوص بیسویں صدی کی ان تبدیلیوں سے پوری طرح بے خبر ہیں۔ ان کی بے خبری کی انتہا یہ ہے کہ وہ ان تبدیلیوں، کوششوں اور کامیابیوں کو قدر اور رتبہ کی نگاہ سے دیکھنے

اسے اس حقیقت تک رسائی میں دیر نہیں لگے گی کہ اس انعام کا مستحق دراصل صرف ایسے اشخاص قرار پاتے رہے ہیں جو مذکورہ دونوں منصوبوں یعنی "روئے ارض سے امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا" اور "اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے "کون" پر قبضہ کرنا" کی تکمیل میں معاون کوئی کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ اٹھریڈ نوبل نے اسی بہم میں اپنی زندگی کھپادی اور مرنے کے بعد بھی اپنی دولت سے اسی کاز کو آگے بڑھایا۔

اس سے زیادہ حیرت کی بات تو موجودہ عہد میں نانوٹکنالوجی (Nano-Technology) سے اور اس عنوان کے تحت دنیا میں کام کرنے والے سب سے بڑے ادارہ نیشنل نانوٹکنالوجی انیشیٹو (National Nanotechnology Initiative) سے امت کے قائدین کی عمومی لاعلمی اور بے خبری ہے۔ جو قائدین ـــــ فکر ان، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ناسا (NASA) اور نیشنل نانوٹکنالوجی انیشیٹو (National Nanotechnology Initiative) کی اصلی حقیقت سے بے خبر ہیں اور امت کو کما حقہ آگاہ کرنے سے قاصر ان سے کسی خیر کی امید رکھنا بھی ناممکن ہوگی۔

دونوں چیلنجوں کی حقیقت

(۱) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس وقت روئے ارض پر اہل ایمان کو ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کی جانب سے دو عظیم مہلکات (Threats) کا سامنا ہے۔ ان میں پہلا "امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کا چیلنج" ہے اور دوسرا بحیثیت 'امت محمدی' 'ولی اللہ' 'صبغۃ اللہ' 'انصار اللہ' اس کے سامنے "اللہ رب العالمین" کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کرنے" کا چیلنج"۔

(۲) یہودیوں کے یہ دونوں مشن جنھیں وہ ابلیس، دجال اکبر اور دیگر انسانی اور ماورا انسانی قوتوں کی مدد سے انجام دینے کے لئے کوشاں ہیں باہم آزاد نہیں بلکہ مربوط اور ایک دوسرے کے لئے تکمیلی (Complementary) ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی ان دونوں مشنوں کو ایک توازن اور جڑے ترم کے ساتھ آگے لے جا رہے ہیں۔ انہیں اندازہ ہے کہ اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے کے لئے انہیں کس عظیم اور ناقابل بیان قوت کا ہیرو اور طاقت ور امر و حاصل کرنا ہوگا۔ اسی جگہ انہیں اس کا بھی احساس ہے کہ یہ معرکہ ارض اور ماورا ارض دونوں مقامات پر لڑا جائے گا اور اس کے لئے سردست جب تک کہ وہ اپنے لئے کوئی ناقابل اختراض 'ماورا ارض' ٹھکانہ نہیں بنا لیتے انہیں زمین پر ہی رہنا ہوگا۔ جہاں ہزاروں سالوں سے ان کے لئے طرح طرح کے مسائل پیدا ہوتے رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ یہودی اگرچہ بظاہر اتنی قوت کا حصول کم از کم پچاس سال قبل ہی کر چکے ہیں کہ روئے ارض سے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ قوم یہود کے سوا ہر قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں تاہم وہ اس قوت کے استعمال میں محتاط رہتے چلے آئے ہیں۔

(۳) یہودی خوب جانتے ہیں کہ اگر بفرض محال انہوں نے روئے ارض سے 'اہل ایمان' کو مٹا بھی

(۴) یہی سبب ہے کہ پوری بیسویں صدی میں اور اب اس اکیسویں صدی میں یہودیوں کی پوری توجہ اس امر پر ہے کہ وہ ماورا بشری قوتوں یعنی ماوق البشر مخلوقات اور بالخصوص فرشتوں کو زیر کرنے والی قوتوں کا حصول کریں۔ اس تعلق سے درج ذیل امور غور طلب ہیں:

(۱) دنیا کے تمام اہل علم سے زیادہ مغربی حکومتیں اور ان کے اہل علم جانتے ہیں کہ جو ہری قوت (Nuclear Power) یعنی جوہری اسلحے محض (Deterrent) ہیں جن کا کوئی عملی اور اقدامی استعمال نہیں ہو سکتا۔

یہ جوہری اسلحے صرف اس لئے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی قوت ایسی قوت رکھنے والے کے خلاف کسی اقدام کی جرأت نہ کرے۔ یہ صورت حال کم از کم اس وقت تک رہے گی جب تک کہ کوئی ایسی قابل اعتماد صلاحیت پیدا نہیں ہو جاتی ہے جو اسے (Deterrent) کے مقام پر باقی نہ رہنے دے۔ لیکن اغلب یہی ہے کہ اس وقت بھی صورت حال میں اس سے زیادہ تبدیلی نہیں آسکتی جیسی کچھ کہ آج ہے۔ اس لئے کہ ہر اسلحہ اور ہر قوت کے ساتھ 'Aberration, Fallouts اور Omission & Commission اور Mishap' ایک یقینی امر ہے اور جوہری طاقت وہ صلاحیت ہے جس میں کم از کم اسلحوں کے اعتبار سے دو فیصد کیا ایک فیصد کی غلطی یا چوک یا ناکامی کسی بھی ملک یا قوم کے لئے ناقابل برداشت ہوگی، جس کا دنیا کا بڑا سے بڑا ملک تصور نہیں کر سکتا۔ پھر یہ بات کم از کم یہودیوں کے ذریعہ مصنوعی طور پر اور اپنے مقاصد کی حصول یابی کے لئے بنائے وہ نظاموں یعنی سوویت اور امریکی نظاموں کے ذریعہ 1950 اور 1988 کے دوران ـــــ جب سرد جنگ کے نام سے ساری دنیا کو سہما اور خوف زدہ کیا جا رہا "ـــــ خوب خوب پھیلائی جاتی رہی تھی کہ صرف امریکہ اور روس کے پاس اتنی جوہری قوت اور اسلحہ ہے کہ اس سے روئے ارض کو سات سے دس بار تباہ کیا جا سکتا ہے۔ کوئی بھی معقول انسان

حکومت کرنے والے یہ ذہین لوگ واقعی بے وقوف اور پاگل تھے جنہوں نے جوہری اسلحوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔ نہیں ـــــ وہ قطعاً پاگل نہیں تھے ـــــ بلکہ ہم انہیں (ان کی) جدوجہد کو ان کے چیلنجوں کو، ان کے منصوبوں کو حتیٰ کہ ان کے اخلاق کے رذیل پست سطح کو سمجھنے سے قاصر ہے ـــــ وہ نہیں بلکہ ہم مسلمان اور بالخصوص ہمارے قائدین ـــــ حکمراں ـــــ علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ بے وقوف اور فاتر العقل تھے اور ہیں جو یہودیوں کی اس عالمگیر جنگ زرگری کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

(۲) یہودی ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ پوری وفاداری کے ساتھ تحالف اور ایفاء عہد کر رہے ہیں اور ابلیس اور دجال اکبر ان کی پوری قوت سے مدد۔ چنانچہ ابلیس نے انہیں مندرجہ ذیل چیزوں سے پوری طرح باخبر اور ہوشیار کیا ہے اور اس تعلق سے انہیں ہر طرح کی رہنمائی فراہم کی ہے۔

(۱) ان کا اصل مقابلہ ان اہل ایمان سے ہے جو ہمیشہ مٹھی بھر اور بظاہر کمزور نظر آتے ہیں لیکن ان کے ہاتھوں بار بار ابلیس کو کس طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

(۲) ان کا اصل مقابلہ اہل ایمان کی مدد کرنے والے ملائکہ اور اللہ کی دیگر فوجوں (جنود السموات والارض) سے ہے اور یہ کہ ان کے پاس کتنی مہیب قوت ہے اور کس کس طرح سے اور کب کب اللہ کے یہ ملائکہ کس کس قوت کا اور کیسا استعمال کرتے رہے ہیں۔

(۳) ان کا اصل مقابلہ اللہ رب العالمین سے ہے جو ملکوت السموات والارض کا مالک ہے۔ جس کے پاس سر السموات والارض کی کلید ہے۔ جو "عالم الغیب والشہادۃ" ہے۔ چنانچہ اس قوت قاہرہ کے مالک نے اس کے ساتھ کب کب اور کیا کیا ہے اور وہ کب کس طرح کے اقدام کرتا ہے اور اس کی قدرت

(۵) یہی وجہ ہے کہ ابلیس نے ـــــ ہمیں لگتا ہے کہ ـــــ انہیں بار بار باور کرایا ہے کہ وہ اپنی حصول قوت کی جدوجہد کا سوا فیصد انسانی معاشرہ میں پائی جانے والی بشری قوتوں سے نہ کریں اور ان سے تعامل کے بعد مطمئن نہ ہو جائیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ قوت کا حصول کریں بالخصوص درج ذیل امور میں:

(۱) قوت ضرب Fire/Strike Power: ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ پچھلی لڑائیوں میں اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور کائنات میں پھیلی اللہ کی فوج (جنود السموات والارض) نے ابلیس کی قوتوں کے خلاف کتنی مہیب قوت ضرب (Fire/Strike Power) کا استعمال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ اور جنود السموات والارض کو کس کس طرح کے مہیب فائر سٹرائیک پاور دے رکھے ہیں جن کا وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہیں لگاتار اپنی قوت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔

(۱) اسی جذبہ نے نشاۃ ثانیہ کے بعد یہودیوں کو ہتھیار سازی اور فائر سٹرائیک پاور کے حصول اور اس میں مسلسل اضافہ کی طرف راغب کیا۔

(۲) اسی جذبہ نے الفرڈ برن ہارڈ نوبل (Alfred Bernhard Nobel) کو ڈائنامائیٹ اور پھر اس سے بھی خطرناک (Explosives) ایجاد کرنے کی طرف اکسایا۔ یہودیوں میں High Explosives کے حصول کی یہ دوڑ اتنی بے قابو اور وسیع الاطراف تھی اور اس کا انہوں نے پوری دنیا اور بالخصوص یورپ میں اتنا غیر انسانی استعمال کیا کہ جب الفرڈ نوبل کا انتقال ہوا تو ایک فرانسیسی اخبار نے سرخی لگائی:

"Le marchand de la mort est mort." ترجمہ: موت کا سوداگر مر گیا۔

(۳) اسی جذبہ نے البرٹ آئن سٹائن (Albert Einstein) کو اور آئزک نیوٹن (Isaac Newton) کے کام کو آگے بڑھانے کیلئے مہمیز

کیا۔آئن سٹائن نے یہودیوں کو اس سر السّموات والارض سے آگاہ کیا جسے Energy-Mass Equation کہتے ہیں جو آگے چل کر در اصل کلید بنا ایٹم بم (Atom Bomb) اور ہائیڈروجن بم (Hydrogen Bomb) بنانے کا۔سر السّموات والارض کی کلید حاصل کرنے کی طرف لاثانی پیش رفت کے لئے اسے 1921 میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

(۴) اسی جذبہ نے نیلس بوھر Niels Bohr کو Bohr Theory of Atom and liquid model of the atomic nucleus کی دریافت کی طرف مہمیز کیا جو گویا جوہری اسلحوں کے بنانے میں فیصلہ کن مدد اور راہنمائی تھی جس کے لئے اسے 1922 میں نوبل پرائز دیا گیا۔

(۵) اسی جذبہ نے نیلس بوھر کے بیٹے آیج این بوھر (Aage N. Bohr) اور ایک دوسرے یہودی سائنسدان بن آر ماٹل سن (Ben R. Mottelson) کو مہمیز کیا کہ وہ دونوں قومی جذبہ کے تحت بوڑھے نیلس بوھر کے ساتھ لاس الموس (Los Alamos) کے تہہ خانے میں ایٹم بم تیار کریں۔ بعد میں بیٹے نے اس جوہری قوت کی قوت کو بڑھانے میں نمایاں خدمات انجام دیں جس کے لئے اسے 1975 میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔

(۶) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ ڈائنامیٹ اور جوہری اسلحوں سے حاصل قوت ضرب ان کے مقاصد کے لئے کافی نہیں۔اس نے انہیں یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے فرعون کے خلاف کیمیاوی اسلحوں (Chemical Weapons)،حیاتیاتی اسلحوں (Biological Weapons) اور لیزر اسلحوں (Laser Weapons) کا استعمال کیا تھا اور فرعون کا نظام اور اس کی فوج دیکھتے دیکھتے تباہ ہو کر رہ گئی تھی۔اس لئے اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے لڑنا ہے تو

(۷) جب یہودی قوم نے جوہری اسلحوں کے بعد کیمیاوی،حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کے انبار جمع کر لئے تو ابلیس نے انہیں باور کرایا کہ اتنا کر لینا مطمئن ہو جانے کی بات نہیں۔اس نے یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اصحاب فیل،ثمود،عاد اور بطور خاص قوم نوح پر کائنیٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کا استعمال کیا تھا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے مقابلہ آرائی کے لئے ضروری ہے کہ کائنیٹک اسلحے (Kinetic Weapons) بھی حاصل کر لیے جائیں۔ چنانچہ یہودی اس میں مصروف ہو گئے اور 1945 سے کائنیٹک اسلحوں کے حصول کی عدیم المثال کوشش ہوئی۔1980 تک اس کی عظیم طاقت انہوں نے جمع کر لی تھی۔

(۸) جب یہودیوں نے کائنیٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کو بھی حاصل کر لیا تو ابلیس نے باور کرایا کہ یہ بھی کوئی مطمئن ہو جانے والی بات نہیں۔روئے ارض پر انسانی قوتوں کے خلاف خواہ خلائی پلیٹ فارم (Space Platform) سے ہی کیوں نہ ہو کائنیٹک اسلحوں (Kinetic Weapon) کو اٹھنے اور روئے ارض کے کسی بھی حصے کو تباہ کرنے کی قوت حاصل کر لینا کافی نہیں۔اور نہ یہ مطمئن ہو جانے والی بات ہے۔ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آسمانی اور خارجی حملوں سے ان کا سب کچھ تباہ کر سکتے ہیں اس لئے جب تک کائنیٹک اسلحوں اور ان کے داغنے کی ایسی قوت حاصل نہ کر لی جائے جو داخلی کے ساتھ خارجی حملوں کا نہ صرف مقابلہ کر سکے بلکہ ایسے تمکنہ خارجی حملوں سے پہلے اقدامی کارروائی (Pre-emptive Strike) کر کے خارجی خطروں کو تباہ کرنے کی اہل ہو خطرہ پوری طرح برقرار ہے۔ابلیس کی اسی بات کو نہایت تفصیل سے آرتھر سی کلارک (Arthur C. Clarke) نے ہمر آف گاڈ (The Hammer of God, The Orbit Books) میں بیان کیا ہے۔چنانچہ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں یہودیوں نے ایسی صلاحیت کے حصول میں اپنی طاقت جھونک دی۔

(۹) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اصلی مقابلہ اس اللہ تعالیٰ سے ہے جس کے ملائکہ اور جنود

یاد کرایا کہ کس طرح کمال سرعت کے ساتھ تاریخ میں متعدد بار اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اہل ایمان کو بچالیا یا ابلیس اور اس کی فوجوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اس نے یاد کرایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ "عرج" کرتے ہیں۔ اس نے یاد کرایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ "وئ" کرتے ہیں۔ اس نے یاد کرایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ نبی آخر الزماں ﷺ کو "اسریٰ" پر لے گئے۔ اس نے یاد کرایا کہ "براق" کتنی سرعت کے ساتھ مسافت طے کرتا ہے۔ اس نے یاد کرایا کہ ملائکہ کس طرح 'مدبب' کر سکتے ہیں۔ اس نے یاد کرایا کہ کس طرح نبی آخر الزماں ﷺ کے لئے 'مدبب' کیا گیا تھا۔ اس نے یاد کرایا کہ 'براق' الگ قوت ہے اور 'رف رف' الگ۔ چنانچہ ابلیس کا یہی یاد کرانا محرک ہوا اس عظیم مہم کا جس کے تحت یہودیوں کے اعلیٰ ترین دماغوں نے ایسی قوت کی دریافت اور اس کے حصول میں اپنے کو کھپا دینے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ اس تعلق سے سرفہرست ہے البرٹ آئن سٹائن (Albert Einstein) کا ہے جسے پہلے روشنی (Light) کی رفتار کے برابر رفتار کی قوت حاصل کرنے کی فکر لاحق ہوئی پھر روشنی سے زیادہ رفتار کی قوت کی تلاش کی۔ اس تناظر میں آئن سٹائن کے بعد تین دریافتوں:

(۱) پائٹر کپیزا (Pytor Kapitza 1894-1984) کی یوں۔ آئن سٹائن سمس نیس (Bose-Einstein-Substance) کے تعلق سے 1937 میں ہیلیم۔4 کی دریافت (۲) ایرک اے۔ کارنیل اور کارل۔ ای۔ وی مین (Eric A. Cornell 1961 & Carl E. Wieman 1951) کی دریافت اور (۳) سائنسدانوں کے دو گروپ کی کوانٹم ٹیلی پورٹیشن Quantum Teleportation صورتحال کی 1997 میں دریافت قابل غور ہے۔ مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ کریں: (Amir.C. Aczel: Entanglement: The Greatest Mystery in Physics, Four Walls Eight Windows, 2002)۔ چونکہ ابلیس نے انھیں یاد کرایا تھا کہ روشنی کی رفتار زیادہ سے زیادہ انہیں وہ قوت دلا سکتی ہے جو 'براق' کی تھی۔ وہ پھر بھی 'رف رف' تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ وہ کیسی ایسی قوت پر قابو نہ پائیں جو

(Carl) جس کا تجربہ 1997 میں کیا گیا اور جس کی رفتار 1228 کلومیٹر ہے) ـــــــ آواز سے تیز رفتار ہو گئی تھیں گئی تھی کہ اب تک سات گنی تیز رفتار جیٹ طیارے (Seven Time Faster Than Sound Jets)۔ اکتوبر 1967 میں X-15 ناسا کی راکٹ سے چلنے والے جہاز کا جسے ناتھ امیریکن ایوی ایشن (North American Aviation) نے بنایا تھا تجربہ کر لیا گیا۔ اس کی رفتار 8000 کیلومیٹر فی گھنٹہ ہے ـــــــ لاکھوں کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے خلائی جہاز (Space Vehicles with Lakhs of Kilometer per hour speed) ـــــ ایک گھنٹے میں نیویارک سے آسٹریلیا یا لندن چلنے والے مسافر ہوائی جہاز ـــــ لندن سے براہ گرین لینڈ تین گھنٹے میں نیویارک پہنچ جانے والی ریل گاڑیاں یا تو بن چکی ہیں یا زیر تعمیر ہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: Wired (New York): January, February, March, April 2003)

(۱۰) ابلیس نے یہودیوں کو یاد کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کے لئے کیسی قوت کا پرہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے لڑنے کے لئے انہیں بھی ایسی ہی قوت کا حصول کرنا ہوگا۔ چنانچہ سینکڑوں اور ہزاروں ٹن وزنی اشیاء کو اٹھا کر ہوائی جہازوں اور خلائی جہازوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی صلاحیت حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش جاری ہے۔

(۱۱) ابلیس نے یہودیوں کو یاد کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئی کو اٹھا کر ہزاروں میل دور پھینک دینے کی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کروڑوں ٹن وزنی اشیاء کو کروڑوں میل دور پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ یہودی بھی اس مہم میں سرگرداں ہو گئے کہ بھاری سے بھاری شئے کو پھینکنے کی قوت حاصل ہو جائے۔ یہودی قوم نے اس باب میں اتنی صلاحیت جمع کر لی ہے اور وہ ایک ایسے دیوقامت راکٹ کا استعمال کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جو اپنے Payload کو پھینکے

نیویارک میں بجلی کی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔(مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) George Dyson: Project Orion: The True Story of the Atomic Spaceship; Henry Holt & Co. 2002)

(۱۲) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سرعت ابلاغ اور وسعت ابلاغ (Fast Communication & Wide spread Communication) کی کتنی عظیم الشان قوت رکھتے ہیں جس کا استعمال اس نے سابقہ لڑائیوں میں اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔لہٰذا ان سے لڑائی کے لئے ضروری ہے کہ 'سرعت ابلاغ اور 'وسعت ابلاغ' کی عظیم سے عظیم تر قوت حاصل کی جائے ــــــــــ ٹیلی فون، ٹیلی گراف، ٹیلی پرنٹر، فیکس، لیپ ٹاپ، انٹرنیٹ، کنورجنس (Convergence) نیٹ ورکنگ (Networking) ظاہر کچھ بھی نظر آتے ہوں لیکن باطن دراصل اسی یہودی جدوجہد کا نتیجہ ہیں جس کی تاکید ابلیس نے کی تھی۔ابلیس نے انہیں باور کرایا کہ سرعت ابلاغ اور وسعت ابلاغ کی محض ایسی قوت کا حصول کافی نہیں جو عام حالات میں قابل عمل ہوں بلکہ اس کی ایسی قوت درکار ہے جو نیوکلیئر بلیک آؤٹ (Nuclear Blackout) اور کائنیٹک بلیک آؤٹ (Kinetic Blackout) میں بھی کارآمد ہو۔لہٰذا یہودیوں نے بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں بطور خاص اس پر کام کیا۔چنانچہ Very Low Frequency (VLF), Low Frequency (LF), Medium Frequency (MF), High Frequency (HF), Very High Frequency (VHF), Ultra High Frequency (UHF), Super High Frequency (SHF) and Extremely High Frequency (EHF) پر جن صلاحیتوں کا انہوں نے حصول کرلیا ہے وہ اسی کی غماز ہیں۔انہیں امور کے لئے الفرو (Allerov) کروسر (Kroemor) اور کلبی (Kilby) کو 2000 میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

عظیم الشان قوت ہے جس کا استعمال ابلیس نے اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے لڑائی کے لئے ضروری ہے کہ مشاہدہ، شہود، اور نظر کی ایسی قوت اپنے قبضہ میں ہو جو ہر مرض، زیر زمین، زیر آب، فضا میں اور خلا میں نزدیک اور دور کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو دیکھ سکے۔

ایسی قوت نظر جو پورے روئے ارض پر ایک ایک چیونٹی کے رینگنے کو دیکھ سکے ــــــ سمندروں میں چھوٹی سے چھوٹی شئے کے محل وقوع اور حرکت پر نظر رکھ سکے، خلاء میں چھوٹے سے چھوٹے اور دور سے دور کی موجودات اور حادثات کو دیکھ سکے۔ابلیس کی تاکید کا ہی نتیجہ ہے کہ مذکورہ ان تمام صلاحیتوں اور قوتوں کا یہودیوں نے حصول کرنے کی بھرپور کوشش کی۔اور وہ اس قوت کو مزید آگے بڑھاتے جارہے ہیں۔

(۱۴) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس 'سماعت' اور 'سمع' کی کیسی عظیم الشان قوت ہے جس کا استعمال اس نے اپنی فوجوں کے خلاف متعدد موقعوں پر دیکھا ہے چنانچہ اس نے تاکید کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے لڑائی کے لئے 'سمع' اور 'سماعت' کی کیسی عظیم الشان قوت کا حصول درکار ہے۔

(۱۵) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ کیمیاوی (Chemical) اور حیاتیاتی (Biological) ہتھیاروں پر قدرت حاصل کرلینا اور انسانوں، جانوروں اور نباتات کو آناً فاناً ختم کردینے کی صلاحیت حاصل کرلینا کافی نہیں۔اس لئے کہ ایسی قوت بالعموم صرف عوام انسانوں اور بالخصوص اہل ایمان کے خلاف موثر ہوسکتی ہے لیکن اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اللہ اور اس کے ملائکہ نے جریح میں متعدد بار بیماریوں اور وباؤں کو بطور ہتھیار اور بعض اوقات اللہ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔اس لئے ایسی طاقت اور صلاحیت کا حصول اشد ضروری اور ناگزیر ہے جو اللہ کے ملائکہ کی جانب سے پیدا کردہ ایسی بیماریوں اور وباؤں کی حقیقت اور ان کی تہہ تک فوراً پہنچ جائے اور اس کو قابو میں کرنے اور حسب ضرورت دواؤں اور علاج پر قادر ہوں۔اپنے اختیار میں

اس سے آگے بڑھ کر بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے سے قبل ہی ان راستوں کو محفوظ اور مامون بنا دے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں میں پوری دنیا کی سطح پر انسانوں، مویشیوں اور نباتات میں بڑے پیمانے پر خود سے بیماریاں پیدا کرنے اور پھر ان پر قابو پانے کے بے شمار تجربے اسی قوت کے حصول کی جانب پیش قدمی ہے۔ یہودیوں کو اس کی یہ بات اس وجہ خوف زدہ کر گئی ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ قدرت ان کی تاک میں بیٹھی ہوئی ہے اور ان پر کسی لمحے عتاب کا کوڑا برس سکتا ہے۔ چنانچہ وہ جلد از جلد اس خطرے کو قابو میں کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ اسٹلو رڈ یونیورسٹی کے مشہور یہودی سائنس داں اسٹینلی این کوہن (Stanley N. Cohen 1935-) نے اسی احساس کا اظہار یوں کیا:

"Nature [is] that lovely lady to whom we owe Polio, Leprosy, Smallpox, Syphilis, Tuberculosis, Cancer."

ترجمہ: قدرت وہ خوبصورت عورت ہے جس کے سبب ہم پولیو، جذام، چیچک، آتشک، تپ دق، سرطان کے شکار ہوتے ہیں۔

جو لوگ یہودی تاریخ میں توراۃ، تلمود، ہشنی مدراش اور بگاوہ میں درج 'الہم' کی روداد سے واقف ہیں وہ اس جملے کی معنویت اس میں بیان کیا گیا کرب اور یہودی نفسیات میں موجود اللہ اور اس کے ملائکہ کے ذریعہ لائے جانے والے عذاب کا خوف خوب محسوس کر پائیں گے۔ ایسے حضرات اس جملے میں قدرت سے اللہ اور اس کے ملائکہ مراد لیں گے اور 'ہم' سے یہودی قوم۔ اس موضوع پر مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Judith Miller, Stephen Engelberg : and William Broad: Germs: Biological Weapons and America's Secret War: Simon & Schuster, 2001.

(2) Jonathan B. Tucker: Scourge: The Once and Future Threat of Smallpox: Atlantic Monthly Press, 2001.

(4) Richard Preston: The Demon in the Freezer: A True Story: Random House, 2002.

(۱۲) پہلے چیپٹر کے عنوان "امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ" کے تحت فرانسس فوکویاما (Francis Fukuyama) اور سیموئل پی ہن ٹنگ ٹن (Samuel P. Huntington) کے جن دو مشہور زمانہ جائزوں کا ذکر کیا گیا ان کی حقیقت کیا ہے؟

(۱) فرانسس فوکویاما کے تجزیہ کو اس عاجز نے فریب کاری اور سمرکاری کہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تحقیق و تجزیہ کا مقصد مغرب میں پائے جانے والے لبرل ڈیماکریسی (Liberal Democracy) کا جائزہ لینا ہے ہی نہیں جیسا کہ ہادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ فرانسس فوکویاما کو جو ــــــــ نہایت ذکی اور ذہین ہیں اور اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے مشیر اور اور شعبہ Policy Planning Staff میں کام کر چکے ہیں ــــــــ ان کے دو یہودی استادوں پروفیسر تھن تارکوو (Prof. Nathan Tarcov) اور ایلن بلوم (Allen Bloom) نے یہودیوں کے اس مشن کے لئے "John M. Ohlin Center for مستقل کی منصوبہ بندی کرنے والے ادارہ Inquiry into the Theory and Practice of Democracy" کی جانب سے اس کام پر لگایا کہ وہ دراصل یہ معلوم کریں 64 عیسوی سے قبل کے تجربوں کی روشنی میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے یہودیوں نے 'تاریخ' (History with Capital H) کی تشکیل و تعمیر کی جو کوشش بالخصوص 1254 کے بعد روئے ارض پر کی ہے اس نے ان کے مقاصد کو حاصل کر لیا ہے یا نہیں؟ اگر کر لیا ہے تو وہ حاصل شدہ یافت کتنی پائیدار ہے؟ اس یافت کو کیا کوئی خطرہ درپیش ہے؟ اگر ہے تو وہ خطرہ کیا ہے اور کتنا سنگین ہے؟ اور یہ کہ اس خطرے کے سدباب کے لئے کیا کیا جانا چاہئے؟۔

متقابل قوتوں نصرانیت سے اور بالخصوص امت عدنانی ـــــ امت مسلمہ محمدیہ ـــــ سے درپیش رہے ہیں اور آنے والے دنوں میں ہیں ـــــ اس کے سدباب کے لئے جو روئے ارض پر پچھلے آٹھ سو سالوں میں انتظامات کئے گئے ہیں وہ کامیاب ہوئے یا ناکام؟

(۲) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فوکویاما کا اصل اور مکمل موضوع تحقیق (Term of Reference) کچھ اور ہے اور مجلہ National Interest میں شائع کردہ مضمون 'The End of History' اور بعد میں مزید لواحق اور تشریحات سے مزین کتاب 'The End of History & the Last Man' اس کا صرف چھوٹا سا ایک حصہ ہے ـــــ گویا جسم کے مقابلے میں انگلی کی ایک پور ـــــ جو پورے جسم سے الگ ہو کر کچھ اور نظر آرہی ہو۔ پھر اس میں تلبیس کی پرکاری شامل کی گئی ہے جس نے اسے مزید کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔ تاہم ذیل میں ہم ان بنیادی باتوں کو مختصراً معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس پر یہ پوری عمارت کھڑی ہے:

(۳) پہلی دریافت:

"A remarkable consensus concerning the legitimacy of Liberal Democracy as a system of government had emerged through out the world over the past few years"

فوکویاما کی پہلی دریافت یہ ہے کہ یہودی حیات، اجتماعیات، داخلیات اور عزائم کی حفاظت وصیانت اور تکمیل کے لئے اب تک جتنے انداز فکر، طریقہ حیات اور نظام حکومت کی تشکیل کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ خارجی مخالف قوتوں کے مہلکات کا سدباب ہو ان میں لبرل ڈیماکریسی سب سے کامیاب رہی ہے اور حالیہ دنوں میں ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ

(۴) دوسری دریافت:

"We can also imagine future worlds that are significantly worse than what we know now, in which national, racial or religious intolerence makes a comeback."

فوکویاما کی دوسری دریافت کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیت کو خطرہ اب بھی باقی ہے۔ اور وہ خطرہ تین قسموں پر مشتمل ہے:

(۱) قومی ناروادارای: ایسا خطرہ جیسا سوشلزم کے کامنزم سے ہوا تھا۔

(۲) نسلی ناروادارای: ایسا خطرہ جیسا ہٹلر کے نازی ازم سے ہوا تھا۔

(۳) مذہبی ناروادارای: ایسا خطرہ جو مذہب سے ہے۔

یہاں مذہب سے مراد عیسائیت ہے اور نہ کوئی اور مذہب بلکہ یہاں اس سے مراد صرف اسلام ہے۔ اس کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں یہودیوں کے ذریعہ ہی کرائی گئی اس مشہور تحقیق کی روداد جس کی تفصیلات فرانسیسی یہودی محقق Gelles Kepel نے اپنی کتاب (La Revanche de Dieu, Editions du Sevil,1991) 'اللہ کا انتقام' میں دی ہیں اس نے دریافت کیا کہ فی زمانہ روئے ارض پر ارضی معرکہ کے صرف تین دعویدار ہیں۔ عیسائیت، یہودیت اور اسلام۔ اس نے مزید کہا کہ عیسائیت پچھلے پانچ سو سالوں کے تجربوں کے بعد اب اس اندرونی صلاحیت کی حامل باقی نہیں رہی کہ وہ ارضی معرکہ میں دیر تک مقابل رہے۔ اس لئے اب اصلی معرکہ صرف اسلام اور یہودیت کے مابین ہے۔

(۵) تیسری دریافت:

"It is true that Islam constitutes a systematic and coherent ideology, just like liberalism and communism, with its own code of morality and doctrine of political and social justice. The Appeal of Islam is potentially universal, reaching out all men as men, and not just to members of a particular ethnic or national group. And Islam has indeed defeated liberal democracy in many parts of the Islamic world, posing grave threats to liberal practices even in countries where it has not achieved political power directly. The end of the Cold War in Europe was followed immediately by a challenge to the West from Iraq, in which Islam was arguably a factor."

فوکویاما کی تیسری دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) اسلام ایک مکمل نظام ہے جو یہودیوں کے مطابق ان کی نظر میں لبرل ڈیماکریسی سے کم مکمل نہیں۔

(۲) اسلام کی اپیل عالمی اور آفاقی ہے۔ یہودیت کے لئے موجود مگر دو خطروں ـــــ قومیت اور نسل پرستی ـــــ کی طرح اس کی اپیل ایک یا دو ملکوں تک محدود نہیں۔

(۳) اسلام محض تصوراتی خطرہ نہیں بلکہ حقیقی خطرہ ہے اس لئے کہ اس نے یہودیت کے قائم کردہ لبرل ڈیماکریسی نظام کو واقعتاً ان علاقوں میں کھلی شکست دے دی ہے جہاں اس نے سیاسی قوت براہ راست حاصل کر لی ہے۔

(۵) جہاں اسلام نے براہ راست سیاسی قوت حاصل نہیں کی ہے بلکہ جہاں کے حکمراں عملاً اسلام دشمن بھی ہیں وہاں بھی اسلام اور اس کے حوالف کی اپیل اتنی شدید ہے کہ ایسے اسلام دشمن حکمراں بھی عوام کے جذبات کے سبب یا اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے کے لئے اسلام کا سہارا لینے اور اس کے عزائم کی تکمیل کی کوشش کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں جیسا کہ اسرائیل پر میزائیلوں سے حملہ کر کے عراق کے صدام حسین نے پہلی خلیجی جنگ کے دوران کیا۔

(۶) چوتھی دریافت:

(1) "What man had been seeking through out the course of History".....

(2) "What had driven the prior "stages of History"- was recognition".....

(3) "Finally found it".....

(4) "Was completely satisfied".....

(5) "Universal and homogenous State [Liberal Democracy] has solved the question of recognition.....by replacing the relationship of Lordship and bondage with universal and equal recognition."

(6) It is "End of History."

فوکویاما کی چوتھی دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) یہودیت پوری تاریخ میں جس مثالی صورتحال کو ڈھونڈھتی رہی ہے وہ اسے لبرل ڈیماکریسی میں مل گئی ہے اور جو کچھ اسے لبرل ڈیماکریسی سے ملا ہے اس سے وہ مطمئن ہے۔

(۲) لبرل ڈیماکریسی نے یہودیت کے تاریخی مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ یہودیت کا وہ تاریخی مسئلہ ہے "تسلیم کیا جانا"۔ لبرل ڈیماکریسی نے یہودیت کے اس تاریخی مسئلہ کو اس طرح حل کر دیا ہے کہ اس نے "تسلیم کرنے والی قوت" کا ہی خاتمہ کر دیا ہے۔ لبرل ڈیماکریسی نے ـــــ مالک اور غلام ـــــ کی صورت حال کو ـــــ آفاقی اور یکساں تسلیمیت ـــــ میں بدل دیا ہے۔

(۳) لبرل ڈیماکریسی میں یہودیت جتنی محفوظ ہے، ان کے مزائم جتنے ممکن الحصول ہیں اور ان کے دشمن جتنے کمزور اور غیر موثر ہیں اتنے کسی اور نظام میں ناقابل تصور ہیں۔

(۴) لبرل ڈیماکریسی کی اندرونی کمی ـــــ جو عدم عمل یا ناقص عمل کی وجہ سے ہوتی رہی ہے ـــــ کی تلافی تو کی جا سکتی ہے لیکن یہودیت کے لئے اس سے بہتر نظام کا تصور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ "تاریخ کا خاتمہ" ہے۔

واضح ہو کہ تاریخ میں یہودیت کے دو بنیادی مسئلے رہے ہیں:

(۱) اللہ سے تسلیمیت: یعنی قوم یہود اور یہودیت کی تسلیمیت سے معزولی (Derecognition) ـــــ پھر بزور ـــــ اور اب ـــــ اللہ کے وجود کو ختم کر کے ـــــ اللہ سے تسلیمیت کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

(۲) انسانوں سے تسلیمیت: قوم یہود تاریخ کے تجربات سے یہ سمجھ رہی ہے کہ دنیا کی کسی قوم نے اور کسی زمانے نے انہیں تسلیم نہیں کیا اور جس کے سب

سے ایک قرار پایا۔

فوکویاما نے دریافت کیا کہ لبرل ڈیماکریسی کے ذریعے پوری دنیا نے یہودیت اور قوم یہود کو تسلیم کر لیا ہے۔

(۷) پانچویں دریافت:

(1) "The decline of community life suggests that in the future, we risk becoming secure and self-absorbed last man, devoid of thymotic striving for higher goals in our pursuit of private comforts."

(2) "But the opposite danger exists as well, namely, that we will return to being first man engaged in bloody and pointless prestige battles, only this time with modern weapons."

(3) "Indeed the two problems are related to one another, for the absence of regular and constructive outlets for megalothymia may simply lead to its later resurgence in an extreme and pathological form."

فوکویاما کی پانچویں دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) لبرل ڈیماکریسی کے ذریعے یہودیوں کو حاصل یہ صورتحال پائیدار سمجھی جائے ایسا نہیں ہے۔

(۲) یہودیوں کے دشمن اور بالخصوص ان کے مطابق سب سے بڑے اور

(۳) امت مسلمہ کا یہ جملہ وقت کے گزرنے کے ساتھ شدید بھیانک ہوتا جائے گا اس لئے کہ یہ جملہ خطرناک اور جدید اسلحوں سے ہوگا۔

(۴) اس صورت حال کو قابو میں رکھنے کے لئے مسلمانوں کے جذبات کی باضابطہ نکاسی (Catharisis) کے لئے فوری قدم کیا جائے۔

(۸) 1989 میں فرانسس فوکویاما کی تجویز "مسلمانوں کے جذبات کی باضابطہ نکاسی" پر غور کریں تو منطقی طور پر سیموئیل پین ٹنگ ٹن کا موضوع 'Term of Reference' اور اس تناظر میں 1993 میں فارن افیرس میں شائع شدہ مضمون 'تہذیبوں کا تصادم' ("The Clash of Civilizations", The Foreign Affairs, February 1993) کی معنویت سمجھ میں آجاتی ہے۔ اس کی منطقی ترتیب اور اصلی معنویت درج ذیل ہیں:

(۱) "تہذیبوں کا تصادم" حوادث کی ایک صورت ہے جس کی طرف فوکویاما نے اشارہ کیا ہے ——— فوکویاما کے تجزیہ کے اس حصے کو وقت نظر سے دیکھا جائے تو کئی باتیں سامنے آتی ہیں:

(۲) یہودیت کی حفاظت اور اس کے مزائم کی تکمیل کے لئے لبرل ڈیما کریسی سے بہتر صورت اس وقت حیطۂ تصور و عمل سے باہر ہے۔

(۳) یہودیت کی پروردہ لبرل ڈیما کریسی اپنے ارتقاء کی آخری بلندیوں تک چلی گئی ہے۔ اب اس سے زیادہ اس میں گہرائی و گیرائی ممکن نہیں۔

(۴) لبرل ڈیما کریسی سے بہتر کسی نظام کی عدم موجودگی اور موجودہ لبرل ڈیما کریسی کی ارتقائی اٹھان نے یہودیت کو ایک واضح ایک لق و دق صحرا میں لا کھڑا کر دیا ہے جہاں اس تناظر میں وہ کسی متبادل صورت کے تعلق سے عملاً غیر مسلح (Armless) ہو چکی ہے۔ اب ان کے پاس لبرل ڈیما کریسی کو کوئی بچانے

(۵) اگر اسی وقت ——— یعنی مستقبل قریب میں ——— مسلمان یہودیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو فوکویاما کے مطابق لبرل ڈیما کریسی ڈھہ کر رہ جائے گی۔

(۶) حالات کی ارتقائی صورت مستقبل غیر بعید میں لازماً اسلام کو یہودیت سے اور اسلامی نظام کو لبرل ڈیما کریسی سے براہ راست متصادم کر دے گی۔

(۷) یہودیت کے لئے کم دشوار اور پائدار کے اعتبار سے زیادہ مفید مطلب یہ بات ہوگی کہ یہودیت خود بلا تاخیر اور بطور احتیاطی تدبیر (Preventive Measure) اقدامی کارروائی (Pre-emptive Strike) کرے اور امت مسلمہ کو توڑ کر اور کچل کر رکھ دے۔

(۸) اس عاجلانہ احتیاطی تدبیر (Preventive Measure) کے تحت کی جانے والی اقدامی کارروائی میں درج ذیل امور شامل ہوں:

(۱) مسلمانوں کے اندر از خود پیدا شدہ Megalothymia کو Extreme & Pathological form اختیار کرنے کی مہلت نہ دے کر اقدامی طور پر مسلمانوں کو بیرونی اور غیر حقیقی Megalothymia فراہم کر دیا جائے۔

(۲) یہ Megalothymia ریگولر (Regular) ہو سیکولر (Secular) قطعاً نہ ہو۔

(۳) یہ Megalothymia مغربی اصطلاح میں تعمیری (Constructive) ہو تخریبی (Destructive) نہ ہو ———

یعنی اس Megalothymia کے نتیجے میں امت مسلمہ

کے لئے کوشاں ہو جائے۔ اسلام کو مغربی تہذیب سے زیادہ سود مند اور کار آمد ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ علمی اداروں، تحقیقی اداروں، صنعتی اداروں اور فنی اداروں کے قیام کی طرف متوجہ ہو جائے اور علمی، تحقیقی، صنعتی، فنی اور مالی صلاحیتوں کی ترقی کے کاموں میں مشغول ہو جائے وغیرہ۔ یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں تعمیری (Constructive) ہیں۔ ان سے بلا واسطہ اور بالواسطہ یہودیت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور اس کے خطرے کم ہوتے ہیں یا اگر خطرے پیدا ہوں بھی تو یہودیت اس کے کنٹرول کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ یہودیت کے نزدیک تخریبی سے مراد جہاد ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے یہودیت بدحواس ہو جاتی ہے۔ قوم یہود کے حواس مختل ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تعمیری امور کو کنٹرول کرنے کے لئے ان کے پاس میکانزم ہے۔ جہاد کو کنٹرول کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی میکانزم نہیں سوائے اس کے کہ وہ دشمن کو (Over Kill) کریں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ بے تحاشا جان لینا (Over Killing) ان کے مسائل میں اضافہ کرتا ہے کمی نہیں۔

(۹) چنانچہ یہودیت نے مسلم Megalothymia اور ان کے مطابق تخریبی (Destructive) نہج اختیار کرنے سے روکنے کے لئے سیموئیل ہن ٹنگ ٹن کے ذریعہ ریگولر (Regular) اور تعمیری (Constructive) عزائم اعلیٰ فراہم کرنے کی کوشش کی تھی۔ جس میں دیکھتے دیکھتے بہت سے اچھے مسلمان گرفتار ہو گئے۔

(۱۰) فرانسس فوکویاما کی جائزاتی تجویز نے تدبیری منصوبہ بندی کی سطح پر برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) کو باور کرایا کہ وہ عالم اسلام میں لبرل ڈیا کریسی کو

(۱۱) یہ الگ بات ہے کہ تعمیلی منصوبہ بندی کی سطح پر ہنری کیسنجر (Henry Kissinger) نے فوکویاما اور سیموئیل ہن ٹنگ ٹن کی تجویزات کا مطالعہ بنانا ضروری سمجھا اور Regular & Constructive outlet of Muslim کو Simulated and Megalothymia کو controlled immediate surgical operations کو منصوبہ کا حصہ بنایا۔ عصر حاضر میں امت مسلمہ کا تاریخی المیہ اسی مقام پر اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے اس لئے کہ اس یہودی مشن کی تکمیل میں کئی باعزت مسلم حکمراں اور شخصیات براہ راست ملوث ہو چکے ہیں۔

(۱۷) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فوکویاما نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ یہودیوں کی قائم کردہ لبرل ڈیا کریسی اپنے نقطۂ عروج (End of History) پر پہنچ چکی ہے یعنی مستقبل غیر بعید میں یہودیت اور اسلام کا متصادم ہونا لازمی امر ہے۔ گویا فوکویاما نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صورت حال بعید (Stay-put or As it is) نہیں رہ سکتی اور یہ کہ تبدیلی (Change) امر واقعہ ہے جو مستقبل میں ہو کر رہے گی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مستقبل میں ہونے والی یہ تبدیلی قطع نظر اس کے کہ وہ مستقبل قریب میں ہوگی یا مستقبل غیر بعید میں فی الواقع کیسی تبدیلی ہوگی؟

(۱) کیا یہ تبدیلی صرف تبدیلی دست حکومت ہوگی؟ (Change of Government Hand)

(۲) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون خانہ کی ہوگی؟ (Change of Governance within Family)

(۳) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون خاندان ہوگی؟ (Change of Governance within Clan)

(۴) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون قبیلہ ہوگی؟ (Change of Governance within Tribe)

(۵) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون ذیلی (Change of Governance within

(۶) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درمیان اقوام ہوگی؟ (Change of Governance within Nation)

(۷) کیا یہ تبدیلی تبدیلی نگران حکمرانی مابین اقوام ہوگی؟ (Change of Governance among Nations)

(۸) کیا یہ تبدیلی تبدیلی نہج حکمرانی درمیان قوم ہوگی؟ (Change of System within Nation)

(۹) کیا یہ تبدیلی تبدیلی نظام کی ہوگی؟ (Change of Order)

(۱۰) کیا یہ تبدیلی تبدیلی نظام کل کی ہوگی؟ (Change of Supra Order)

حقیقت یہ ہے کہ مستقبل غیر بعید میں ہونے والی تبدیلی دراصل نظام کل کی تبدیلی ہوگی۔

(۱۸) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ روئے ارض پر ابلیس، دجال اکبر اور یہود کی جانب سے جنگ لڑی جارہی ہے اور جن عزائم کے ساتھ یہ جنگ کی جارہی ہے اس کے دو عنوانات ہیں:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرکے کون پر قبضہ کرنا۔

اس لئے یہ معرکہ دراصل معرکۂ خیر و شر (بشری) کا آخری مرحلہ ہے۔ اور اس کی حقیقت معروف تہذیبی تبدیلی (Change of Civilization) بھی نہیں بلکہ اس سے وسیع اور حاوی ہے۔ یہ معرکۂ خیر و شر کا ساتواں مرحلہ ہے جسے یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

(۱) مرحلۂ اول

(۲) مرحلۂ دوم

(۳) مرحلۂ سوم

(۴) مرحلۂ چہارم

(۵) مرحلۂ پنجم

(۸) مرحلۂ ہشتم: مرحلۂ فساد فی الملک و فساد فی الارض

(۹) مرحلۂ نہم

(۱۰) مرحلۂ دہم: مرحلۂ فساد فی الارض ــــ فساد کلی برائے نظام کلی۔

مرحلۂ دہم معرکۂ خیر و شر کا آخری مرحلہ ہے ــــ مرحلۂ دہم کا آخری حصہ ظہور دجال اکبر اور قتل دجال اکبر کا ہے۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: دجال: اول، دوم، سوم)

(۱۹) روئے ارض میں امت مسلمہ محمدیہ کے لئے یہ مرحلہ جاں سوز اور دل دوز ہوگا۔ یہ معرکہ کبریٰ روئے ارض پر حضرت آدم سے قیامت تک کے درمیان واقع ہونے والی سب سے خوفناک اور ہیبت ناک مصیبتوں کو لے کر آئے گا۔ (آدم کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی امر نہیں ہے: رواہ مسلم)

(۲۰) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورتحال میں امت مسلمہ محمدیہ کیا کرے؟

فی زمانہ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ امت کو اندر سے دو طبقے کھوکھلا کر رہے ہیں۔ یہ دو طبقے اور ان کے رویے درج ذیل ہیں:

(۱) طبقۂ اول:

اہل مذہب (علماء وقت و مشائخ وقت) جو اسلام دین اللہ پر چلنے کی بجائے مذہب اسلام پر چلتے ہیں۔ اور مذہب اسلام کو ہی دین اسلام قرار دیتے ہیں جس میں قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کی کلی عمل داری نہیں بلکہ جزوی عمل داری ہوتی ہے۔ اس طبقہ کے یہاں فکری اور عملی ہر اعتبار سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی حیات منقسم ہے جو درج ذیل ہے:

حیات (انفرادی و اجتماعی) = قرآن و سنت + مذہب و مسلک و مشرب و آزادی

یہ طبقہ اس میں تبدیلی کے تعلق سے درج ذیل رویہ کا اظہار کرتا ہے:

(۱) قرآن و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات (انفرادی و اجتماعی)

(۲) مذہب، مسلک، اور مشرب کو ترک نہیں کیا جا سکتا یا نہیں کیا جائے گا۔

(۳) صرف اتنی تبدیلی کی جا سکتی ہے کہ مذہب، مسلک، مشرب کے ساتھ جو آزادی کا ایک حصہ ہے اس میں لوگ مجاز ہیں کہ خواہ سائنس پر چلیں، خواہ توہم پر اس کے لئے وہ آزاد ہیں۔

(۲) طبقۂ دوم:

متغربین (مغرب سے مرعوب) لوگ: یہ طبقہ (یہاں اس طبقے سے بحث نہیں جو طمدانہ رویہ کا حامل ہے) اسلام کو چند تعبدی امور ــــــ عقاید، رسوم، نظافت، شائستگی تک محدود کرتا ہے جو خود اس کے پورے حیاتی رویہ کے کینوس پر ایک چھوٹے سے خانہ کے مانند ہے اور بقیہ 90 فیصد حصۂ حیات میں مغربی علم اور مغربی فکر کے تابع ہے۔ مغربی علم اور مغربی فکر کو ترقی قرار دیتا ہے۔ مغربی اداروں کو ترقی کی معراج یا کم از کم نمونہ اور قابل تقلید سانچہ سمجھتا ہے اور مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی حیات میں ترقی کے لئے اسی نصب العین کو جو مغرب نے اختیار کیا ہے مسلمانوں کے لئے بھی ناگزیر قرار دیتا ہے اور اس کے لئے ویسے ہی تعلیمی، تحقیقی، صنعتی، فنی معاشی، معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی، اور تمدنی ادارے قائم کرنے کے لئے عملاً کوشاں رہتا ہے۔

(۲۱) فی زمانہ طبقۂ اول یعنی اکثر علماء وقت کی مثال ایسے اخلاص کی ہے جو اپنا پانچ ہونے کے ساتھ ساتھ بصارت، بصیرت، قوت ارادی، قوت تمیز، عقل سلیم اور جودت سے بھی عاری ہوں۔ ظاہری بات ہے کہ قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کو صدیوں سے انفرادی واجتماعی حیات کے حاشیہ پر کر دینے اور ان کی جگہ طور ساختہ مذہب، مسلک اور مشرب پر چلنے رہنے کے بعد بشری صلاحیتیں اسی طرح ختم ہو جاتی ہیں۔ خارج میں صورت حال کی سنگینی اور داخل میں ان کی معقلی انہیں عجیب مخمصہ میں گرفتار کر چکی ہے ان کی غالب اکثریت کو حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا انتظار بھی ہے اور رہے گا اور ابلیس ،

دوسری جانب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ تشریف بھی لائے مانیں یا نہ مانیں، ان پر حجت بھی قائم کی لیکن پوش سے مس نہیں ہوئے۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ یہ اپنے زعم علم اور زعم فہم میں اپنے مستغرق ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے رویہ کی نادرستگی پر شک تک نہیں گزرتا۔ چنانچہ اندیشہ غالب نکلتا ہے کہ علماء و مشائخ امت محمدیہ کی غالب تعداد اسی طرح دجال اکبر کی خدمت کر کے تباہ ہو جائے گی اور انہیں حضرت مہدی اور حضرت مسیح کا انتظار بھی رہے گا۔ اللھم احفظنا

(۲۲) طبقۂ دوم یعنی متغربین کی مثال ان اشخاص کی ہے جو نہ پوری طرح اپاہج ہیں نہ ان میں قوت ارادی کی بے حد کمی ہے اور نہ ہی ان میں جودت کی کمی ہے لیکن بصارت رکھتے ہوئے بھی وہ بصیرت اور قوت تمیز سے عاری ہیں۔ اور آنکھوں کے سامنے کسی کو پہاڑ سے چھلانگ لگا کر خودکشی میں مرتے اور مرتے دیکھ رہے ہوں اور اس کے باوجود خود چھلانگ لگانے پر برسرِ دم صرعوں اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کر رہے ہوں۔

وہ مغربی تہذیب جو فکری اور علمی ترقی کی معراج پر پہنچ چکی ہے جس کے ادارے ترقی کا نمونہ کہلاتے ہیں وہ آخر تاریخ کا خاتمہ "End of History" اور "تہذیبوں کا تصادم" "Clash of Civilizations" سے بحث کیوں کر رہی ہے؟ وہ خائف کیوں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تہذیب مغرب نے گزشتہ چار سو سالوں میں ترقی نہیں کی ہے بلکہ ان کے مطابق ترقی کی ایک منزل پانے کے بعد اب کہولت اور زوال کے قریب پہنچ گئی ہے۔ تہذیب کی اساس میں صلاح نہ ہونے کے سبب چار سو سالوں میں ہی اپنے کرتوتوں کے سبب وہ کہولت اور 'زوال' کی دہلیز پر پہنچ گئی ہے اور اب فرزندان کے اہل علم کو اپنی تہذیبی موت قریب نظر آ رہی ہے۔ کیا عقل و دانائی کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم بھی جلد از جلد ویسی ہی فکری و علمی راہ اختیار کریں اور ویسے ہی ادارے اپنے یہاں قائم کریں۔ کیا ہم بھی جلد از جلد 'کہولت اور 'زوال' کی اسی منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں؟

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند سرسوتی نے ایک لطیفہ نقل کیا ہے ــــــ جو قابل توجہ ہے:

کسی بستی میں چند سادھو بیٹھے۔ وہ بھی گنگنے تھے۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ انہیں بھگوان

کے چند کم سواد لوگوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم بھی ایسے ہو جائیں کہ ہمیں بھی بھگوان آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے سادھوؤں سے گزارش کی وہ انہیں بھی اپنی خدمت میں رکھ لیں تاکہ وہ بھی بزرگ بن کر ویسے ہی ہو جائیں۔ چند دنوں کے بعد ان لوگوں نے سادھوؤں سے شکایت کی کہ انہیں بھگوان نظر نہیں آتا تو سادھوؤں نے ان سے کہا کہ ہماری طرح بزرگ ہونے اور بھگوان کو آنکھوں سے دیکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ناک کٹوا لئے جائیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے ناک کٹوا لئے۔ ناک کٹنے کے بعد بھی جب انہیں بھگوان نظر نہیں آیا تو انہوں نے پھر اس کی شکایت کی۔ سادھوؤں نے کہا کہ دیکھو بھگوان تو ہمیں بھی نظر نہیں آتا لیکن اب اگر عزت بچانی ہے تو زور سے یہی بولو کہ ہمیں آنکھوں سے بھگوان نظر آتا ہے ورنہ لوگ کہا کہیں گے۔

اہل مغرب اگر دوسروں سے اور بالخصوص امت مسلمہ سے کسی فکری یا علمی ذہنی حاصل کرنے کے لیے ہی ادارے قائم کرتے اور وہی نصب العین اختیار کرنے کی بات کرتے ہیں تو ان کی بات اور ان کی نفسیات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن ایسا کرنے کو کہنے والے اہل اسلام میں متفرنین کی نفسیات سمجھ میں نہیں آتی۔ 'تاریخ کا خاتمہ' (End of History) اور 'تہذیبوں کا تصادم' (Clash of Civilizations) کی بحثوں کے بعد بھی ——— جو ظاہر ہے کہ ہم ان سے متفق نہیں کر رہے بلکہ خود وہ اپنے متفق کر رہے ہیں ——— یہ بات دانائی اور سلامت طبع سے فروتر ہے کہ اسی تباہی کی طرف خود کو مہمیز کیا جائے۔ اس عنوان پر تو بات ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے کہ جن اسباب سے مغربی تہذیب اس 'کہولت اور زوال' کے قریب پہنچ گئی ہے ان سے امت مسلمہ کیسے طرح محفوظ رہے۔

(۲۳) مغرب کا یہودی دماغ آرڈر جو گزشتہ چار سو سالوں سے قائم تھا اب اپنے منطقی انجام تک پہنچ گیا ہے۔

(اس صورت حال کے تحقیقی تجزیہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں: (Carroll Quingley:
The Evolution of Civilization; An Introduction to Historical

استعمال کر کے اپنے کو بچانے کی کوشش کرے گی۔ اور یہی وہ مقام ہے جو قابل توجہ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایسی ہیبت ناک صورت حال تاریخ انسانی میں پہلی اور شاید آخری بار واقع ہونے جا رہی ہے۔ گزشتہ صرف ایک صدی میں یہودیوں نے اتنی مہیب قوت جمع اور حاصل کر لی ہے کہ اس کا اندازہ اہل اسلام کے صرف چند ہی باخبر لوگوں کو ہے۔

(۲۴) 'اقدس' کی لڑائی محض فلسطین نامی ایک 'خطۂ' ارض کی لڑائی نہیں ہے۔ یہ معرکہ 'دجال' ہے۔ 'اقدس' تو اس کا لفظی اظہار ہے۔ ہزاروں سال سے ابلیس اس کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے اسی جنگ کے لئے مقدورات و موجودات کے ہزاروں طبقوں کو مسخر کیا ہے۔ آئندہ ہونے والی اس مہیب لڑائی میں وہ ان سب سے کام لے گا۔

(۲۵) عنقریب دنیا دو طبقوں میں عملی طور پر منقسم ہو جائے گی جن کے دو متصادم مقاصد ہوں گے۔

طبقۂ اول: یہ فریق اول ہے اس میں درج ذیل طبقات ہوں گے۔

(۱) ابلیس

(۲) دجال اکبر

(۳) شیاطین لوری، ناری، ارضی

(۴) اہل غوایت:

(۱) اہل خالص سائنسیت (۲) اہل نیم سائنسیت

(۳) ملحدانہ مادہ پرست (۴) غیر ملحدانہ مادہ پرست

(۵) مذہب اسلام پر عامل مسلمان — (۶) یہود

بالخصوص علماء مشائخ بصری علم

کے حامل، دین اعیان معاشرہ

(۸) اہل مذہب (مظاہر پرست)

(۱۱) اہل توہم واوہام پرست

طبقۂ دوم: یہ فریق ثانی ہے۔اس میں درج ذیل طبقے ہوں گے۔

(۱) اللہ رب العالمین

(۲) ملائکہ

(۳) آنحضورﷺ

(۴) عام مسلمان ــــــ جن کے قائد ــــــ حضرت مہدی علیہ السلام ــــــ ہوں گے

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۲۶) اسی مقام پر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے چار اہم مشن کا ذکر کرنا برمحل اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ چاروں مشن "امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنے" اور "اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرکے 'کون' پر قبضہ کر لینے" سے براہ راست متعلق ہیں۔ مذکورہ چاروں مشن درج ذیل ہیں:

(۱) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ ان کا مشن اس وقت تک پورا نہیں ہوگا اور ہر وقت ان کے سروں پر مصیبت اور ناکامی کی تلوار لٹکتی رہے گی جب تک تین خطرے برقرار ہیں۔ ابلیس کے مطابق یہ تین خطرے درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ۔

(۲) حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ اور

(۳) نبی آخر الزماں ــــــ اور حاشر، عاقب، حشیج اور مرملا ــــــ حضرت محمدﷺ کے واپس آ جانے کا خطرہ۔

(۲) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ اللہ کی سنتوں کا احاطہ آسان نہیں۔ اس نے

ہار میں تبدیل ہو گئی۔ اس نے بتایا کہ جب جب اس نے انبیاؑ کو پر قابو پا لیا اور قریب تھا کہ اسے مکمل فتح نصیب ہو جائے:

(۱) کبھی ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین بھیج کر اس کو ہزیمت سے دوچار کر دیا۔

(۲) کبھی ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین بھیج کر اس کو ہزیمت سے دوچار کر دیا۔

(۳) کبھی ایسا ہوا کہ جب وہ کامیابی کے بہت قریب پہنچ گیا اور اس نے اللہ کے انبیاؑ تک کو قتل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو اللہ تعالیٰ نے حیات کے تعلق سے نئی سنت کا اجراء کر دیا اور 'افزودہ حیات ــــــ بالکل 'یکی' بھیج کر اس کی جیت کو ہار میں بدل دیا۔

(۴) اور جب اس نے ایک کا ذبح پر ہزیمت اٹھانے کے بعد بہت نہیں ہاری اور اس آنے والے ــــــ 'افزودہ حیات یکی ــــــ یکی' کو بھی قتل کر دیا۔

(۵) تو اللہ تعالیٰ نے ــــــ مزید افزودہ حیات ــــــ 'روح القدس' کو بھیج دیا۔

(۶) ابلیس نے یہودیوں کو یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک طرف نہ صرف 'روح القدس' کو بار بار اس کی ساری تدبیر ناکام کر دی اور انہیں بچا کر وقت خاص کے لئے محفوظ کر دیا اور دوسری طرف اپنے منصوبے کو مکمل کرتے ہوئے روئے ارض پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا۔

(۷) ابلیس نے یہودیوں کو یاد دلایا کہ نبی آخر الزماں اپنی عظیم الشان قوت کے حامل تھے کہ اس نے اسی میں عافیت سمجھی کہ ان کی حیات میں وہ دجال

پائی کہ وہ نبی آخرالزماں کی موت تک انتظار کرے اور اس کے بعد دجال اکبر کو ظاہر کرے۔

(۸) ابلیس نے یہودیوں کو یہ بھی باور کرایا ہے کہ صورت حال بہت پیچیدہ ہے اور اس کے تین اسباب ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ــــ یعنی مسیح روح ــــ مارے نہیں جا سکتے اور وہ زندہ ہیں لہٰذا وہ کسی وقت بھی ظاہر کیے جا سکتے ہیں۔

(۲) جب 'مسیح روح' زندہ ہیں تو لازماً 'مسیح ملک' (حضرت مہدی علیہ السلام) ظاہر ہونے والے ہوں گے۔ جس طرح حضرت طالوت کے ساتھ حضرت داؤد علیہما السلام تشریف لائے۔ داؤد آئیں تو لازماً طالوت کو بھی آنا ہے۔ لہٰذا کسی وقت بھی 'مسیح ملک' ظاہر کیے جا سکتے ہیں۔

(۳) ابلیس نے یہودیوں کو تاکید کی کہ سب سے اہم بات اللہ تعالیٰ کی سنتوں کے رموز کا سمجھنا ہے جس باب میں اسے ہمیشہ سخت نقصان ہوا ہے۔ اس تعلق سے سب سے نازک مسئلہ خود نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کا معاملہ ہے ــــ اور یہ معاملہ ہے ــــ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا ــــ جس کے تحت اس نے نبی آخرالزماں کی حیات کا اقرار فرمایا ہے۔ ابلیس نے انہیں باور کرایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنتوں کو اس کی ظاہری سادگی کے سبب سادہ مان لینا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ اس لئے انہیں اس باریک نکتے پر خوب غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزماں کو عاقب، حاشر، مسیح اور شاہد ہی نہیں بنایا ہے بلکہ "مراد" بھی بنایا ہے۔ لہٰذا ان کی حیات ویسی حیات ہو سکتی ہے جیسی عام انسانوں بلکہ نبیوں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عیسیٰ ــــ روح القدس کی ہے نہ ان کی موت ویسی

(۳) حافظ ابوبکر البیہقی ــــ

(۴) شفاء السقام فی سیرۃ خیر الانام (تقی الدین سبکی)

ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ یہ لازمی نہیں کہ نبی آخرالزماں لوٹ آئیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آ جائیں اور اس صورت میں ہم اللہ تعالیٰ کی سنتوں کے سمجھنے میں چوک جائیں (القصص۔۸۵) ــــ اور ہم ــــ اس طرح سب تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم پوری طاقت اور اولیت کے ساتھ ان تینوں مصیبتوں کے امکانات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح اپنی اولین ترجیحات میں ہم

(۱) کائنات کی پیمائشوں میں 'عیسیٰ۔روح القدس' کو ڈھونڈ کر انہیں قتل کر دیں۔

(۲) روئے ارض پر مہدی ــــ مسیح ملک ــــ کو ڈھونڈ کر انہیں قتل کر دیں۔

(۳) اور نبی آخرالزماں کے جسد کو حاصل کر کے اسے ناقابل احیاء بنا دیں۔

(۹) چنانچہ عصر حاضر میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کی مشترکہ کوشش کا ہدف ہے ــــ ان تینوں مقاصد ــــ کو جلد از جلد پورا کر لینا۔ چنانچہ اس تعلق سے انہوں نے مندرجہ ذیل کام کر لئے ہیں یا ان میں پوری تندہی سے لگے ہوئے ہیں۔

(۱) خلائی مشن کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں گرفتار کر لینا یا قتل کر دینا ہے اس باب میں اب تک ابلیس و یقین تھا کہ ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مرفع

پوری روئے زمین کے ہر ہر قابلی جگہ کو کھوج چکے ہیں۔ اور اب نظام شمسی کے سیاروں اور ذیلی سیاروں میں یہی تلاش جاری ہے۔ اس کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

(1) B.Rux: Architects of the Underworld (Berkeley, California,Frog Ltd, 1996.

(2) Anders Hansson: Mars & the Development of Life, New York, 1997.

(3) Arthur C. Clarke: The Snows of Olympus, London, 1994)

(4) Carl Sagan: Cosmos, London, 1981.

(5) Graham Hancock: The Mars Mystery, Seal Books, Toronto, 1999.

(۲) 'Genome' کی تحقیق یعنی "Genetics" اور بائیو میٹرکس (Biometrics) کے تعلق سے ہونے والے سارے کاموں کا بنیادی مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ السلام اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے مذکورہ مقاصد کو پورا کرنا ہے۔ اس تعلق سے چند امور کی طرف محض یہاں اشارہ کیا جا سکتا ہے:

(۱) RNA/DNA اور بائیو میٹرکس (Biometrics) کے ذریعہ متعین طور پر ان تینوں ارواح قدس کی روئے ارض پر حکمہ موجودگی کی صحیح صحیح پہچان کرنا اور ان کے محل و مقام کو متعین کرنا۔

(۲) پورے روئے ارض کو اس طرح سے مقاصد کے لئے محفوظ کرنا کہ

انتظام کے وقت پورے روئے ارض کی فضاؤں میں موجود متعین امراض Biometric Predators کے ذریعہ فی الفور ختم کر دیا جائے۔

(۳) ان تمام خاندانی سلسلوں کو مستقل Watch کرنا جن میں ان حضرات کے ظہور پائے جانے یا چھپے ہونے کا امکان ہو سکتا ہے اور یا سادات عرب از اس پوری نسل کے DNA/RNA کو Genetically Modified کر کے فاسد کر دینا مثلاً انجکشن، ٹیکہ یا دوا کی قسم کے ذریعہ مثلاً خنزیر کے خلیوں کو تمام نبی زادوں یا تمام سادات کے بچوں کا Z بنا دینا۔

(۴) حالیہ برسوں میں جس طرح

(1) BT Corn (2) BT Cotton

(3) Roundup Ready Soyabeans (4) Golden Rice

(5) Flavr Savr Tomato (6) Rainbow Papaya

بنائے گئے ہیں اسی طرح انسانوں پر نہ صرف کام ہو چکے ہیں بلکہ یہ مشن خفیہ طور پر بہت آگے بڑھایا جا چکا ہے۔

(۵) وہ ساری مہمات جو کلی اور اجتماعی سطح کی ہیں ـــــ یعنی بالتفریق ہم (Sweeping Drive) قسم کی ہیں ـــــ مثلاً سارے بچوں کو ٹیکہ لگانا، سارے بچوں کو ڈراپ پلانا وغیرہ وہ بنیادی طور پر اسی نوعیت کی معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے خواص اور فوائد سے متعلق مشہور کی گئی باتیں کوئی ضروری نہیں درست بھی ہوں۔

بادی النظر میں یہ تمام باتیں باہم متضاد لگتی ہیں۔ لیکن جب ابلیس کی چیزوں کا موازنہ سامنے رکھا جائے تو یہ ایک ہی جہت سے کی جانے والی اس کی

اپنی جگہ واقعی اور درست معلوم ہوتا ہے کہ جانے کس راہ سے اور کب کوئی شرق عادت حادثہ رونما ہو جائے اور اس کی جیتی ہوئی بازی ہار میں بدل جائے۔ لہٰذا اس کی بنیادی کوشش خطرے کے ہر امکانی صورت کے سدباب کرنے کی ہوتی ہے۔

رہی بات عصری علوم کے مسلم ماہرین کی ان امور کے تعلق سے موجودہ معلومات کی ــــــ تو ان کا مبلغ علم اور مطرب میں ان امور کی حقیقی معلومات کی تہہ داری سب کو معلوم ہے۔ معاصر مسلم ماہرین عصری علوم یہودیوں اور مطرب کی دنیا کے بارے میں وہی کچھ جانتے ہیں جو اہل مطرب ان کو سکھاتے اور پڑھاتے ہیں۔ اس تعلق سے درج ذیل مصادر سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہے۔

(1) Kevin Davies: Cracking the Genome: Inside the Race to unlock Human DNA, Free Press, 2001

(2) Rosalind Franklin: The Dark Lady of DNA, Brenda Maddox, Harper Collins, 2002.

(3) Philip Kitcher: Science, Truth and Democrcy: Oxford University Press, 2001.

(4) Jennet Conant: Tuxedo Park: Simon & Schuster, 2002.

(5) Bill Lambrecht: Dinner at the New Gene

سے ابلیس اور یہودیت کی ناکام شوخی کی بھرپور غمازی بھی ہوتی ہے اور ان کی مسلمانی کا رخ بھی متعین ہوتا ہے۔

(1) یہودی قوم کی تاریخ ایک مخصوص حادثے سے دوچار ہوتی رہی ہے جس کا ذکر قرآن نے صراحت سے کیا ہے۔ یہ حادثہ ہے اس قوم کے بہت سے "اکابر روحانیین" اور "عباقرہ" کا "بندر" اور "خنزیر" بنا دیا جانا۔ (المائدہ۔۶۰، الاعراف۔۱۶۶)۔ جو حضرات یہودی روحانین کے سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ پوری یہودیت اس تعلق سے کس کرب میں مبتلا رہی ہے۔ کس طرح بندر، کتا اور خنزیر بن جانے والے بڑے بڑے یہودی روحانیین اور عباقرہ زندہ یہودی روحانین سے ــــــ کبھی رویا میں، کبھی مراقبے میں اور کبھی بالمشافہ زندہ ــــــ بمثل کتا، بندر اور خنزیر ــــــ مل کر اپنے مصائب بیان کرتے رہے ہیں اور اپنی نجات کے تعلق سے مدد مانگتے رہے ہیں۔ جینیٹک سائنس اور جینٹک انجینئرنگ (Genetic Science & Genetic Engineering) ان کے اسی کرب کا نتیجہ ہیں۔ واضح ہو کہ عصر حاضر میں جینٹک انجینئرنگ کا آغاز کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ایک یہودی روحانی سائنس داں اسٹینلی۔ ایچ۔ کوہن (Stanley H. Cohen) ہے۔ جینٹک کوڈ (Genetic Code) اور جینوم (Genome) کی دریافت اسی سمت ایک قدم ہے۔ دی انٹرنیشنل ہیومن جینوم سیکوئنگ کنسورٹیم (The International Human Genome Sequencing Consortium) کے تحت ہیومن جینوم پروجیکٹ (Human Genome Project-HGP) اور کریگ وینٹر (Craig

تحقیق کے لئے 2001 سے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اسی تعلق سے اہم پیش رفت ماؤس جینوم سیکوئنسنگ کنسورٹیم

(The Mouse Genome Sequencing Consortium)

کے عنوان سے

(1) The White Head Institute Cambridge, Massachusette,

(2) Washington University, St. Louis,

(3) The Well Come Trust Sanger Institute,

(4) The European Bio-informatics Institute, Hinxton, U.K.

نے دسمبر 2002 میں کی۔

اس تناظر میں ان کے مطابق 99.99 فیصد درستگی (Accuracy) کے ساتھ ہونے والی پیش رفت پر بڑے ایرائی انداز میں وائٹ ہیڈ انسٹیٹیوٹ، میسوچیوسٹ (The White head Institute, MIT) کے ڈائرکٹر نے کہا:

"For the first time we have an opportunity to see ourselves in an evolutionary mirror."

ترجمہ: "پہلی بار ہم کو موقع ملا کہ ہم اپنے آپ کو ارتقائی آئینہ میں دیکھیں۔"

ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے Genome کی تبدیلی کر کے ان کے اکابر کو بندر، کتا اور خنزیر بنایا ہوگا۔ اگر ہم اس جینیٹک کوڈ اور جینوم کا سراغ لگا لیں تو ہم بھی کسی بھی مرحلے میں معکوس (Reverse) کر سکتے ہیں۔ اور اس

پیدا ہو کر جی رہے ہیں وہ دوبارہ آدمی بنا سکیں۔

(۲) اسی ذیل میں یہودیت کا ایک اور ذہن کام فرما رہا ہے اور وہ ہے اہل ایمان کے تعلق سے ——— پتا چلا ہے کہ یہودی سائنسدان اس کوشش میں لگے ہیں کہ اگر انہیں بھی ملائکہ کی طرح Genome اور جینیٹک کوڈ معلوم ہو جائے تو وہ بھی اپنے دشمنوں اور بالخصوص اہل ایمان اور اہل غزہ کو اسی طرح "بندر"، "سؤر" اور "خنزیر" میں بدل ڈالیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے قدیم یہود یوں کو بدل ڈالا ہے ——— "جین تھیراپی" (Gene Therapy) کے تحت بنیادی طور پر اسی مشن کو پورا کیا جا رہا ہے۔ بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B) کی خود ساختہ اقدامی بیماری کے علاج کے لئے جو لیک دیا جاتا ہے اسے کیرون کارپی کہی ویکس ایچ بی (Chiron's Recombivax HB) کہا جاتا ہے جو دراصل ایک جینیٹک انجینئرڈ ویکسن (Genetically Engineered Vaccine) ہے۔ ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B- HBV) کی حقیقت صرف اس بات سے معلوم ہو جائے گی کہ WHO کے مطابق یہ بیماری اسرائیل کو چھوڑ کر ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ دنیا میں اب تک 50 کروڑ لوگوں کو اس کا لیک دیا گیا۔ اسرائیل میں نہ بیماری پائی جاتی ہے اور نہ لیک دیا گیا۔ اس کی کمیں ساری دنیا میں چلائی جا رہی ہیں۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ علاج ہے نہ علاج کا تجربہ۔ یہ تو اس مشن کے ہزاروں تجربوں میں سے ایک تجربہ ہے جس کے تحت اپنے دشمنوں کی نسل کو نسلاً بعد نسل بندر، کتا اور خنزیر بنانے کی بات سوچی جا رہی ہے۔

(۲۷) معرکۂ دجال اکبر کے اس مرحلے میں جن قریب ایک تبدیلی ہونے والی ہے۔ یہ جنگ جن قوانین (Parameters) بدلنے والی ہے جو بے حد مہیب ہوگی۔ یہودیوں کو جیسے ہی اس کا

ہو کر جنگ کے Parameters میں تبدیلی کریں گے۔ اس صورت میں ان کے مقاصد و اہداف درج ذیل ہو جائیں گے اور اسی کے مطابق جنگ اور انکوں کے استعمال کی صورتحال بھی:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا روئے ارض سے طبعی طور پر خاتمہ۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ اور 'کون' پر قبضہ کرنا۔

یہودیوں کی جانب سے جنگی پیرامیٹرس کی تبدیلی امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا طبعی طور پر خاتمہ کے تعلق سے کیا صورت اختیار کرے گی اس کا اندازہ ان کے اس ارادے اور اس کے تعلق سے تیاریوں سے بخوبی کیا جاسکتا ہے جو ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے یہودیوں نے جبریل، میکال اور اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے اور 'کون' پر قبضہ کرنے کے تعلق سے کیا ہے۔ یہودی اکابر اور مدبرین کی بعض باتوں سے اس کا اشارہ ملتا ہے کہ انھیں امید ہے کہ وہ 2028-2058 کے دوران امت مسلمہ محمدیہ کو روئے ارض سے کلی طور پر ختم کردیں گے۔

(۲۸) ابلیس اور دجال اکبر خود بھی جانتے ہیں اور انھوں نے یہودیوں کو اچھی طرح باور کرایا ہے کہ ان کے مقاصد اور عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ جبریل اور میکال ہیں اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان دونوں کے پاس بے پناہ طاقت اور قوت ہے۔ یہ دونوں ملائکہ جب تک زندہ ہیں ان مقاصد تک پہنچنے کی کوئی راہ وا ہو جائے ممکن نہیں۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ جبریل اور میکال کا 'قتل' سب سے پہلے کیا

اس پر قدرت ضروری ہے۔ یہودیوں کا اندازہ ہے کہ 2500 تک وہ اتنی قوت کا حصول کرلیں گے کہ جبریل اور میکال کو یا تو گرفتار کرلیں یا انھیں 'قتل' کردیں۔

(۲۹) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے کے تعلق سے یہودی مدبرین کا اندازہ ہے کہ اگر حالات اسی طرح آگے چلتے رہے اور کوئی غیر معمولی تعویق (Retardation) نہیں ہوئی تو وہ:

(۱) "2700 عیسوی تک یا اگر بہت تاخیر ہوئی تو 3001 عیسوی تک اللہ رب العالمین کو "قتل" کردیں گے یا اس کا خاتمہ کردینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

(۲) ان کا خیال ہے کہ اللہ رب العالمین کے قتل کے بعد وہ بغیر مزاحمت کے فی الفور 'کون' پر قبضہ کرلینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

(۳) اللہ رب العالمین کے "قتل" کے بعد وہ موت کا خاتمہ کردیں گے۔

اپنی عاقبت کے تصور سے پریشان ہو کر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کی اس کوشش کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے جس میں آنحضورﷺ نے خبر دی ہے کہ دجال اکبر آسمان کی طرف رخ کر کے اللہ تعالیٰ کو مارنے کے لئے تیر چلائے گا اور ملائکہ اس پر خون لگا کر اسے واپس کردیں گے اور دجال اکبر اہل ایمان کو دکھائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو بالآخر ہلاک کردیا۔

(۳۰) امت مسلمہ محمدیہ کی تاریخ میں حالات کی نزاکت کے اس موڑ پر اس عاجز کا نقطہ نظر ہے

(۲) علم کے بعد بے علمی ——— لاعلمی کی صورت میں اطمینان ——— سے بہتر ہے۔

(۳) حرکت کے باوجود ناکامی ——— تعقل کی حالت میں کامیابی ——— سے بہتر ہے۔

چنانچہ اس تعلق سے اس کی رائے درج ذیل ہے۔

(۳۱)

(۱) قرائن بتاتے ہیں کہ امت محمدیہ میں اہل مذہب کا رویہ صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۲) قرائن بتاتے ہیں کہ امت مسلمہ محمدیہ میں موجود حنفیین کا رویہ بھی اہل مذہب کے رویہ کی طرح صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۳) امت مسلمہ محمدیہ مغربی افکار، علم اور اداروں پر قائم سوچ، فکر، تدبیر، عمل اور اسلحوں سے اس مہلک کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ایسا کرنا صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ صرف 'انفاقی سطح' پر اس کا مقابلہ کرسکتی ہے۔

(۵) 'انفاقی سطح' وہی سطح ہے جس کا قیام حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اور اسی سطح پر قائم زندگی 'نبوت و رحمت' کی زندگی کہلائے گی۔

(۶) یہی وہ سطح ہے جو ناقابل زوال، اعلیٰ ترین ترقی یافتہ اور سب سے زیادہ خیر کی سطح ہے۔

(۷) 'انفاقی سطح' ہی نبوی سطح ہے۔

(۸) 'انفاقی سطح' ہی جنتی سطح ہے۔

اصول وکلیات (حصہ چہارم)

انفاقی سطح

(۱) 'انفاقی سطح' ہی 'انجیائی یا نبوی سطح' ہے۔ یہی سطح 'جنتی سطح' ہے۔ یہی وہ سطح ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نسل آدم کو اس روئے ارض پر ایک مدت خاص تک رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ اسی سطح پر رہائش کا حکم درج ذیل آیات میں دیا گیا ہے:

(۱) وقلنا اهبطو بعضكم لبعض عدو ولكم فى الارض مستقر و متاع الى حين (البقرہ ۳۶)

ترجمہ: "اور ہم نے کہا تم سب اترو! تم سب ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہارے لئے زمین میں مستقر اور متاع ہے ایک وقت تک۔"

(۲) وقلنا اهبطوا منها جميعاً فاما ياتينكم منى هدى فمن تبع هداى فلاخوف عليهم ولا هم يحزنون (البقرہ ۳۸)

ترجمہ: "ہم نے کہا: تم سب یہاں سے اترو اکٹھے۔ پھر اگر تم کو پہلے میری طرف سے ھدیٰ ملی تو جس نے اتباع کیا میری ھدیٰ کا نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

(۲) انجیائی سطح کیا ہے؟ انبیاء نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا؟

(۱) انبیاء نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

(۲) کل بتائے جانے سے قبل بھی پوری حیات دو انفاقی سطح اول و دوم پر قائم رہے۔

طالبات مطالعہ قرآن اکیڈمی
۳۶۱۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

(۳) ... کی جائے جائے ... ہجرت کی اور اکثر نے مکانی ... کیفیاتی ہجرت کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

(۱) 'کیفیاتی ہجرت' کا حکم قرآن نے یوں دیا: والرجز فاھجر (المدثر۔۵)

ترجمہ: "'رجز' چھوڑ دے۔"

(۲) جب انبیاءؑ 'کیفیاتی ہجرت' کرتے ہیں تو 'انفاقی سطح دوم' سے 'انفاقی سطح اول' پر آجاتے ہیں۔

(۳) غیر انبیاء صالحین جب 'کیفیاتی ہجرت' کرتے ہیں تو وہ اکثر غیر 'انفاقی سطح' سے انفاقی سطح پر آجاتے ہیں۔

(۴) یہ کہنا غلط ہے کہ انبیاءؑ پیشہ، یا صناعت پیشہ (Manufacturers) تھے۔

(۵) "بکریاں چرانا انبیاء کی سنت ہے" (حدیث) کا مفہوم کیا ہے؟

اس حدیث کا مفہوم سمجھنے کیلئے پہلے 'انفاقی سطح' کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

انفاقی عمل، ہنر اور معیشت

(۲)

(۱) انفاقی عمل، ہنر اور معیشت درجہ اول:

(۱) انفاقی عمل (Infaqui Activity/Work)	مرحلہ قدرتی غذا (Stage of Food-gathering)	زمین+محنت (Land+Labour)

یہاں زمین سے مستقر+متاع ہے اور محنت انفاقی عمل۔

(۲) انفاقی ہنر (Infaqui Technology)	جارحہ متصل کے استعمال کا مرحلہ (Stage of Jarha Muttasil)	محنت+جارحہ متصل (Labour+T)

یہاں جارحہ متصل سے مراد ہاتھ اور دیگر جوارح جسم ہیں۔ اس مرحلے میں جارحہ منفصل مثلاً کلہاڑی کا بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	مرحلہ عدم کنز (Stage of No Saving)	من وسلویٰ مرحلہ بصورت (E=C)

یہاں عدم کنز سے مراد ہے کل کے لئے کچھ بھی جمع نہ کرنا۔

——— یہی جنتی سطح اور اس کی پہلی منزل ہے۔

——— یہی نبوی سطح اور اس کی دوسری منزل ہے۔

——— یہی انفاقی سطح اول ہے۔

(۲) انفاقی عمل، ہنر اور معیشت درجہ دوم:

(۱) انفاقی عمل (Infaqui Activity/Work)	مرحلہ قدرتی غذا (Stage of Food-gathering)	زمین+محنت (Land+Labour)

(۲) انفاقی ہنر (Infaqui Technology)	جاردہ حصل و حنفصل کا مرحلہ (Stage of Jarha/Mut+Mun)	محنت+جلدہ حصل+حنفصل (Labour+T+T_1)
(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	مرحلۂ عدم کنز (Stage of No Saving)	من وعلیٰ مرحلۂ آمد=صرف (E=C)

یہاں E=آمد (Earning) اور C=نفق (Consumption) ہے۔

—— یہ اشتقی سطح کی دوسری منزل ہے اور موجودہ سطح (ارض) کی پہلی سطح۔

—— یہ نبوی سطح کی دوسری منزل ہے۔

—— یہ انفاقی سطح دوم ہے۔

اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت

(۷)

(۱) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ اول:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	مرحلۂ زراعت برائے غذا (Stage of Cultivation)	زمین+زمین دوم+محنت (L+L_1 Lab)

یہاں زمین دوم سے مراد مزروعہ (Reclamed Land) ہے۔ یہاں L=محنت اور L_1=مزدور ہیں۔

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	آلہ کے استعمال کا مرحلہ (Stage of Investment)	محنت + جاردہ حصل + حنفصل+آلہ ($LT.T_1T_2$...)
(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	ذخیرہ اندوزی کا مرحلہ (Stage of Storage)	آمد=صرف+ذخیرہ (E=C+S)

یہاں S=ذخیرہ اندوزی (Storage) ہے۔

—— یہ ابتدائی فساد کی سطح ہے۔

—— نبوی سنت سے انحراف کی یہ پہلی سطح ہے۔

(۲) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ دوم:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	مرحلۂ صناعت برائے غذا (Stage of Manufacturing)	زمین+زمین دوم+محنت (L+L_1+L_2+Lab)

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	مرحلہ کل یا مشین (Stage of Machine)	محنت + ج + م + ۳ + res (L+T+T_1+T_2+M)
(۳) اکتشافی معیشت (Iktishafi Economy)	تحویل کا مرحلہ (Stage of Enterprise & Investment)	S+S_1+S_2+S_3

یہاں S = ذخیرہ ——— S_1 = احتیاتی پس انداز ی S_2 = توقعاتی پس انداز ی Speculatative Saving اور S3 = تحویلی پس انداز ی Investment Saving ہے۔

——— یہ فساد کا دوسرا مرحلہ اور دوسری سطح ہے۔

——— یہ نبوی سنت سے انحراف کی دوسری سطح ہے۔

(۳) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ سوم:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	ہائی ٹیک صناعت کا مرحلہ۔ سکلڈ کا مرحلہ (Stage of High-tech Industries, Stage of Automation & Programming)	محنت + ہنر + ز (L+L_1+L_2+Lab)

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	ہائی ٹیک صناعت کا مرحلہ۔ سکلڈ کا مرحلہ (Stage of High-tech Industries, Stage of Automation & Programming)	
(۳) اکتشافی معیشت (Iktishafi Economy)	غیر مرئی زر، غیر مرئی تحویل اور کل استحصال کا مرحلہ (Stage of Invisible M.+Invisible Invest + Total Exploitation)	

——— یہ فساد کا تیسرا مرحلہ اور تیسری سطح ہے اور یہی فساد فی الارض کی سطح ہے۔

——— یہ نبوی سنت سے انحراف کی تیسری سطح ہے۔ یہی وہ سطح ہے جب مفسدین کو یا مفسدین اور متاع کو یا مفسدین، 'متاع' اور 'مستضعفین' سب کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ یہی ——— مرحلہ ختم ——— ہے۔

(۸) اس سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ بکریاں چرانا کیا ہے؟ یہ کیوں سنت نبوی ہے؟ یہ سارے انبیاء کی سنت کیوں رہی ہے؟ اور اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور سب سے اہم بات یہ کہ سنت از روئے حقیقت کیا ہے؟

تدبیر وتوجیہ۔ا (حصہ اوّل)

قائد اور قیادت کا ظہور

(۱) فی زمانہ امت مسلمہ محمدیہ کا بنیادی مسئلہ "قائد کا انہدام" ہے۔ اس انہدام کے بعد اس کی طلائی کی ہر راہ "شاکلہ کے انہدام" نے بند کر دی ہے۔

(۲) "شاکلہ کے انہدام" نے امت مسلمہ محمدیہ کے احیاء کی تمام معمولی اور متعارف صورتوں، عوامل اور اداروں کو ختم کر دیا ہے۔

(۳) لہٰذا اب صرف ایک صورت ممکن رہ گئی ہے ــــــ اور وہ ہے ــــــ براہ راست امت مسلمہ محمدیہ کے عام سمندر سے ــــــ یعنی عوام الناس سے "قائد اور قیادت کا حصول"۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ کے عظیم عوامی سمندر سے قائد اور قیادت کے حصول کے لئے درج ذیل نہج ممکن ہے:

(ا) قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں ایمانی، فکری، علمی درک اور رسوخ کا حصول۔

(۲) سنت رسول اللہ ﷺ کا انفرادی و اجتماعی اجراء۔

(۵) ان اہداف کے حصول کے لئے اب ــــــ "غیر معمولی اور غیر متعارف" ــــــ صرف تین راہیں میسر ہیں یا ان شاء اللہ میسر ہو جائیں گی۔ یہ تین راہیں درج ذیل ہیں:

(ا) ترقی اوسع کا طریقہ اور نزول اوسع کی صورت: یہ طریقہ صرف حضرات انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں ممکن ہے۔ قوی امید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان شاء اللہ امت کو اس طریقہ سے فیض یاب ہونے کا موقع مل جائے گا۔

اس طریقہ کو اختیار کر کے حضرات انبیاء علیہم السلام کی غیر موجودگی میں بھی [redacted] ترقی اوسع کی صورت کو نہ پا سکیں لیکن ان کے قریب [redacted] بشارت سے اس کا علم ہوتا ہے کہ اس طریقہ سے بھی اللہ کی رحمت و فضل عام کے سبب امت مسلمہ محمدیہ نزول اوسع اور ترقی اوسع تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے فرمایا فرب مبلغ اوعی من سامع (او کما قال)

(۳) ترقی راسخ کا طریقہ اور نزول راسخ کی صورت: یہ طریقہ غیر اہل ہم کا ہے۔ چونکہ آنحضور ﷺ نے اس کی بشارت دی ہے کہ ــــــ عام مسلمان ــــــ پر اللہ کا ایک خصوصی فضل رہے گا۔ چنانچہ اس امت کے غیر اہل ہم خصوصاً مستضعفین اور اہل عذر بھی عام انسانوں میں موجود مستضعفین اور اہل عذر سے زیادہ ہمت والے واقع ہوں گے اور ان شاء اللہ اگر وہ سعی کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں نزول راسخ سے نواز کر ترقی راسخ سے سرفراز فرما دے گا۔

(۶) اہل ہم کے طریقے میں "نزول وسیع" کی صورت درج ذیل ہوگی۔

آفاق و انفس میں [[صرف بذریعہ قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ ● احادیث]] تفکر، تدبر، تذکر اور تراقیم ــــــ براہ قیام ــــــ

(۷) غیر اہل ہم کے طریقے میں نزول راسخ کی صورت درج ذیل ہوگی:

آفاق و انفس میں ــــــ (بذریعہ قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ ● احادیث ● علوم جدیدہ) تفکر، تدبر اور تذکر ــــــ براہ تعمیل ــــــ

تدبیر وتوجیہ۔۱ (حصہ دوم)

طریقۂ اہل ہمم

(۱) اہل ہمم کے طریقے میں تین مرحلے ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں مرحلے یکے بعد دیگرے بھی ہو سکتے ہیں اور بیک وقت بھی۔ یہ تین مرحلے درج ذیل ہیں:

(۱) مرحلۂ اول: اس میں تین اعمال بندے کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) قیامت

(۲) تکبیر

(۳) ہجرت

(۲) مرحلۂ دوم: اس میں تین فیضان رب العالمین کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) تلاوت

(۲) تعلیم

(۳) تزکیہ

(۳) مرحلۂ سوم: اس میں تین اعمال بندے کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) اقامت

(۲) تکبیر

(۳) ہجرت

(۲) مرحلۂ اول میں بندہ درج ذیل کام کرتا ہے ـــــ خواہ درجۂ اول پر کرے، درجۂ اعلیٰ میں

تک بھی ہو سکتے ہیں۔ اس مرحلے میں بندہ مندرجہ ذیل سارے کام خالصتاً لوجہ اللہ کرتا ہے:

(۱) ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرہ

(۲) رضوت الی اللہ

(۳) تصحیح طاغوت

(۴) کفر طاغوت

(۵) جہاد فی سبیل اللہ

(۶) تلاوت

(۱) قیامت

(۲) اقامت صلوٰۃ

(۳) توسیع اقامت صلوٰۃ

(۴) اذان من اللہ

(۷) تدبر فی القرآن

(۸) تدبر فی الآفاق

(۹) تذکر باسم اللہ

(۱۰) ہجرت

(۱) کسب میں

(۲) اسباب حیات میں

(۳) عمل میں

(۴) کائنات مسلم سے عدم آویزش سے

(۱۱) ۔۔۔ ہیں۔

(۳) مرحلۂ دوم میں بندہ پر تین عنوانات سے فیضانِ رب العالمین ہوتا ہے۔ یوں تو ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم چند امور درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) تلاوت: قراءت، جمع قرآن۔

(۲) تعلیم: رشد، حکمت، تاویل احادیث۔

(۳) تزکیہ: اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

(۴) مرحلۂ سوم مرحلۂ اول کی اوسع شکل ہے۔

(۵) عہد نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ کے بعد سنت اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مسلسل انحراف اور صلاح سے فساد کی طرف پیش رفت کے سبب روئے ارض میں نجاست کی طرح خباثت کی سطح بھی ناقابل بیان حد تک بڑھ گئی ہے۔

مسلمانوں کے کمزور، بے وقار، رسوا اور ذلیل ہونے کی بنیادی وجہ ہے روئے ارض میں ابلیس و دجال اکبر اور شیطانی قوتوں کا طاقتور ہو کر غالب آجانا۔ اور شیاطین کے طاقتور ہونے کی بنیادی وجہ ہے امت مسلمہ محمدیہ کی انفرادی و اجتماعی حیات اور معاشرے میں 'طیبات' کا گھٹ جانا اور 'خبث' کا بڑھ جانا۔ چنانچہ آج کے اہل ہم اگر تابعین کرام کے برابر ہمت والے بھی ہوں جب بھی وہ ان کے مقابلے میں صرف ایک فیصد طاقت والے ہوں گے۔ اس کی بنیادی وجہ ہے آج روئے ارض اور بالخصوص مسلم زندگی اور معاشرے کا 'خبث' سے بھر جانا۔

چنانچہ آج اہل ہم عام طور پر محسوس کرتے ہیں کہ ــــــــ مثلاً جتنی طاقت صرف کر کے کل کروڑوں لوگوں کے قلوب کی اصلاح کی جاسکتی تھی آج اسی طاقت سے اپنی آنکھوں کے سامنے بچے، اہل ایک عدد اولاد کی اصلاح نہیں کی جاسکتی۔ اس کے بالمقابل کل کے اہل شر جس طاقت سے ایک بنگلی مٹی

امت مسلمہ محمدیہ نے فی الفور انفرادی و اجتماعی سطح پر 'خبث' کو گھٹانے اور 'طیبات' کو بڑھانے کی فی الفور جدوجہد کی۔ اگر انہوں نے ایسی فی الفور کوشش کی تو امید واثق ہے کہ پوری دنیا میں ان پر آنے والی 25 فیصد مصیبتیں از خود دور ہو جائیں گی۔ لیکن اگر انہوں نے اس پر فی الفور کان نہ دھرا اور اصلاح احوال کی سوئٹر اور جامع تدبیر نہ کی تو وہ عنقریب 'طیبات' کے بڑھانے اور 'خبث' کے گھٹانے کی استطاعت سے بھی محروم ہو جائیں گے اور دجال اکبر کا اقتصادی کی رہی سہی اتنی طاقت بھی سلب کر لے گا۔

(۶) اس وقت پوری امت مسلمہ محمدیہ پر فرض ہے اور بالخصوص اہل ہم پر کہ وہ درج ذیل کام کریں:

(۱) صحبت اور 'خباثت' کی بڑھتی ہوئی رفتار (Acceleration) کو کم کرنا۔

(۲) 'خبث اور 'خباثت' کی رفتار (Speed) کو کم کرنا۔

(۳) 'طیب اور 'طیبات' کی کمیت کو بڑھانا۔

(۴) 'طیب اور 'طیبات' کی رفتار کو بڑھانا۔

(۵) 'طیب اور 'طیبات' کے دائرے کو وسیع، عمیق اور ارفع کرنا۔

(۷) بالعموم ساری امت مسلمہ محمدیہ کا اور بالخصوص ان میں اہل ہم کا 'طیبات' کی سطح پر ساری کائنات کے غیر متغیر تقاضوں کے ساتھ اسلام میں بالاتر خیر متحد و ہم آہنگ ہو جانا۔

(۸) بالعموم ساری امت مسلمہ محمدیہ کا اور بالخصوص ان میں اہل ہم کا رضا مالنی سے فی الفور ہم آہنگ ہو جانا۔

(۹) واضح ہو کر فی زمانہ درج ذیل امور کے واقع ہو جانے اور ان میں روز افزوں اضافہ سے روئے ارض پر 'خبث' اور 'خباثت' کی سطح تیزی سے بڑھ رہی ہے اور 'طیب' اور 'طیبات' کی سطح تیزی سے گھٹ رہی ہے اور پوری دنیا میں اجسام، قلوب، افعال اور احوال پر ابلیس اور دجال اکبر کا تسلط ہوتا جا رہا ہے:

(الف) ایمانی:

(۱) شرک کی کثرت ہو جانا یعنی شرکانہ اعمال کی کثرت ہو جانا۔ (۲) اصنام کی کثرت ہو جانا۔ (۳) شرک خفی کی کثرت ہو جانا۔ (۴) کفر یا حد کی کثرت ہو جانا۔ (۵) کفر بالرسول کی کثرت ہو جانا۔ (۶) کفر بالآخرۃ کی کثرت ہو جانا۔ (۷) اعمال میں کفر کی کثرت ہو جانا۔ (۸) جنر میں کفر کی کثرت ہو جانا۔

(ب) عبادات:

(۱) قیام نہ ہونا، قیام صلوۃ نہ ہونا۔ (۲) قیام اللیل نہ ہونا یعنی تہجد نہ پڑھا جانا۔ (۳) اقامت صلوۃ نہ ہونا۔ (۴) اذان نہ ہونا۔ (۵) متعدد مقامات پر اذان ہونے کی بجائے لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہونا۔ (۶) نمازوں میں انسانی سکھر کے بجائے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہونا۔ (۷) اقامت جمعہ نہ ہونا۔ (۸) جمعہ میں لوگوں کا خطبہ اولی اور ثانیہ کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ (۹) جمعہ کا اہتمام نہ ہونا، جمعہ کے دن سنت کا اہتمام نہ ہونا۔ (۱۰) جمعہ کے دن سبت کا اہتمام نہ ہونا اور کام، کاروبار، دوکانوں اور فیکٹریوں کا پوری طرح بند نہ ہونا۔ انسانی عمل حیات کا پوری طرح بند نہ ہونا۔ (۱۱) جمعہ کے دن غیر صفدر عورتوں کا گھروں میں "سبت" کا اہتمام نہ کرنا یعنی قریب ترین مسجد جہاں جمعہ کی اقامت ہوتی ہے اس کی اذان خطبہ سے ختم نماز تک سب کا معطل نہ ہونا۔ (۱۲) اقامت حج نہ ہونا۔ (۱۳) حج کے لئے ذہنی اور فکری تیاری نہ کرنا۔ (۱۴) حرام اور مشتبہ مال سے حج کرنا۔ (۱۵) غیر اتفاقی حج کرنا۔ (۱۶) چندوں کے لئے حج کرنا۔ (۱۷) مال حاصل کرنے کے لئے حج کرنا۔ (۱۸) بھیک لینے کے لئے حج کرنا۔ (۱۹) تفاخر کے لئے حج کرنا۔

کرنا۔ (۲۲) زکوۃ نہ دینا۔ (۲۳) زکوۃ وسط نہ دینا۔ (۲۴) مال پر سال جمع کرنا یہاں تک کہ اس پر سال گزر جانا اور اس پر زکوۃ کا واجب ہو جانا۔ (۲۵) جس مال پر زکوۃ کی ادائیگی واجب ہو گئی ہو اس پر بھی زکوۃ ادا نہ کرنا۔ (۲۶) رمضان کے روزے نہ رکھنا۔ (۲۷) قضا روزوں کی ادائیگی کا اہتمام نہ کرنا۔ (۲۸) رمضان کے علاوہ دنوں میں روزوں کا اکثر اہتمام نہ کرنا۔ (۲۹) روزہ کے دوران اس کی رعایت اور اس کا احترام نہ کرنا۔ (۳۰) وقت پر نماز کا قائم نہ کرنا۔ (۳۱) تلاوت قرآن نہ ہونا۔ (۳۲) مسلمان گھروں میں ہر وقت کسی نہ کسی کا قرآن نہ کرتے رہنا۔ (۳۳) غیر زبان روح مثلاً ریڈیو، ٹی وی کیسٹ میں قرآن کا ہونا۔ (۳۴) قرآن قرآن کو شوق سے سننا۔ (۳۵) قرآن قرآن کے وقت مودب ہو کر بیٹھنا نہ سننا۔ (۳۶) منزل علی القلب قرآن کی غیر آدمی اور غیر مومن کے ذریعہ قرآن ہونا اور اس کا سننا۔ (۳۷) مرسوم قرآن کا ناپاکی کی جگہ پر رکھنا رہنا۔ (۳۸) مرسوم قرآن کا ناپاک ہاتھوں سے مس ہونا۔ (۳۹) مرسوم قرآن کا نجس افراد یعنی کفار و مشرکین کے ہاتھوں میں دیا جانا۔ (۴۰) مرسوم قرآن کا نجس افراد کے گھروں میں ہونا۔ (۴۱) 'سبات' کا اہتمام نہ ہونا (۴۲) عشاء کے بعد بھی دیر تک گھروں میں تیز روشنی کا جلنا۔ (۴۳) عشاء کے بعد بھی دفتروں، تجارت کے کاروبار، صناعت اور زراعت کے کاروبار کا صبح تک بلا ضرورت جاری رہنا۔ (۴۴) عشاء کے بعد بھی گھروں اور محلوں میں عورتوں، بچوں اور مردوں کا بلا ضرورت جاگا رہنا اور ملاقاتیں میں بلا ضرورت تیز روشنی کا ہونا۔ (۴۵) صبح صادق کے ہونے کے باوجود مردوں اور عورتوں کا بیدار نہ ہونا۔ (۴۶) مردوں، عورتوں اور بچوں کا طلوع آفتاب کے وقت بلا ضرورت سوتا

رہنا۔ (۴۷) مسلمان گھروں، محلوں، شہروں، ملاقوں، اور ملکوں بلکہ پورے ارض میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے یہاں بروقت قرآن کی قرأت کا نہ ہونا۔ (۴۸) مسلمان گھروں، محلوں، شہروں، ملاقوں، ملکوں بلکہ پورے ارض میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے یہاں بروقت آنحضور ﷺ اور ان کی آل اور جملہ مومنین پر درود کا نہ پڑھا جانا۔ (۴۹) جمعہ کے دن بطور خاص کثرت سے درود نہ پڑھا جانا۔ (۵۰) مسلمانوں کا زیادہ سے زیادہ صدقہ دینے کا اہتمام نہ کرنا۔ (۵۱) ہفتہ کے روزوں کا اہتمام نہ کرنا۔ (۵۲) مسلمانوں کا دیر تک غسل کی حاجت کی حالت میں ناپاک رہنا اور اس میں کاروبار کرنا۔ (۵۳) مسلمانوں کا بروقت وضو یا تیمم کا اہتمام نہ کرنا اور ایسی حالت میں اکثر کاروبار حیات کرنا۔ (۵۴) معاشرے میں بلاضرورت شام اور رات کے مجالس کی کثرت ہوجانا خواہ وہ بظاہر نیک ہی کیوں نہ معلوم ہوں۔ (۵۵) معاشرے میں رات کے وقات میں تیز روشنی کا ہونا۔ (۵۶) ہر طرح کی پس اندازی مثلاً احتیاطی پس اندازی اور توقعاتی پس اندازی میں غیر معمولی اور خطیر اضافہ ہوجانا۔ (۵۷) بڑے مالی تمویل کی کثرت ہوجانا۔ (۵۸) معاشرے میں تصویر کشی، تصویر سازی، تصویر اندوزی کی کثرت ہوجانا (۵۹) بڑے بڑے کھیت کی کثرت ہوجانا۔ (۶۰) سونے اور چاندی کے زیورات کی کثرت ہوجانا۔ (۶۱) ضرورت سے زیادہ اسباب زندگی مثلاً رہائشی گھر، لباس، استعمال کے سامان یا برتن کی کثرت ہوجانا۔ (۶۲) عالیشان رہائشی گاہوں، مرد قرشوں، ملبس ولیس دیواروں اور اونچے اونچے صدر دروازوں کی کثرت ہوجانا۔ (۶۳) شراب خانوں، قحبہ خانوں، قمار خانوں، لہو ولعب کے مراکز اور ذرائع اور اشیاء کی کثرت ہوجانا ان کا دن رات بروقت

گاہوں کا بالکل مقفل ہونا، یا کبھی کبھی کھلنا یا صرف عبادت کے اوقات میں کھلنا اور رات کو کلیتاً مقفل ہونا۔

(ت) معاملات:

(۱) سود لینا۔ (۲) سود دینا۔ (۳) سودی کاروبار کرنا۔ (۴) سودی کاروبار میں کسی صورت ملوث ہونا خواہ حساب وکتاب لکھنا ہو یا کوئی اور عمل۔ (۵) سود کی رقم سے حاصل شدہ نقد اکا کھانا خواہ کسی کی دعوت ہو۔ (۶) سود کی رقم سے حاصل شدہ مکان میں رہنا یا اس کا تصرف کرنا۔ (۷) سود کی رقم سے حاصل شدہ لباس کا استعمال کرنا۔ (۸) سود کی رقم سے تعمیر کردہ مسجد و مدرسہ سے استفادہ کرنا۔ (۹) مسجد و مدرسہ اور تعلیم گاہوں کو سود کی رقم سے تعمیر اور اس سے استفادہ کرنا۔ (۱۰) سود کی رقم سے حج کرنا۔ (۱۱) سود کی رقم سے طلباء کی مدد کرنا۔ (۱۲) حرام مال سے تجارت کرنا۔ (۱۳) حرام مال سے کاشتکاری کرنا۔ (۱۴) حرام مال سے صنعت کاری کرنا۔ (۱۵) حرام مال کا جمع کرنا۔ (۱۶) خوشحال لوگوں کا تنہا اپنے آپ میں زندگی گزارنا۔ (۱۷) خوشحال لوگوں کا صرف اپنے جیسے خوشحال لوگوں میں نشست و برخاست رکھنا۔ (۱۸) خوش حال لوگوں کا نادار، نادار قرابت داروں، پڑوسیوں اور نادار پڑوسیوں سے آمد ورفت اور نشست و برخاست نہ رکھنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنا۔ (۱۹) عام مسلمانوں کا نادار، قرابت داروں اور پڑوسیوں سے بے اعتنائی برتنا۔ (۲۰) عام مسلمانوں کا محتاجوں اور سائل کی مدد نہ کرنا۔ (۲۱) خوشحال مسلمانوں کا محتاج مسلمانوں کی خبر گیری میں اتنی تاخیر کرنا کہ وہ مانگنے یا اپنی حاجت بیان کرنے پر مجبور ہوجائیں۔ (۲۲) مسلمانوں کے گھروں میں قیمتی اور بیہودہ اس کا پایا جانا۔ (۲۳) مسلمانوں کا مسافروں کی

(۲۵)وراثت کی بڑی بڑی جائدادوں کا تقسیم نہ ہونا۔ (۲۶)وراثت کی تقسیم میں تاخیر ہونا۔ (۲۷)بلوغت کے بعد مرد یا عورت کے نکاح میں تاخیر ہونا۔ (۲۸)تالی زندگی گزارنے کی اہل، مطلقہ اور بیوہ خواتین کا بلا عذر شرعی غیر تالی زندگی گزارنا۔ (۲۹)مسلم تاجروں کا ناپ اور تول میں بد دیانتی کرنا۔ (۳۰)روئے ارض پر مسلمانوں میں انفاق انفذ کا کم ہو جانا اور بیع وصدقہ کا زیادہ ہو جانا۔ (۳۱)معاملات انفذ میں بیع کا کم ہو جانا اور ربا کا بڑھ جانا۔ (۳۲)معاملات دین میں صدقہ کا کم ہو جانا اور ربا کا بڑھ جانا۔ (۳۳)بیع باطل اور بیع فاسد کا بڑھ جانا۔ (۳۴)پیداوار میں ذخیرہ کا بڑھ جانا۔ (۳۵)آمدنی میں کنز کا بڑھ جانا۔ (۳۶) کنز میں توقعاتی (Speculative) کنز کا بڑھ جانا۔ (۳۷)تمویل (Investment) میں توقعاتی تمویل مثلاً اسٹاک کا روبار اور شیئر کا روبار کا بڑھ جانا۔ (۳۸)مال ــــــ جنس، نقد کی بے ذخیرہ اندوزی ہونا۔ (۳۹) اموال تجارت کی ذخیرہ اندوزی ہونا۔ (۴۰)فصلوں، ماتجوں، پھلوں، گوشت، مچھلیوں، سبزیوں، وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی کرنا اور انہیں کولڈ اسٹوریج میں رکھنا۔ (۴۱)ہر طرح کی اشیاء کے لئے فریج اور کولڈ اسٹوریج کی سہولتوں کا ہو جانا۔ (۴۲)پکے ہوئے کھانوں کا پھینک دیا جانا اور کوڑا دانوں، نالیوں اور گٹر میں ڈال دیا جانا۔ (۴۳)کھانا کھاتے ہوئے تفاخر کے آداب اختیار کرنا۔ (۴۴)کھانوں میں اسراف کا ہونا۔ (۴۵)تقریبات میں اسراف ہونا۔ (۴۶)پلیٹوں اور دسترخوانوں پر کھانے کے ٹکڑوں کا چھوڑ دیا جانا اور ان کا تلف ہو جانا۔ (۴۷)پانی کا اسراف کرنا خواہ وضو اور غسل اور جنابت جیسے ضروری کام میں ہی کیوں نہ ہوں۔

کچھ یا سبھی پانی پینے سے محروم کر دینا۔

(ث) ۔ گناہ و جرائم

(۱)قتل عمد ہونا۔ (۲)بے گناہوں کا قتل ہونا۔ (۳)قتراتی ہونا اور کرنا۔ (۴)قتراتی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شامل ہونا یا مددگار ہونا۔ (۵)رہزنی ہونا اور کرنا۔ (۶)رہزنی میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شامل ہونا یا مددگار ہونا۔ (۷)رہزنی اور قتراتی کے مال کا جانتے ہوئے تصرف کرنا۔ (۸)قصاص کا قائم نہ ہونا۔ (۹)دیت کا نہ دیا جانا۔ (۱۰)زنا ہونا۔ (۱۱)زنا بالرضا ہونا۔ (۱۲)زنا بالجبر ہونا۔ (۱۳)زنا کی حد جاری نہ ہونا۔ (۱۴)زانی سے میل جول رکھنا۔ (۱۵)مال حرام کھانے والوں، زانیوں اور قاتلوں کی عزت کرنا۔ (۱۶)انہیں مساجد، منابر، مدارس، معاشرہ اور حکومت میں اعلیٰ مناصب پیش کرنا، ان کے لئے لوگوں سے سفارش کرنا۔ (۱۷)چوری کرنا۔ (۱۸)چوری میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شامل ہونا۔ (۱۹)اجرت یا کرایہ کی چوری کرنا مثلاً بس، ریل، ہوائی جہاز سے بے ٹکٹ سفر کرنا یا بجلی کی چوری کرنا یا بل کی ادائیگی میں چوری کرنا۔ (۲۰)زنا سے اولاد حاصل کرنا۔ (۲۱)حرام طریقہ سے اولاد حاصل کرنا۔ (۲۲)مال غصب کرنا اور غصب مال کے لین دین میں قباحت محسوس نہ کرنا۔ (۲۳)مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے، مردوں اور عورتوں کا بچوں سے جنسی تلذذ کرنا، اور ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ جانا۔ (۲۴)مردوں کا عورتوں کا اور عورتوں کا مردوں کا لباس وطرز رہائش اختیار کرنا۔ (۲۵)انسانوں کا جانوروں سے جنسی تلذذ کرنا اور ان کی تعداد کا بڑھ جانا۔

(ج) اتفاقی:

کا فاسق و فاجر حکمرانوں، علما اور مشائخ کا معتقد ہونا اور ان کا پشتیبان و مددگار ہونا۔ (۳) حکمرانوں کا ظالم اور خائن ہو جانا۔ (۴) حکومت کے اہل کاروں کا ظالم، خائن، فاسق اور فاجر ہو جانا۔ (۵) ظالم، خائن، فاسق و فاجر حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں سے علما و مشائخ کا قربت رکھنا اور ان کی توقیر یا ان کے لئے شفقت کا اظہار عام کرنا۔ (۶) علما و مشائخ کا ایسے حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں سے تحفہ قبول کرنا یا ان کے حسن سلوک سے استفادہ کرنا۔ (۷) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں سے نہ ملنا۔ (۸) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں کے احوال کی خفی اور جلی خبر نہ لینا۔ (۹) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں کی دادرسی نہ کرنا۔ (۱۰) کمزوروں، مظلوموں اور غریبوں کا حکمرانوں یا ان کے اہل کاروں تک عام اور آسان رسائی نہ ہونا۔ (۱۱) عدل کرنے پر متعین ذمہ داروں کا بطور خاص فاسق اور فاجر ہو جانا۔ (۱۲) عدل ملنے میں تاخیر ہونا۔ (۱۳) عدل کی تاخیر سے ظالم کا جری اور مظلوم کا مایوس ہو جانا۔ (۱۴) عدل نہ ملنا۔ (۱۵) ہوا، مٹی، پانی، گھاس اور جنگل پر ظالم جابروں کا قبضہ ہو جانا۔ (۱۶) ظالم اور جابر لوگوں کا مٹی، پانی، گھاس اور جنگل سے منافع حاصل کرنا۔ (۱۷) بارش کے پانی، بہتے ہوئے چشموں، ندیوں اور پانی کے بڑے بڑے ذخائر مثلاً جھیلوں اور سمندروں کے کناروں پر ظالم و جابر لوگوں کا قبضہ ہو جانا۔ (۱۸) بستیوں کے آس پاس کھلی چراگاہوں پر ذاتی قبضہ ہو جانا۔ (۱۹) جنگلوں، وہاں کے پیڑوں، پودوں، گھاس، لکڑی اور پتوں پر ظالم و جابر لوگوں کا قبضہ ہو جانا اور خلق خدا اور عام جانوروں کا اس کے

جلا کر تباہ کر دیا جانا۔ (۲۱) معاشرے میں تیز رفتار سواریوں بالخصوص غیر ذی روح سواریوں کی کثرت ہو جانا مثلاً کاریں، ریل، ہوائی جہاز، بجلی کو پٹرول وغیرہ۔ (۲۲) معاشرے میں اونچی اونچی تعمیرات کی کثرت ہو جانا۔ (۲۳) معاشرے میں فنون لطیفہ اور اس کے رواج کی کثرت ہو جانا۔ (۲۴) زمین پر بڑے بڑے فرش کی کثرت ہو جانا۔ (۲۵) رہائشی اور غیر رہائشی تعمیرات میں ٹاورس (Towers) کا ہو جانا۔ (۲۶) زمین پر مصنوعی آوازوں یعنی بالواسطہ یا بلاواسطہ انسانی افعال کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آوازوں کی کثرت ہو جانا مثلاً مشینوں، گاڑیوں، ریلوں، ہوائی جہازوں، دھماکوں، ملاوٹ، ہیکروں وغیرہ کی آوازیں۔ (۲۷) روئے ارض پر بچوں، عورتوں اور مردوں کی غلاموں کی حیثیت میں خرید و فروخت کا بڑھ جانا۔ (۲۸) روئے ارض پر بچوں، عورتوں اور مردوں کو غلامی سے آزاد کرانے کے عمل کا بند یا کم ہو جانا۔ (۲۹) بردہ فروشی کا بڑھ جانا۔ (۳۰) قحبہ گری کی کثرت ہو جانا۔ (۳۱) کاشت کاری کا صنعت ہو جانا یعنی صنعتی کاشتکاری کی کثرت ہو جانا۔ (۳۲) روئے ارض پر بڑے بڑے کھیت کی کثرت ہو جانا۔ (۳۳) روئے ارض پر بڑی بڑی صنعت کی کثرت ہو جانا۔ (۳۴) روئے ارض پر بڑے بڑے ڈیم کی کثرت ہونا۔ (۳۵) بڑے بڑے شہروں کی کثرت ہونا۔ (۳۶) ایک شہر کا دوسرے شہر سے مل جانا۔ (۳۷) معاشرے میں سونا، چاندی نوٹوں، سکوں اور علامتی زر کی کثرت ہو جانا۔ (۳۸) بیع اور شراء کی رفتار کا بے حد تیز ہو جانا۔ (۳۹) سونے، چاندی، نوٹوں، اور علامتی زر کا تیزی سے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہونا۔ (۴۰) روئے ارض

پر روک لئے جانے یا جمع کر لئے جانے کی کثرت ہو جانا، مثلاً مصنوعی جھیل بنا کر ڈیم بنا کر پانی کے بڑے ذخائر بنا لئے جانے کی کثرت ہو جانا۔ (۴۲) بر بر زمین، برز مین، زیر آب، بر سر آب، فضاء میں اور خلاء میں بڑے بڑے جہازوں، شپ، سیارچوں اور ایسیں شپ کی کثرت ہو جانا۔ (۴۳) معاشرے میں جراحی کی کثرت ہو جانا۔ (۴۴) معاشرے میں اندرونی جراحی کی کثرت ہو جانا۔ (۴۵) روئے ارض پر اعلیٰ سرمایہ دارانہ نظام (High Capitalism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۶) روئے ارض پر اعلیٰ نسل پرستی (High Racialism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۷) روئے ارض پر اعلیٰ استعماریت (High Imperialism/Colonialism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۸) روئے ارض پر بڑے بڑے مائنس (Mines) اور ڈرل (Drills) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۹) روئے ارض پر اسلحوں ـــــــ انشنس، کیمیاوی، حیاتیاتی کی کثرت ہو جانا۔ (۵۰) روئے ارض پر بڑے بڑے بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن، ہوائی اڈوں، بندرگاہوں اور خلائی اسٹیشنوں کی کثرت ہو جانا۔

لائحہ فکر و عمل

(۱) درج ذیل لائحہ فکر و عمل اصلاً اہل ہم اور غیر اہل ہم، مستضعفین اور اہل عذر ہر دو طبقوں کے لئے ہے۔ اہل ہم ان پر عمل درآمد "ترقی و تسبیح کے طریقہ" سے کریں گے اور غیر اہل ہم، مستضعفین اور اہل عذر اپنے اپنے ظروف و احوال میں "ترقی راسخ کے طریقہ" سے۔

(۲) ہر دو امور یعنی:

(۱) قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ میں ایمانی فکری، اور علمی درک اور رسوخ کا حصول

اور

(۲) سنت رسول اللہ ﷺ کے انفرادی و اجتماعی عملی اجراء ـــــــ کے لئے درج ذیل شعبوں کو محور بنا کر قرآن و سنت میں تعقل، تدبر، تفقہ اور تفکر کرنا ہوگا اور پھر اس کے داعیات اور تقاضوں کے مطابق عملی رویے کو تبدیل کرنا ہوگا۔ امید قوی ہے کہ اللہ رب العالمین کی مدد ضرور آئے گی اور اہل ہم پر ان شاء اللہ نزول و تسبیح اور غیر اہل ہم پر "نزول راسخ" ہوگا۔

لائحۂ فکر و عمل

(۱) محاور:

(۱) محور اکسنتہ

(۲) محور ادب

(۳) محور تاریخ

(۴) محور سماوات والارض (غیر روحانی)

(۵) محور سماوات والارض (روحانی)۔

(۲) تمام محاور پر غور و فکر اور پھر اس کی تحلیل کی بنیاد اہل ہم کے لئے صرف قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ غیر اہل ہم قرآن و سنت کے علاوہ دیگر علوم متداولہ سے بھی مدد لے سکتے ہیں تاوقتیکہ صرف قرآن و سنت پر مبنی علمی خزانہ جمع نہ ہو جائے۔

(۳) امت میں موجود مذہبی و عصری علوم کے ادارے، ان میں رائج نصابی کتب، ان کے مراجع اور مصادر، مذہبی اور عصری علوم کے علماء ــــــ معرکۂ دجال اکبر کے لئے اہل ہم تیار کرنے سے قاصر ہیں اس لئے کہ وہ اس کام کے لئے کم ترین علمی لیاقت سے بھی محروم ہیں۔ لگن غالب ہے کہ اس کے لئے اہل ہم بظاہر عام نظر آنے والے مسلمانوں میں سے ان شاء اللہ از خود پیدا ہوں گے جو در اصل بقیۃ اللہ فی الارض ہوں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب پطرس اور جیمس اور آنحضرت ﷺ کے اصحاب ابو بکر، عمر، علی، بلال، صہیب، عمار، یاسر یا صہیب تھے۔

ہے کہ اگر وہ قرآن درست

جہاں ایک جانب علماء وقت قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کے علوم سے خالی ہیں وہیں دوسری جانب عصری علوم کے اکثر مسلمان اہل علم "یاجوج" ہیں۔ علماء وقت اور مشائخ وقت سے اندیشہ ہے کہ وہ علماء یہود کی روش اختیار نہ کر لیں ــــــ جیسا کہ خبر دی گئی ہے ــــــ (لتتبعن سنن الذین من کان قبلکم: تم ان کے نقش قدم پر چل کر رہو گے جو تم سے پہلے ہوئے) اور عمل پانی بد بختی میں حضرت صدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تکذیب کرنے اور ان کو مارڈالنے کی جدوجہد میں عملاً دجال اکبر اور یہود کا ساتھ نہ دے دیں۔ مسلمان علماء عصری علوم کی اکثریت جس طرح مغرب کے "یاجوج" ہیں ان سے اندیشہ ہے کہ وہ یہود کے "Golem" نہ بن کر رہ جائیں۔ گزشتہ سو سالوں میں اس عاجز کے علم کی حد تک اس کی پوری کوشش تھی کہ وہ یہود کے "Golem" ہوتے ہوئے بھی اہل کے لئے "Frankenstein" بن سکے تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ وقت ضائع کر دیا گیا۔ اب اس عاجز کو اس کی توقع نہیں کہ وہ "Frankenstein" بھی بن سکیں۔

تاہم چند علماء کرام میں اور اکثر عصری علوم کے اہل علم میں ایک خاص قسم کی "جودت" اللہ کی طرف سے بھی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اگر انہیں نے اس کو ضائع ہونے سے بچا لیا اور زیر بحث لائحۂ فکر و عمل پر عمل پیرا ہو گئے تو امید ہے کہ امت کے لئے ایسے اہل ہم پیدا ہو جائیں جو صالح قیادت دے سکیں۔

یہ لائحۂ عمل صرف قرآن و سنت کی مدد سے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس عاجز کا اندازہ ہے کہ اسلاف مذہبی علمی سرمایہ اس میں زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوگا۔ مغرب کا علم تصور و تصدیق میں مددگار تو ہو سکتا ہے مگر صرف ایک حد تک۔

(۴) محور اول: محور اکسنتہ:

(الف) علم قرامت کا عام، متوسط اور عمیق علم (یہ علم قرامت معروف علم قرامت نہیں بلکہ علم قرآن ہے۔)

(۱) علم قرامت عام (متوسط و عمیق علم

(۳)علم برزقرامت بارکا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴)علم مخلوقات ناری کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۵)علم ارض بقرامت سادکا	عام،متوسط وعمیق علم
(۶)علم سماء وقرامت سادکا	عام،متوسط وعمیق علم
(۷)علم مخلوقات ارضی کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۸)علم جمادات کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۹)علم نباتات بحری،فضائی وہوائی کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۰)علم حیوانات بری،بحری،فضائی وہوائی کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۱)علم ظلمات وقرامت ظلمات کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۲)علم صوتیات کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۳)علم لہجات کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۴)علم لسانیات کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۵)علم صور کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۶)علم کتابت کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۷)علم اشارہ کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۸)علم علائم کا	عام،متوسط وعمیق علم

(ب) عربی مبین کا عام،متوسط وعمیق علم(واضح ہو کہ عربی مبین موجودہ عربی زبان نہیں بلکہ وہ زبان ہے جس کا موجود سب سے مستند ذخیرہ قرآن عظیم الشان ہے)

(۱)علم تکوین کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲)علم تخلیق کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم

(۵)ابلیس کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۶)بارہ ارض کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۷)ماقبل تسخیر ارض کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۸)مابعد تسخیر ارض کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۹)بارہ ابوالبشر کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۰)عہد آدم وحوا کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۱)عہد شیث کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۲)عہد انس کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۳)عہد انس کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۴)ماقبل طوفان نوح کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۵)ماقبل طوفان نوح کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۶)عہد نوح مابعد طوفان کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۷)عہد نوح مابعد طوفان کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۸)عہد عاد کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۹)عہد عاد کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۰)عہد ثمود کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۱)عہد ثمود کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۲)عہد قوم شعیب کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۳)عہد قوم شعیب کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۴)عہد ابراہیم کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۵)عہد ابراہیم کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم

(۲۷)اقوام الذین اشرکوا کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۲۸)اقوام الذین کفروا کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۲۹)اقوام الذین ظلموا کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۰)عہد یعقوب کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۱)عہد یعقوب کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۲)عہد موسیٰ کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۳)عہد موسیٰ کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۴)عہد داؤد کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۵)عہد داؤد کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۶)عہد یسعیاہ کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۷)عہد یسعیاہ کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۸)عہد حزقیئیل کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳۹)عہد حزقیئیل کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۰)عہد عزیر کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۱)عہد عزیر کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۲)عہد زکریاؑ کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۳)عہد زکریا کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۴)عہد عیسیٰ کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۵)عہد عیسیٰ کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۶)عہد نبوی ﷺ کی عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۷)عہد نبوی ﷺ کی غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۸)عہد مابعد نبوی ﷺ کی عربی بیبن کی تشکیل جدید کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴۹)مابعد عہد نبوی عربی بیبن کی تشکیل جدید میں ناکام ہونے والی اقوام کی لسان کا عام،متوسط و عمیق علم

(۵۰)مابعد عہد نبوی کی غیر عربی بیبن السنہ کا عام،متوسط و عمیق علم

(۵۱)عہد حاضر میں عربی بیبن کی تشکیل کی لسانی صورتحال کا عام،متوسط و عمیق علم

(۵۲)عہد حاضر میں تشکیل عربی بیبن، تشکیلی مسکوں عربی بیبن اور السنہ غیر عربی بیبن کا عام،متوسط و عمیق علم

(۵) محور دوم: محور ادب:

(الف) عربی بیبن: اول

(۱)نوری ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۲)ناری ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۳)سمائی ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۴)ظلماتی ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۵)الجنۃ کے ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۶)ارضی ادب کا (ماقبل تسخیر) عام،متوسط و عمیق علم

(۷)ارضی جمادواتی ادب کا (مابعد تسخیر) عام،متوسط و عمیق علم

(۸)ارضی نباتاتی ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۹)ارضی حیواناتی ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۱۰)صوتیاتی ادب کا عام،متوسط و عمیق علم

(۱۲)ملائماتی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۳)صوری ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۴)قراءاتی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۵)لجاتی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۶)لسانی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۷)کتابتی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم

(ب) عربی مبین: دوم:

(۱)تحویلی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۲)تخلیقی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۳)ترجمی ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۴)ماورا مالحلقۃ بشری ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۵)الجن کے بشری ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۶)عہد آدم وحوا تا عہد خاتم النبیین — عام،متوسط،عمیق علم
کے عربی مبین ادب کا
(۷)عہد آدم وحوا تا عہد خاتم النبیین — عام،متوسط،عمیق علم
کے غیر عربی مبین ادب کا
(۸)عہد آدم وحوا تا عہد خاتم النبیین کے — عام،متوسط،عمیق علم
عربی مبین ممکوس کے ادب کا
(۹)بعد عہد نبوی ﷺ تخلیقی عربی مبین ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۰)بعد عہد نبوی غیر عربی مبین ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم

(۱۳)عہد حاضر کی غیر عربی مبین ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۴)عہد حاضر کی عربی مبین ممکوس ادب کا — عام،متوسط،عمیق علم

(۶) محور سوم: محور تاریخ

(الف)

(۱)تحویلی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۲)تخلیقی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۳)ترجمی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۴)تحیری تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۵)خصمی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۶)اقتسابی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۷)تلفیقی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۸)زمانی ومکانی سطح کی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۹)بشری سطح کی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۰)اجتماعی سطح کی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۱)انفرادی سطح کی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۲)آثاری تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۳)جاری تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۴)مستقبلی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۵)اخروی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۶)شہودی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم
(۱۷)تجریدی تاریخ کا — عام،متوسط،عمیق علم

(ب) بشری تاریخ کے تناظر و تعامل میں

(۱) نوری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۲) ظلمانی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۳) بحری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۴) ارضی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۵) جمادانی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۶) نباتانی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۷) حیوانی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۸) انفسی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم

(ج) بشری تاریخ کی تفصیلات: (تفصیلات سے مراد محض معروف تفصیل نہیں بلکہ قرآنی اصطلاح فصلناہ تفصیلا ہے) یہ تفصیلی تاریخ در اصل حقیقی، تعینی، اتفاقی، جمادانی، اور کیفیاتی بشری تاریخ ہے۔ اس کا مرکز و محور نہ سنین ہیں نہ بادشاہ، نہ طرز حکمرانی نہ مالی صورتحال بلکہ در اصل اس کی حقیقی سطح معرکۂ خیر و شر کی سطح ہے۔ معرکۂ خیر و شر سے الگ روئے ارض پر بشری تاریخ جمادات، نباتات و حیوانات کی تاریخ ہو جائے گی۔

(۱) ماقبل ابجد کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۲) ابجد کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۳) ھبوط آدم کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۴) عہد آدم و حوا تا عہد خاتم النبیین کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۵) عہد مابعد خاتم النبیین کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۶) عہد حاضر کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۷) عہد مستقبل قریب کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۹) عہد برزخ زمینی کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) عہد آخرت مابعد برزخ کی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) عہد حاضر میں جاری (غیر حرکی و حرکی) بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) جاری شہودی مستقبلی بشری تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) اخروی شہودی مستقبلی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) سکوی (۱) اخروی بہ دنیوی (۲) دنیوی بہ اخروی (۳) ماضوی بہ مستقبلی (ماضی میں) (۴) مستقبلی بہ ماضوی (ماضی میں) کی تاریخ کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۷) محور چہارم: محور سر السموات والارض غیر روحانی

(۱) علم امر کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۲) علم خلق کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۳) علم تکوین کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۴) علم تخلیق کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۵) علم سنت اللہ کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۶) علم ترتیب کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۷) علم ترزیق کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۸) علم سنت الارض و ما فی الارض کا (نور و ظلمات کا)
(۱) علم طبیعیات کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۲) علم کیمیا کا — عام، متوسط و عمیق علم
(۳) علم ھیئت کا — عام، متوسط و عمیق علم

(۵)علم بر کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۶)علم بحر کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۷)علم فضاء کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۸)علم ہوا کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۹)علم خلاء کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۰)علم نور کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۱)علم ظلمات کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۲)علم ہر کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۳)علم برض کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۴)علم ماء کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۵)علم طبقات ارض کا(ارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۶)علم طبقات ارض کا(ماوراءارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۷)علم جغرافیہ کا(ارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۸)علم جغرافیہ کا(ماوراءارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۹)علم جمادات کا(ارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۰)علم جمادات کا(ماوراءارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۱)علم نباتات کا(ارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۲)علم نباتات کا(ماوراءارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۳)علم حیوانات کا(ارضی)	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۴)علم حیوانات کا(ماوراءارضی)	عام،متوسط وعمیق علم

(۲۷)علم مخلوقات ارضی کا	
(۲۸)علم ماوطیب کا	

(۸) محور پنجم محور سر السمٰوات والارض روحانی

(۱)علم نظام تکوین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲)علم نظام خلق کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳)علم نظام عوالم کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴)علم نظام الارض کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۵)علم نظام خیر وشر کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۶)علم نظام بلا کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۷)علم نظام ہدایت کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۸)علم نظام دین وشرع کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۹)علم نظام معاشرہ کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۰)علم نظام مکافات کا	عام،متوسط وعمیق علم

(ان کی تفصیلات عاجز کی کتاب عالم اسلام کی روحانی صورت حال صفحات ۲۱۶تا۲۳۱ میں ملاحظہ فرمائیں)

توجیہ وتشکیل: اول

'انفاقی قیام' کی بحال

(۱) 'مستقر' پر پہلا عمل 'قیام' ہے۔ 'قیام' کا آخری مرحلہ 'اقامت' ہے۔ 'اقامت' کا آخری مرحلہ 'اقامت جہاد' ہے۔ 'اقامت جہاد' کا پہلا مرحلہ 'اقامت صلوٰۃ' ہے اور 'اقامت صلوٰۃ' کا پہلا مرحلہ 'بناء مسجد' ہے۔

(۲) روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں کون کون سی ہیں اور وہ کیسے بنیں؟ اور اسی کے تتبع میں مسجدیں کیسے بن سکتی ہیں؟

(۳) روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں صرف وہ مسجدیں ہیں جو انفاقی (اور وہ بھی درجۂ اول اور درجۂ دوم میں) طور پر بنائی گئی ہیں۔ ایسی مشہور ترین انفاقی مسجدیں درج ذیل ہیں:

(۱) مسجد تمر: جسے حضرت آدم علیہ السلام نے بنائی
(۲) مسجد زیتون: جسے حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی
(۳) مسجد ہادمین: جسے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بنائی
(۴) مسجد طور سینین: جسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے بنائی
(۵) مسجد النبی: جسے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی

کیا جانا چاہیے:

(۱) ایسی صالح ترین اور پاک ترین مسجد کی تعمیر میں تین امور شامل ہیں:
  (۱) ارض (مستقر)
  (۲) ارض (متاع)
  (۳) عبادت (محنت)
(۲) اس میں:
  (۱) ارض (مستقر) اللہ کی جانب سے
  (۲) ارض (متاع) اللہ کی جانب سے
  (۳) عبادت (محنت) بندہ کی جانب سے

اسی کا ذکر البقرۃ آیت ۱۲۷ میں ہے۔ اور یہی مسجد جنتی سطح کی مسجد ہے اور اس کے بارے میں کہا گیا: مسجدیں جنت کا باغ ہیں۔

(۵) اس روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں وہ ہیں جو اللہ کی خالصہ زمین پر اللہ کے خالصہ سواد سے، صرف لوجہ اللہ عبادت (محنت) سے بنی ہوں اور ان میں کسی قسم کے مال کا استعمال بتدائً ہوا ہو یا درجۂ انفاقی اول و دوم میں ہوا ہو۔

(۶) امر اول: صالح ترین اور پاک ترین زمین (مستقر)

(۱) دین اللہ میں پوری روئے ارض 'خالصہ' ہے یعنی وقف للہ ہے۔ چنانچہ عہد حاضر میں اگر کوئی ایسی زمین روئے ارض پر ہے تو وہ صالح ترین اور پاک ترین زمین ہے۔ اور اگر ایسی کوئی زمین مروئے ارض پر پائی نہیں جاتی جو 'خالصہ' ہو تو گویا روئے ارض کی ساری زمینیں ـــــ 'غصب شدہ' ـــــ ہیں۔

(Complexes) میں اس طرح تقسیم ہوں گے:

(۱) نیچے مسجد ہو اور اوپر رہائشی یا تجارتی حصے یا

(۲) درمیان میں مسجد ہو اور نیچے اوپر رہائشی یا تجارتی حصے

(۳) اوپر مسجد ہو اور نیچے رہائشی یا تجارتی حصے۔

(۳) امر اول کے تحت صورت و گنجائش یہ ہے کہ اگر زمین کی صورت و حالت واقعی انفاقی درجہ اول و دوم کی نہ ہو جب بھی بعض مجبوری صورتوں میں بنا ممکن ہے۔ [تاہم مجبوری صورتوں کو مستقل صورت تسلیم کر لینا نادرست ہوگا۔ اگر یہ وجوہ ایسی صفت حاکمہ نہیں جو اقامت صلوٰۃ کر سکے اور اقامت صلوٰۃ کے لئے اللہ کی زمین کو واگزار کرا کے اسے خالصہ بنائے تو اولاً ایسی صورت میں مسجد کی بناء سے زیادہ ضروری صفت حاکمہ کی تشکیل ہے جو اقامت صلوٰۃ کرنے کی اہل ہو اور اس کے لئے زمین کو خالصہ بنائے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے مقامات سے ہجرت لازم قرار پاتی ہے جہاں صفت حاکمہ منہدم ہو جائے جو اقامت صلوٰۃ کر سکے اور ایسے مقام سے جہاں ایسی صفت حاکمہ قائم ہو ایسے مقام کی طرف ترک مکانی حرام ہے جہاں اقامت صلوٰۃ کرنے والی صفت قائم نہیں خواہ عملاً پہلی صفت حاکمہ ظالمہ و جابرہ ہی کیوں نہ ہو جائے اس وقت تک وہاں سے اجازت ہجرت نہیں جب تک وہ کلمہ پر وار نہ کرے۔] اگر زمین ان معنوں میں خالصہ نہیں کہ وہ کسی فرد کی ذاتی ملکیت ہے تو اسے صالح اور پاک ترین مال کے عوض اپنے حق سے دستبرداری اور زمین کی بحالی کے لئے راضی کیا جا سکتا ہے۔ یہ عاجز اس صورت میں بھی اس کے لئے 'بیع و شراء' کے الفاظ استعمال کرنے کو درست نہیں سمجھتا۔

(۷) امر دوم: صالح ترین اور پاک ترین مواد تعمیر (متاع)

(۱) مسجد کی تعمیر صرف انفاقی مواد سے ہو۔ یعنی مٹی، پتھر، لکڑی وغیرہ سے۔

(۳) امر دوم میں بھی دو باتوں کی گنجائش ہے:

(۱) اگر یہ وجوہ تعمیر کے یہ مواد امر اول خالصہ کی صورت میں دستیاب نہ ہوں تو اس کی گنجائش ہے کہ بدرجۂ آخر مجبوراً انہیں صالح ترین مال سے بیع و شراء کی صالح ترین صورت میں حاصل کی جائے۔

(۲) تعمیر کے دوران تعمیری مواد کا استعمال اگر انفاقی درجۂ اول یعنی درجۂ چہارم متصل و منفصل میں نہ ہو سکے تو اس کی گنجائش ہے کہ انفاقی درجۂ دوم یعنی درجۂ آمد میں کیا جا سکے۔

(۸) امر سوم: صالح ترین اور پاک ترین عبادت (محنت)

(۱) روئے ارض پر اعلیٰ ترین درجہ کے اہل ایمان مثلاً اولوالعزم انبیاء و انبیاء اور صالحین کا سب سے محبوب اور سب سے مزکیٰ عمل 'بناء مسجد' رہا ہے۔

(۲) ایسی مسجد کی بناء میں 'عبادت' (محنت) اہل ایمان کے لئے سب سے بڑی عبادت ہے۔

(۳) ایسی ہی مسجد کی بناء کے تعلق سے کہا گیا ہے: جو روئے ارض پر اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(۴) کفار اہل ایمان کے لئے:

(۱) اللہ تعالیٰ سے اپنی عبدیت کے اظہار۔

(۲) اپنے احوال و اعمال کی درستگی اور اصلاح۔

(۳) گناہوں سے نجات۔

(۴) اپنے اعمال میں پائی جانے والی خباثت سے بچتے ہوئے عبادت کا

پوری ہو جائیں تو مسجد کی بناء کریں۔ اور دوران بنا مسجد تعمیر کی فراہمی اور مسجد کی تعمیر میں عبادت (محنت) کریں۔ روئے ارض پر مسجد کی تعمیر ایسا عظیم الشان عمل ہے کہ اگر دنیا کے موجودہ مسلم بادشاہوں اور حکمرانوں کو کبھی الواقع اس کی عظمت کی حقیقت معلوم ہو جائے تو وہ بناء مسجد کی شرائط پوری کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں اور جب وہ شرائط پوری ہو جائیں تو اپنے ہاتھوں سے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانے اور سر پر گارا اور پتھر ڈھونے اور چلچلاتی دھوپ میں اپنے ہاتھوں سے مسجد تعمیر کرنے میں لگ جائیں گے۔

(۱۰) تعمیر کے بعد ایسی مسجدوں کی صفائی وستھرائی اور دیکھ ریکھ کا بھی یہی حکم ہے۔ زمان ومکان کو اب تک وہ نظارہ یاد ہے جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے علاوہ ہر رفتہ مسجد قباء کی صفائی وستھرائی اور خاک روبی کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

(۱۱) صدیاں بیت گئیں روئے ارض ایسی مسجدوں، ان کے بنانے والوں، اور ان کی خاک روبی کرنے والوں سے خالی ہو گئی۔ بھلا اس صورت میں روئے زمین پر ابلیس کا غلبہ اور دجال اکبر کی آمد اور اس کے استقبال کی تیاریاں نہیں ہوں گی تو کیا خیر و برکت کا نزول ہوگا۔

توجیہ و تشکیل: دوم

'انفاقی کسب' کی بحال

(۱) 'متاع' کے تعلق سے پہلا عمل 'کسب' ہے۔ 'کسب' کی سب سے ارفع صورت 'انفاقی عمل' سے 'انفاقی دوجہ' میں 'انفاقی کسب' ہے۔

(۲) 'متاع' اور 'کسب' کی کیفیت کیا ہے؟

(۱) اللہ تعالیٰ نے روئے ارض پر پائے جانے والی اشیاء کو آدمی اور دیگر مخلوقات کے لئے 'متاع' بنایا ہے۔

(۲) تمام 'رزق' متاع ہے لیکن ہر 'متاع' رزق نہیں۔

(۳) روئے ارض پر 'برکت' انسانوں میں صرف اہل ایمان کے لئے اترتی ہے۔

(۴) روئے زمین پر موجود رزق تمام مخلوقات ارضی کے لئے کافی ہے۔ اس میں کمی کا الزام اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے اور اللہ کے باغیوں اور ابلیس کا قول اور اشتہار ہے۔

(۵) 'طیبات' سے رزق میں برکت اور 'سیئات وخبث' سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(۶) ابلیس کی ہر دم کوشش یہ ہے کہ انسان کے رزق میں کمی واقع ہو جائے تاکہ انسان اللہ سے مایوس ہو کر ابلیس کی بات مان لے۔ رزق میں کمی واقع کرانے کے لئے وہ انسانوں کو سیئات اور خبث کو بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے۔

(۷) 'صدوداللہ' کی اطاعت سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

(۸) "حدود اللہ" کی پامالی سے رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔

(۹) "حدود اللہ" کی خود حفاظت کرنے اور دوسروں سے حفاظت کروانے سے رزق میں برکت کی بحالی ہو جاتی ہے۔

(۱۰) روئے ارض پر بسنے والے اللہ کے باغیوں کو بھی صرف صالحین، اہل ایمان اور دیگر مخلوقات کے طفیل میں رزق ملتا ہے۔

(۱۱) اہل ثروت مسلمانوں کے رزق میں نادار اور مفلس مسلمانوں کے طفیل میں برکت ملتی ہے۔

(۱۲) جب مسلمان اہل ثروت نادار اور مفلس مسلمانوں پر رزق کے دروازے بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے رزق سے برکت اٹھا لیتا ہے۔

(۱۳) حرام اور مشتبہات سے پاک حلال روزی "ماء طیب" اور "ماء حیات" کی طرح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے۔

(۱۴) حرام اور مشتبہ روزی "آگ" کے مانند ہے جو زمین پر بسنے انسان کے سارے اعمال جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

(۱۵) حرام اور مشتبہات سے پاک تھوڑی مگر حلال روزی حرام اور مشتبہ مال کے پہاڑ سے بہتر ہے۔

(۱۶) "حاجت" زندگی گزارنے کی کم سے کم صورت و حالت کو کہتے ہیں۔

(۱۷) "حاجت" سے زیادہ "اسباب حیات" رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

(۱۸) "حاجت" سے زیادہ مال جمع کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرنا

(۱۹) "حاجت" سے زیادہ مکان یعنی رہائش گاہ رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

(۲۰) "حاجت" سے زیادہ سواری رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

(۲۱) "حاجت" سے زیادہ اسباب حیات رکھنا دراصل "کنز" اور "بذر" ہے اور "اخلاق رزق" کی خلاف ورزی۔

(۲۲) اہل ایمان کے لئے لازم ہے کہ وہ روئے ارض پر "اخلاق رزق" کی بحالی کریں۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: دجال جلد دوم صفحات (۶۰۔۵۹)

توجیہ و تشکیل: سوم

'انفاقی تغذیہ' کی بحالی

(۱) اہل ہم لازماً مصنوعی ماہی پروری (Artificial Fishery) سے کلی اجتناب کریں اور واضح کریں اور انھیں تاکید کریں کہ آپ ان سے سخت پرہیز کرتے ہیں۔
اسی طرح مصنوعی ماہی پروری سے پیدا شدہ مچھلیوں کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۲) اہل ہم لازماً مصنوعی مویشی پروری (Artificial Animal Husbandry) سے کلی اجتناب کریں اور اسی طرح مصنوعی مویشی پروری سے پیدا شدہ مویشیوں کے گوشت کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۳) اہل ہم لازماً جینیٹک طریقے سے تبدیل شدہ (Genetically Modified) اناج، اکبر کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے کہ اب اس کی آمد آمد ہے۔
مچھلیوں، مویشیوں، پھلوں، سبزیوں وغیرہ سے کلی اجتناب کریں، نہ اس کام میں شامل ہوں نہ اس طرح پیدا کردہ اشیاء کا بالواسطہ یا بلاواسطہ استعمال کریں۔

(۴) اہل ہم لازماً مصنوعی مرغ پروری (Artificial Poultry Farming) سے کلی اجتناب کریں۔ اور اسی طرح مصنوعی مرغ پروری سے پیدا شدہ انڈوں، چوزوں، برائلر زاور مرغوں اور مرغیوں کو کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۵) اہل ہم مصنوعی کیمیاوی کھاد سے سبزیوں کو اگانے اور ایسی سبزیوں کے کھانے سے سخت اجتناب کریں۔

(۶) اہل ہم ہائی ٹیک کاشتکاری (Hi-Tech Cultivation) سے کلی اجتناب کریں۔

کاشتکاری سے پیدا شدہ اشیاء سے حتی الوسع اجتناب کریں۔

(۸) اہل ہم بازار میں اشیاء فروخت کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا بیچنے والوں پر واضح کریں اور انھیں تاکید کریں کہ آپ ان سے پرہیز کرتے ہیں تاکہ کچھ عرصہ بعد ہی سہی وہ تدریجاً طور پر آپ کی طلب کا لحاظ کرنے لگیں۔

(۹) اہل ہم اشیاء کو پیدا کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا پیدا کرنے والوں پر واضح کریں اور انھیں تاکید کریں کہ آپ ان سے سخت پرہیز کرتے ہیں۔

(۱۰) ہوا، پانی اور مٹی کی ہائی ٹیک (Commercialization) روئے زمین پر فساد عظیم ہے۔ اہل ہم کو ہر سطح پر اسے روکنے کی حسب استطاعت کوشش کرنی چاہیے یا کم از کم اس سے اجتناب کریں اور اسی طرح مصنوعی مویشی پروری سے پیدا شدہ مویشیوں کے گوشت کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۱۱) پوتوں میں بند پینے کا پانی کھڑکیوں میں بند سانس لینے کی ہوا اور اس کی تجارت فتنہ دجال ہے۔

(۱۲) اہل ہم مقامی طور پر پیدا کردہ اشیاء مثلاً سبزیوں، اناجوں، حتی کہ جنگلی غذاؤں کو ترجیح دیں۔ بڑی تجارتی کاشتکاری (Large Commercial Cultivation) اور ہائی ٹیک کاشتکاری (High-tech Cultivation) سے حاصل اشیاء سے کلی اجتناب کریں۔

(۱۳) جو لوگ ہائی ٹیک بیج (High-Tech Seed) اور Hybrid قسموں کی چیزوں کا استعمال کر رہے ہیں ایسے لوگ اور ان اشیاء کا استعمال کرنے والے نہ صرف صریح ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں بلکہ ان کا نصیب دجال اکبر کی جنت میں داخل ہو کر رہنا ہے۔

(۱۴) اہل ہم دودھ، شہد، پھل، جنگلی پھل، روئی، ستو، گڑ، بالے اناج، پالتو جانوروں کا بھنا یا ابلا ہوا گوشت، ابلی ہوئی ہری سبزیاں، دیسی مرغا یا مرغی اور ان کے انڈے، حتی کہ پتوں، ڈنٹھلوں اور گھاس کی

(۱۵) پوری امت مسلمہ محمدیہ کو بالعموم اور اہل یمن کو بالخصوص چاہیے کہ وہ فی الفور مندرجہ ذیل امور سے کلی یا جزئی اجتناب کرنے کے اقدامات کریں۔ مزید اور ہولناک تباہی سے امت کو بچانے کی نسبتاً آسان اور دستیاب واحد صورت یہی ہے:

(۱) ایسی دواؤں، انجکشن، ٹیکہ دینے اور ڈراپ پلائے جانے سے کلی اجتناب کریں جن کے لئے کلی مہم (Sweeping Drive) چلائی جاتی ہوں۔ اب تک جو خرابیاں پیدا کردی گئی ہیں ان کی موجودگی میں ایسا اجتناب کرنے سے ابتداء کچھ نقصانات تو ہوں گے لیکن بالآخر بے نقصان سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

(۲) جینیٹک طریقے سے پیدا کردہ (Genetically Produced/Induced/Modified) اناج، پھل، سبزی، گوشت، مچھلی اور مرغ سے کلی اجتناب کریں۔ اسی طرح ان اشیاء سے بنائے گئے کھانوں سے۔

(۳)

(۱) ڈبہ بند تمام نیم تیار غذائی چیزوں سے کلی اجتناب کریں۔

(۲) تمام زود غذاؤں (Fast Food) سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) تمام نیم تیار غذائی اشیاء (Semi-Prepared Food Items) سے کلی اجتناب کریں۔

(۴) زیادہ بہتر ہوتا کہ لوگ کل تک نسبتاً محفوظ ایسے عام غذائی اجناس سے بھی کلی اجتناب کرتے مثلاً پسے ہوئے مسالوں سے۔

(۴)

(۱) ہر طرح کے مشروبات (Cold-Drinks) سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کریں۔ اس کی بجائے قدیمی اور روایتی شربت اور دیگر مشروبات کو

(۲) اسنس (Essence) کے ہر طرح کے استعمال سے غذا کو بچائیں۔ ایسی غذا سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) ذائقہ کے لئے عصری تمام اشیاء (Flavour) سے کلی اجتناب کریں۔

(۵)

(۱) گھریا مقامی طور پر اور متعدد جانوروں کے ذریعہ تیار کردہ دسکوں کے علاوہ ہر طرح کے دسکوں، چپاکھلوں اور کنفیکشنری سے کلی اجتناب کریں۔

(۲) ڈبہ بند دودھ، جمائے ہوئے دودھ (Condenced Milk) مسلوف خشک دودھ (Milk Powder) سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) ڈبہ بند شہد سے بھی کلی اجتناب کریں الا یہ کہ اطمینان ہو۔

(۴) دودھ دہی، گھی، پنیر وغیرہ کی ضرورت گھروں یا فارموں یا محلے میں ہی پوری کرلی جائیں تو بہتر ہے۔

(۶)

(۱) پھولوں یا مشک سے بنایا گیا پاک عطر لے تو لگائیں ورنہ ہر قسم کے مصنوعی اور کیمیاوی خوشبو سے کلی اجتناب کریں۔ مشرقی وسطی سے درآمد کردہ مغربی خوشبوؤں سے کلی اجتناب کریں۔ عطر نہ لگانا نجس ہونے یا ہلاک ہونے سے بہتر ہے۔

(۲) زیبائش کے تمام عصری اشیاء (Cosmetic Items) سے کلی اجتناب کریں اور اس کی جگہ روایتی طریقوں کا استعمال کریں۔

(۷) لکڑی، چمڑے اور سوتی یا ریشمی کپڑوں سے بنے گھریلو کھلونوں کے علاوہ عصری تمام کھلونوں سے مسلمان بچوں کو کلی اور فوری طور پر بچایا جائے۔ کیمیاوی مادوں سے تیار کردہ

شدید خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

(۸) ان امور سے کلی دوری اور حتی سے اجتناب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں یہ تمام راستے دراصل جنگ کے راستے ہیں اور یہ اشیا نہیں بلکہ غالب قوم کے جراثیمی، حیاتیاتی اور کیمیاوی اسلحے ہیں۔ اب کسی قوم کا خاتمہ کرنے کے لئے ٹینکوں سے حملے اور ہوائی جہازوں سے بمباری نہیں ہوگی بلکہ دوا، بنک، انگلش، لغت، پھل، سبزی، اناج، بیج، بسکٹ، چاکلیٹ، دودھ، شروبات اور صفائی بھیجی، پھیلائی اور رائج کی جائے گی اور دیکھتے، دیکھتے قوم تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔

(۶)

توجیہ و تشکیل: چہارم

'انفاقی تعمیر' کی بحالی

(۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مسجدیں اللہ کا گھر اور جنت کے باغ" ہیں۔

(۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بازار ابلیس کا تکیہ ہے" اور وہاں اس کا جھنڈا لہراتا ہے۔

(۳) جب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر آدم کی آمد کے مقصد اور اللہ کی رضا اور دین اللہ کے نصب العین کی تکمیل کی تو اللہ تعالیٰ نے تاریخ انسانی میں پہلی بار پوری "روئے زمین" کو "مسجد" بنا دیا۔ (وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً ترجمہ: میرے لئے "ارض" مسجد اور پاک بنا دی گئی)

(۴) جب ابلیس روئے زمین پر اپنی پوری قوت سے "دجال اکبر" کے ساتھ ظاہر ہوگا اور روئے ارض سے "دین اللہ" کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ پوری "روئے زمین" کو "بازار" بنا دے گا۔

(۵) جب زمین پوری طرح "مسجد" بنی تو مومن کا ہر عمل "عبادت" بن گیا۔

(۶) جب زمین پوری طرح "بازار" بنا دی جائے گی تو ہر عبادت تجارت اور ہر شے قابل خرید و فروخت بن جائے گی۔

(۷) عالم سوسائٹی اور بالخصوص گزشتہ چند سالوں میں:

(۱) پوری دنیا کا بازار بن جانا۔

(۲) تجارت، صنعت، زراعت، خدمت حتی کہ اعضاء جسم کا تجارتی

(۳) سانس لینے کی ہوا اور پینے کے پانی کا تجارتی (Commercialization) اور صنعتی (Industrilization) ہو جانا۔

پوری زمین پر ابلیس کے غلبے اور دجال اکبر کی آمد کی تمہیدی اور تمہیدی علامت ہیں۔

(۸)

(۱) جب روئے زمین پر بڑے بڑے بازار بن جائیں، بلکہ پوری روئے زمین اور اس میں پائی جانے والی ہر چیز، اس کا ہر فرد اور اس کی ہر خدمت قابل بیع و شراء مواد (Commodity) بن کر بازار (Market) کا حصہ ہو جائے۔

(۲) جب روئے ارض کی زمینیں، سمندر اور جنگل تجارتی (Commercialized) ہو کر اور صنعت (Industry) بن کر بازار (Market) کا حصہ ہو جائیں۔

(۳) جب روئے ارض پر کاشتکاری صنعت (Industry) بن کر بازار (Market) کا حصہ ہو جائے۔

(۴) جب روئے زمین پر مصنوعات (Manufacturing) کو غلبہ ہو جائے۔

(۵) جب روئے زمین بڑی بڑی صنعتوں (Industries) سے بھر جائیں۔

(۶) جب روئے زمین پر بڑے بڑے شہر (Mega Cities & Metros) وجود میں آ جائیں۔

(۷) جب روئے زمین پر رہائش کے لئے بڑی بڑی تعمیرات اور عجیبے (Grand Structures & Complexes) بن جائیں تو جان لینا چاہیئے کہ روئے زمین پر ابلیس اور اس کے تبع جن و انس کا غلبہ ہو چکا ہے اور اب ابلیس نے باور کرلیا ہے کہ اسے اتنی

(۹) اس صورت حال میں اہل ہم کے لئے لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اخلاقی رہائش گاہوں کی تعمیر کریں۔

(۱۰) اہل ہم جلد از جلد شہروں سے قصبوں کی طرف، قصبوں سے گاؤں کی طرف، گاؤں سے چھوٹے گاؤں کی طرف، چھوٹے گاؤں سے جنگلی رہائش گاہوں کی طرف، جنگلی رہائش گاہوں سے غاروں کی طرف جانے کی کوشش کریں۔ اور ایسی جگہوں پر بڑے پیمانے پر شجر کاری کریں اور بالخصوص پھل دار اور سایہ دار درختوں کی۔

(۱۱) امت عنقریب واقع ہونے والی اس ہلاکت (Casualties) کا اندازہ نہیں کر سکتی جو بڑے شہروں (Mega Cities & Metros) میں رہنے کے سبب ان پر وارد ہونے والی ہے۔

(۱۲) جو لوگ غذا یا غذائی اجناس کی حفاظت کے لئے مصنوعی طریقہ (Fridge) کا استعمال کر رہے ہیں وہ جلد از جلد اس سے چھٹکارا پائیں۔ غذا کی حفاظت کے لئے متبادل، قدیمی اور قدرتی طریقوں کا استعمال کریں۔

(۱۳) عام مسلمان بالعموم اور اہل ہم بالخصوص فون، موبائل، انٹرنیٹ، ای میل اور فیکس کا استعمال صرف ضرورتاً بلکہ اضطراراً کریں۔

(۱۴) جو لوگ پانی کے لئے براہ راست نلکوں کا استعمال کرتے ہیں یعنی بجائے بالٹی یا کسی برتن میں پانی لے کر یا رکا کر غسل کرنے یا وضو کرنے کے براہ راست نلکوں کا استعمال کرتے ہیں وہ بھی بڑی سرعت سے دجال اکبر کے سائے کی طرف جا رہے ہیں۔ جب سے انسان نے ابلیس کے اتباع میں اور دجال اکبر کے استقبال کے لئے ربانی اور قدرتی انتظام آب (Divine Water Management) کو درہم برہم کر کے شیطانی انتظام آب (Satanic Water Management) اختیار کیا ہے تب سے اللہ تعالیٰ نے ــــــــ 'إرض إلهي و يا سماء أقلعي' (صور ۴۴) کا خطاب اٹھا دیا ہے جو شدید ہوتا

طور پر یہ محسوس کرے گا کہ اس نے عذاب سے نجات پائی ہے جب کہ حقیقت یہ ہوگی کہ وہ دراصل ہلاکت کی طرف جا رہا ہوگا (فمن یا تیکم بماء معین) (الملک۔۳۰)

ترجمہ: "پھر کون لائے تمہارے پاس پانی اتنا"

(۱۵) جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے عالیشان (؟) مادی، شہری، فرعونی اور شدادی مسجدیں (؟) بنواتے ہیں اور ان میں براہ راست نلکوں سے غسل اور وضو کا نظم کر رکھا ہے اور جو لوگ اس سے غسل اور وضو کر کے نمازیں پڑھتے ہیں وہ ــــــ نیکی برباد گناہ لازم ــــــ کے مصداق خود کو ہلاک کرتے ہیں۔ ہر روز غسل اور وضو کرنے والے کروڑوں لوگ خود بھی گناہ بٹورتے ہیں اور اپنے گناہ کا ایک حصہ ان کو بھی منتقل کرتے رہتے ہیں جنھوں نے ایسی مسجدیں بنوائی ہیں اور ان میں ایسے نل لگوائے ہیں۔ جب ایک سے تین لیٹر پانی سے ہونے والا وضو دس سے بیس لیٹر پانی سے ہو اور پانچ سے بیس لیٹر پانی سے ہونے والا غسل پچاس سے ڈیڑھ سو یا لگ دو سو لیٹر پانی سے ہو تو گناہ بٹورے اور تقسیم نہیں کیے جائیں گے تو کیا اجر و ثواب ملے گا۔ جب مسجدوں کی یہ صورتحال ہے تو آسانی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان افراد اور اشخاص کے نامہ اعمال کی کیا صورتحال ہوگی جو بڑے بڑے شہروں (Mega Cities) میں بڑی بڑی تعمیرات (Mega Structures)، فلک بوس عمارتوں (Sky Scrappers) اور مجموعوں (Complexes) تعمیر کرتے اور ان میں رہتے ہیں۔

توجیہ و تشکیل: پنجم

'انفاقی حج' کی بحالی

(۱) 'قیام' کا آخری مرحلہ 'اقامت صلوٰۃ' ہے۔ اور 'اقامت صلوٰۃ' کا آخری مرحلہ 'اقامت حج' ہے۔ 'اقامت حج' روئے ارض پر خدا کی کبریائی کا اعلان عام ہے۔

(۲) اس عہد میں اکثر اوقات حج صورت سفر حج بنا دیتی ہے۔ ارکان حج اور انتظامات حج فسادات سے بھر گئے ہیں۔

(۳) اس عہد میں صورت کم و بیش یہ ہو گئی ہے کہ حرام اور مشتبہات سے استفادہ کیے بغیر حج ہو ہی نہیں سکتا یا حرام اور مشتبہات سے استفادہ کرنے والے ہی اب حج کر سکتے ہیں۔

(۴) روئے ارض پر ابلیس کے نصب کے سبب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ مال حرام کمانے، جوا کھیلنے، عیاشی کرنے حتیٰ کہ زنا کرنے کے لئے روئے ارض کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانے اور گھومنے پر نہ صرف یہ کہ کوئی پابندی نہیں بلکہ ان مشغلوں کے لئے ہر طرح کی سہولت فراہم اور ہر طرح کی رکاوٹ دور کی جاتی ہے اور سفر کو آسان سے آسان اور سستا سے سستا بنانے کی سعی کی جاتی ہے لیکن حلال مال سے (جو لازماً کم مقدار میں ہوگا) حج کرنا ممکن ہی نہیں رہ گیا بلکہ تقریباً محال بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے اہل ہم اس کی کوشش کریں اور سعی بلیغ کریں تاکہ انفاقی حج بحال ہو جائے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل صورتیں اختیار کی جائیں اور اس تعلق سے رکاوٹیں دور کرائی جائیں:

(۱) حج پیدل اور بری راستوں سے کیا جائے۔ صرف ضروریہ بحری راستوں سے حج کیا جائے۔ حج کے لئے ہوائی جہاز کا قطعاً استعمال نہ ہو۔ صرف بعض صورتوں میں اضطراراً

جائے۔

(۳) کھانے اور پینے کا سامان قافلہ محل حد تک اپنے ساتھ لے جایا جائے۔ مثلاً ستو، شہد، کھجور وغیرہ۔

(۴) حج کے انتظام و آداب کے تعلق سے بہت سے امور جن کا رواج بیسویں صدی عیسوی میں ہو گیا یا کر دیا گیا وہ بے جا، تکلیف دہ اور تھوپے ہیں۔ ان کے سبب حج کی صورت، مقاصد، ہیئت اور روح میں بنیادی تبدیلی ہو گئی ہے۔ ان امور نے اہل تقویٰ کو حج کرنے کے قابل نہیں رکھا یا انھیں فی الواقع بالواسطہ یا بلا واسطہ حج کی ادائیگی کرنے سے روک دیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ عام مسلمان حج کے برکات سے محروم کر دیئے گئے۔

گزشتہ صدی عیسوی میں ایسا لگتا ہے کہ یہودیوں کے ذریعہ کیا گیا مشرق وسطیٰ کا نظم جدید در اصل دجال اکبر کے ظہور کی راہ ہموار کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ احادیث کے مطابق دجال اکبر کا ظہور ایسے زمانے میں ہوگا جب وہ پورے مشرق وسطیٰ حتیٰ کہ جزیرۃ العرب میں دندناتا پھرے گا اور حرمین کے قریب تک چلا آئے گا (لیکن اس میں داخل نہیں ہو سکے گا اس لئے کہ اللہ کے ملائکہ اسے ایسا کرنے سے روک دیں گے) لیکن احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دنیا میں حتیٰ کہ حرمین میں حق کی پامالی کی حالت ایسی ہوگی کہ مہدی چھپ کر حج کرے گا اور احادیث کے مطابق وہ ایسے لباس و وضع و قطع میں ہوگا کہ بظاہر فی اسرائیل (یہودی) نوجوان نظر آئے گا۔

(۵) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال اکبر کے ظہور کے قریبی زمانے میں عام طور پر حج کرنے والے عمرہ پر جو قبل کا سال یا دو سال یا تجارت یا صنعت کار یا ذاتی یا گروہی مفادات کے بہانے سے حج کرنے والے مسلمان یا مقلد مسلمان ہوں گے جن میں اکثر لوگوں کا حج مقبول اور مبرور نہیں ہوگا۔ اس سے امت میں برکتوں کی بہت کمی ہو جائے گی۔ اس کی تلافی کرنے اور مقبول حج کی تعداد میں اضافہ کے لئے عام مسلمانوں کو زیادہ

توجیہ و تشکیل: ششم

'انفاقی جسد' کی بحالی

(۱) معرکہ دجال اکبر کے اس مرحلے میں امت کا قابل بیان آزمائش سے عن قریب دو چار ہونے والی ہے۔ اس آزمائش سے کامیاب نکلنے اور امت کو عام ہلاکت سے بچانے کے لئے عام مسلمان بالعموم اور اہل علم بالخصوص درج ذیل اقدامات فوری طور پر کریں:

(۱) اس کا قوی اندیشہ ہے کہ عن قریب امت مسلمہ محمدیہ کی طبعی غیر عادی و غیر معتاد ہلاکت کی شرح ناقابل بیان حد تک بڑھ جانے والی ہے۔ غالباً امت یہ شرح ایک کروڑ سے دو کروڑ فی سال تک جا سکتی ہے۔ مسلمانوں کی یہ اموات اور ہلاکت سالانہ عام طبعی موت سے مرنے والوں سے الگ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آنے والے دنوں میں فی سال دو سے پانچ 'قتل عظیم' (Megadeath) کا سامنا ہو۔ 'قتل عظیم' (Megadeath) اس موت کو کہتے ہیں جو ایک ہی جگہ ایک ہی وقت میں واقع ہو اور اس میں کم از کم دس لاکھ افراد ہلاک ہوں۔ اللھم احفظنا

(۲) اس صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے لئے عام مسلمانوں پر بالعموم اور اہل علم پر بالخصوص ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ شرح پیدائش اور شرح تولید کو جہاں تک اور جتنا ممکن ہو جلد از جلد بڑھائیں۔ اور اس مقصد کے لئے کثرت ازدواج اور کثرت تولید کی ہر جائز صورت اختیار کریں۔

(۲) مسلم جسد کو زیادہ سے زیادہ شدائد اور تکالیف برداشت کرنے کا عادی ابھی سے بنائیں تاکہ جب زمینی حقائق فی الواقع شدید ہو جائیں (عن قریب ہو جانے والے ہیں) تو مسلمانوں کی ہمسائی اور

Unfiltered قدرتی پانی (گندا اور غلیظ پانی نہیں) پینے کی عادت ڈالیں۔ جدید سہولتوں کے بغیر جینے کی عادت ڈالیں۔ تاکہ جسم وزن Resistant ہو جائیں۔

(۳) اہل ہم اور بہ صورت غذا یعنی غذائی ادویہ کی معلومات اور تجربہ کو تازہ کریں اور ان کو زیر استعمال لائیں۔ خواتین اور بچوں کو ان کی معلومات فراہم کریں اور ان کو ان کا عادی بنائیں کہ خود ان تدابیر کو اختیار کریں۔

(۴) تاریخ میں پہلی بار مسلم معالجین کو اللہ رب العالمین ایسی عظیم آزمائش سے دوچار کرنے والا ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس تعلق سے چند ضروری امور مسلم معالجین کے لئے درج ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) یوں تو ہر طریقۂ علاج کے مسلم معالجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس آزمائش کے لئے خود اور امت کو تیار کریں لیکن سب سے زیادہ ذمہ داری ان معالجین پر عائد ہوتی ہے جو قدرتی اشیاء سے براہ راست علاج کرتے ہیں یا جن کا طریقۂ علاج ابھی اس (Commercialization) کا شکار نہیں ہوا ہے جس سے ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک ہو چکے ہیں۔ اس عاجز کے علم کی حد تک طب یونانی کے معالجین پر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خواہ مفرد ادویات کے تعلق سے ہو یا مرکبات اور جراحی کے تعلق سے بالخصوص خاص سیات کے تعلق سے۔

(۲) اس تعلق سے سب سے اولین ذمہ داری بالکل بے سروسامانی کی حالت اور جنگ میں علاج اور جراحی کرنے کی صلاحیت اور مہارت بڑھانے کی ہے۔

(۳) اس تعلق سے دوسری بڑی ذمہ داری مسلم مردوں، خواتین، بچوں اور بچیوں اور بالخصوص کم عمر کے لوگوں کو طبی مددگار اور ابتدائی علاج کی مہارت فراہم کرنے سے ہے۔

(۵) اس تعلق سے چوتھی بڑی ذمہ داری ترجمگی میں مددگار خواتین کی تربیت اور ان کو بچہ بچہ کے ابتدائی علاج اور دیکھ بھال کی مہارت فراہم کرنے سے ہے۔

(۶) اس تعلق سے پانچویں بڑی ذمہ داری قدرتی اشیاء بالخصوص جنگلوں اور گاؤں میں براہ راست دوا سازی کی مہارت بڑھانے سے ہے۔

(۷) اس تعلق سے چھٹی بڑی ذمہ داری سیات اور اس کے معالجے سے متعلق مہارت میں اضافہ کرنے سے ہے بالخصوص بے سروسامانی کی حالت میں سیات کے معالجہ کی۔

(۸) اس تعلق سے ساتویں بڑی ذمہ داری دوائی سیات سے جداگانہ جدید کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیاروں کی سیات اور اس کے معالجے سے متعلق مہارت بڑھانے سے ہے بالخصوص بے سروسامانی کی حالت میں۔

(۹) اس تعلق سے آٹھویں بڑی ذمہ داری غیر دوائی سیات مثلاً جوہری تابکاری سے متاثر اور کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیاروں کی سیات سے متاثر نفوس کی تدفین کی مہارت پیدا کرنے اور مرد و خواتین کو اس کی تربیت دینے سے متعلق ہے۔

(۱۰) اس تعلق سے نویں بڑی ذمہ داری بالخصوص چیچک اور اس کے دیگر پھیلنے پر اور بڑی سرعت کے ساتھ پھوٹ پڑنے کی صورت میں اس کے علاج و معالجہ اور تیمارداری کی مہارت بڑھانے سے ہے خصوصاً بے سروسامانی کی حالت میں۔

(۱۱) ایک عام اشاعت کے معالجین ـــــ پورے عالم اسلام سے قطع نظر ـــــ صرف برصغیر میں طبی مددگاروں اور ترجمگی میں مددگار مرد و خواتین کی آسکہ ضرورت فی کس دس لاکھ سے بیس لاکھ کی ہوگی۔

(۵) عہد موجودہ میں امت مسلمہ محمدیہ کے لئے بالعموم اور ان میں اہل ہم کے لئے بالخصوص لازم ہے کہ [illegible] (Campaign) اور کوشش (Drive) سے خود کو محفوظ رکھیں جس میں

احتیاطی تدابیر ہے۔ موجودہ زمانہ تاریخ انسانی کا سب سے 'کھلا' اور 'معلوم' زمانہ نہیں بلکہ سب سے 'پہلا' اور 'نظیر' زمانہ ہے۔ اسی زمانے میں تاریخ انسانی میں پہلی بار 'Patent Right' اور 'Copy Right' کے نام پر علوم، دریافت اور ایجادات کی حقیقت چھپائی گئی ہے۔ اور غریب اقوام پر بڑی بڑی بندشیں محض چھوٹوں کا تجربہ کرنے کے لئے تھوپی گئی ہیں۔ ایسی حالت میں ہم چند نام نہاد مسلم وائس چانسلروں اور ایجوکیشن کی آماد پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ گزشتہ سو سالوں میں متعدد بار یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے وائس چانسلروں کی حقیقت اور حقیقت 'Record Player' سے زیادہ کچھ نہیں۔ وہ وہی کہتے ہیں جو مغربی استعمار ان کو باور کراتا ہے۔ جہاں تک مغربی استعمار کی حقیقت جاننے کا سوال ہے تو وہ اس سے اکثر جاہل ہوتے ہیں۔ ایسے مسلم وائس وران اور مکر اس انسان ہوتے ہوئے بھی اتنے ذی فہم اور اپنی قوم کا اچھا برا سمجھنے والے ثابت نہیں ہوئے جتنے جنگل کے جانور۔ مغربی یہودی غیر انسانی تجربوں پر جانوروں کے دخل کو جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Cindy Engel: Wild Health: How Animals Keep Themselves Well and What We Can Learn From Them: Houghton Mifflin, 2002.

(۶) کثرت ازدواج اور کثرت تولید کے تعلق سے الحمدللہ 'عام مسلمانوں' کو سمجھانے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ تاہم امت مسلمہ کے 'ضعفاء' اور بالخصوص 'مغتربین' کو چاہئے کہ وہ من قریب شائع ہونے والی فلپ لانگ مین (Philip Longman) کی کتاب "The Empty Cradle: Basic Books, 2004" ضرور پڑھ لیں۔ جس کا کچھ حصہ Foreign Affairs: May/June 2004 میں شائع ہوا ہے۔ اس عالیز کو قوی امید ہے کہ اگر 1968 میں پال ایلرخ (Paul Ehlrich) کی کتاب (Paul Ehlrich: The Population Bomb) ان کی سمجھ میں آئی تھی تو ان شاء اللہ یہ کتاب بھی ——— بلکہ کتاب سے زیادہ اس کا تین

(۷) عصر حاضر میں طرح طرح کی دوائی اور غذائی اور غیر متعدی بیماریاں پھیل رہی ہیں جن کے علاج کے لئے اعلیٰ دواؤں اور طریقوں کی تشخیص کی جاتی ہے جس سے تاثر ملتا ہے کہ مغربی طریقہ حیات میں کتنی آسانیاں میسر ہیں۔ جب کہ عام طور پر یہ بیماریاں پھیلتی نہیں بلکہ پھیلائی جاتی ہیں۔ اس وقت ان کے ذرائع درج ذیل ہیں:

(۱) جراثیمی جنگ۔

(۲) حیاتیاتی جنگ۔

(۳) جوہری جنگ۔

(۴) جراثیمی، حیاتیاتی اور جوہری تجربے خواہ وہ تجربے ہوں یا دواؤں کے تجربے۔

(۵) بعض دوائیں جو دراصل دور رس بیماریاں پیدا کرتی ہیں خواہ راست کریں یا بالواسطہ مثلاً حاملہ عورتوں کو متلی کے لئے دی جانے والی دوا Thalidomide عام طور پر تمام بچوں کی پیدائش، اپاہج بچوں کی پیدائش یا موت یا لیوزدہ بچوں کی پیدائش پر منتج ہوتی ہے۔

(۶) جینیٹک طور پر تبدیل شدہ اناج، پھلوں، سبزیوں گوشت، مچھلی، مرغ کے ذریعہ۔

(۷) ڈبہ بند کھانوں کے ذریعہ۔ مثلاً مرغ بانی میں جس طرح بے تحاشا اینٹی بایوٹک کا استعمال صرف جلد قربیبی کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے۔

(۸) مشروبات (Cold Drinks) کے ذریعہ۔

(۹) کیمیاوی مواد سے تیار کردہ کھلونوں اور دیگر گھریلو سامان کے ذریعہ۔

(۱۰) معالجے کے طریقوں سے مثلاً ——— ایکس رے (X-Ray) کے ذریعہ ——— سی ٹی اسکین (CT Scan) کے ذریعہ ——— پیٹ (PET) کے ذریعہ ——— ایم آر آئی (MRI) کے ذریعہ۔ اطباء کو چاہئے کہ وہ ان امور کے تعلق سے اپنی قومی و ملی ذمہ داریاں

بڑھائیں تاکہ ان کی مدد سے ان مضر طریقوں سے محفوظ رہا جا سکے۔

(۸) احادیث مبارکہ میں جن نئے آدمی یا آدمی نما مخلوقات کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے یہ اگلی ہے کہ وہ گھڑی آن پہنچی ہے۔

(۹) لہٰذا تمام مسلمانوں اور بالخصوص اہل علم کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ فطرت کو حتی المقدور بچائیں۔ مغربی طبی معالجہ اور دواؤں بالخصوص جینک میڈیسن (Genetic Medicine) سے کل اجتناب کریں۔ آدمی کی نسل کو بچائیں۔ اناجوں، پھلوں، سبزیوں وغیرہ کے بیجوں کی حفاظت کریں۔ فطری بیجوں کو محفوظ رکھیں۔ اور صرف ان کی ہی کاشت کریں۔ پالتو جانوروں کی نسل کو بچائیں۔ اور انہیں مصنوعی اور غیر فطری نسل بننے سے بچائیں۔

توجیہ و تشکیل ہفتم

'انفاقی قیادت' کی بحالی

(۱) عہد حاضر میں مسلمانوں کی قیادت کے اہل لوگوں اور ان کے اعوان و انصار کے مطلوبہ صفات درج ذیل ہیں:

(۱) نوجوان ہوں۔

(۲) صحت مند ہوں۔

(۳) صالح ہوں۔

(۴) قرآن پڑھتے وقت ان پر گریہ، لرزہ یا حیرت طاری ہو جاتی ہو۔

(۵) شہید ہونے کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہوں۔

(۶) اسرار دین سے واقف ہوں۔

(۷) سنت رسول ﷺ سے واقف ہوں۔

(۸) 'نظم شرع' یا 'شرعہ' سے واقف ہوں۔

(۹) 'صورت منہاج' سے واقف ہوں۔

(۱۰) 'کیام الحق' سے واقف ہوں۔

(۱۱) فی زمانہ 'الارض' کے احوال و حیثیت سے واقف ہوں۔

(۱۴) فی زمانہ 'طاغوت' سے واقف ہوں۔

(۱۵) فی زمانہ 'قردۃ' 'خنازیر' 'عبد طاغوت' معاذون اور 'شعراء' سے واقف ہوں۔

(۱۶) فی زمانہ مسلم معاشرہ میں 'طیب' اور 'خبث' کی حالت سے واقف ہوں۔

(۱۷) فی زمانہ 'افک' اور 'افتراء' سے واقف ہوں۔

(۱۸) فی زمانہ 'سحر' سے واقف ہوں۔

(۱۹) فی زمانہ 'اجل' 'اجل امت' اور 'اجل مسمیٰ' سے واقف ہوں۔

(۲۰) فی زمانہ 'تلاوت آیات' سے واقف ہوں۔

(۲۱) فی زمانہ 'منقلب' 'مقام' 'تکبیر' 'رجز' اور 'تحمی' سے واقف ہوں۔

(۲۲) فی زمانہ 'سلوی' 'عرض قریب' 'سفر قاصد' 'قرح' 'لحم' اور 'انقلاب عقب' سے واقف ہوں۔

(۲۳) فی زمانہ 'اقامت صلوۃ' سے واقف ہوں۔

(۲۴) فی زمانہ 'اقامت صبر' سے واقف ہوں۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ سے 'تعلم سبیل' 'تاویل احادیث' 'استقامت' 'نصرت' اور 'فتح' کے طالب ہوں۔

تدبیر و توجیہ ۲ (حصہ اول)

لائحہ فکر و عمل برائے غیر اہل ہم، مستضعفین و اہل عذر

تمہید

(۱) امت مسلمہ صرف ایک جسد واحد ہے۔ اس کے لئے بنیادی طور پر صرف ایک نصب العین، ایک مقصد اور ایک ہدف ہو سکتا ہے۔

(۲) اجتماعی زندگی میں ایک نصب العین، ایک مقصد اور ایک ہدف ہوتے ہوئے بھی کاموں کی تقسیم کی جا سکتی ہے جس سے کارکردگی میں اضافہ اور حصول مقصد میں آسانی ہو جاتی ہے۔

(۳) امت مسلمہ محمدیہ کے لئے اصلی لائحہ فکر و عمل تو وہی ہے جس کا ذکر تدبیر و توجیہ حصہ سوم میں گزر چکا ہے۔

(۴) اس حصہ میں امت مسلمہ محمدیہ کے بعض افراد اور اجتماعیات کے مخصوص احوال کو دیکھتے ہوئے اس لائحہ کی ایک مخصوص توجیہ (Orientation) کی گئی ہے۔

(۵) اس حصہ کا بنیادی مقصد

(۱) امت میں بعض طبقات میں موجود فکری، علمی اور عملی پراگندہ خیالی کے مضر اثرات کا سدباب کرنا ہے۔

(۲) امت میں موجود قوت کار کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا ہے۔

(۳) امت میں موجود حرکت کو لایعنی اور بعض اوقات مضر کاموں میں ضائع ہونے سے بچانا ہے، اور

تدبیر و توجیہ-۲ (حصہ دوم)

صالح ترین اور خبیث ترین معاشرہ

(۱) صالحیت نے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں سے قریب تر اور عذاب الٰہی سے دور تر معاشرہ صالح ترین معاشرہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس خباثت سے پر، اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب الٰہی سے قریب تر معاشرہ خبیث ترین معاشرہ ہوتا ہے۔

(۲) صالح ترین معاشرہ وہ ہے:

(ا) جہاں لوگ حکمراں اور اس کے اعوان و انصار اور ان کے مصاحب بننے سے اس طرح بچیں جیسے کوئی دھکتی ہوئی بھٹی میں گرنے سے بچتا ہے۔ اس کے برعکس اہل افراد سے لوگ عاجزانہ درخواست کریں حتیٰ کہ اس کے انکار کرنے اور ذمہ داری سے بچنے کے باوجود پکڑ کر انھیں اپنا حکمراں اور ان کے اعوان و انصار بنائیں۔ اور ان کے لئے رات کی تنہائی میں دعا کریں۔

اس کے برعکس سب سے برا اور خباثت سے بھرا ہوا معاشرہ وہ ہے جہاں حکمراں اور اس کے اعوان و انصار بننے کے لئے لوگ بے تاب ہو کر باہم مسابقت کریں۔ معاشرے کے بااختیار، ناپاک مال رکھنے والے اور ناپاک طریقوں اور قوتوں سے کام لینے والے لوگ اس کی بالواسطہ یا بلاواسطہ حمایت کریں اور اسے حکمراں بنانے کی کوشش کریں۔ اور تمام انسان رات کی تنہائی میں حکمراں بننے کے اس خواہش مند فرد یا طبقے کے لئے بددعا کریں اور اس سے خدا کی پناہ چاہیں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں قتل ناحق کے سب سے زیادہ واقعات ہوتے ہوں، مظلوم کو عدل نہیں ملتا اور ہر ۲۴ گھنٹے میں کامیاب ہو جاتے ہوں۔

(۳) جہاں زنا بالجبر اور زنا بالرضاء کے سب سے کم واقعات ہوتے ہوں اور جو شخص خال اگر ایسے حادثات ہو بھی جائیں تو زانی اور زانیہ اپنے فعل پر خود شرمسار ہو کر محض آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے اوپر حد جاری کرنے کے خواہش مند ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں زانی اور زانیہ باوقار مناصب پر فائز کئے جائیں اور حکمراں، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ ان سے مصاحبت رکھیں۔

(۴) جہاں کسی شخص کی موت کے بعد وراثت جلد تقسیم ہوتی ہو اور وراثت کی مقدار و مالیت کم سے کم ہو۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں وراثت تقسیم نہ ہوتی ہو اور وراثت کی مقدار و مالیت زیادہ سے زیادہ ہو اور اس وراثت سے مستفید ورثاء کی تعداد کم سے کم۔

(۵) جہاں یتیم گھروں میں حسن سلوک کے ساتھ پالے جاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں غیر سرکاری طور پر بڑے بڑے یتیم خانے چلائے جاتے ہوں۔ جہاں تک تیسری صورتحال کی بات ہے یعنی وہ معاشرہ جہاں یتیم نہ گھروں میں پالے جاتے ہوں نہ سرکاری اور غیر سرکاری یتیم خانوں میں تو ایسے معاشرے پر عذاب الٰہی کے دروازے کھل چکے ہوتے ہیں۔

(۶) جہاں مسافر گھروں میں نہ لائے جاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں بڑے بڑے سرائے اور عالیشان ہوٹل پائے جاتے ہوں۔

(۷) جہاں [illegible] کے ہوئے کھانے کھائے جاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں عمر کے مرد، خواتین اور بچے معمول کا کھانا ہوٹلوں میں جا کر کھاتے ہیں۔

(۸) — جہاں مفلس، محتاج اور مصیبت زدہ کم سے کم ملاقاتی دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں مفلس اور محتاج ملاقاتی دست سوال دراز کرنے پر زیادہ سے زیادہ مجبور کر دیئے جائیں۔

(۹) جہاں اسٹاک ایکس چینج پایا ہی نہ جاتا ہو۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں منظم اور ترقی یافتہ اسٹاک ایکس چینج (Highly Organised & Developed Stock Exchange) پایا جاتا ہو۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹاک ایکس چینج 'نقیب بال' کی چھاؤنی اور دجال اکبر کے ہراول دستہ کا پیش خیمہ ہے۔ اسٹاک ایکس چینج کی سرپرستی کرنے والے تھرلس اور اس سے منسلک ہر فرد دراصل دجال اکبر کے چاؤش ہیں۔

(۱۰) جہاں اکثر لوگ — مرد، خواتین اور بچے صبح صادق کے وقت بیدار ہو جاتے ہیں اور عشاء کے معاً بعد بستروں پر چلے جاتے ہیں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں لوگ مرد، خواتین اور بچے دیر رات سوتے ہیں اور طلوع آفتاب کے بہت بعد دن چڑھے بیدار ہوتے ہیں۔

(۱۱) جہاں اموال غیر نامی کی زکوٰۃ کے نصاب کے اہل لوگ کم سے کم ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں لوگوں کے پاس اموال غیر نامی کی مقدار زیادہ سے زیادہ ہو اور وہ زکوٰۃ نہ دیتے ہوں۔

پرائیویٹ سکیورٹی ایجنسیز کی حیثیت سے خواتین سب سے کم پائی جاتی ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں ان شعبوں میں خواتین کی تعداد سب سے زیادہ ہو۔

تدبیر وتوجیہ ۲ (حصہ سوم)

دنیا میں تمکن کے تقاضے

(۱) روئے ارض پر کس قوم کا نظام غالب ہوتا ہے؟ دنیا میں کون سی قوم مسند خلافت پر متمکن ہو سکتی ہے؟ مسند خلافت کے منصب پر قائم رہنے کے موضوعی تقاضے کیا ہیں؟۔ ان سوالوں کا جواب درج ذیل ہے:

(۱) وہ قوم جو 'تاریخ اکبر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھتی ہے اور عمل کرنے سے پہلے انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کا استحضار اور ہر عمل کے بعد اس سے احتساب کرتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد روئے ارض پر 'تاریخ اکبر' کا سب سے مستند اور سب سے بڑا ذخیرہ 'قرآن وسنت' کی شکل میں امت مسلمہ کے پاس ہے لیکن بحیثیت مجموعی پچھلے سات سو سالوں سے 'تاریخ اکبر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھنے والی قوم یہودی ہیں۔

(۲) وہ قوم جو 'تاریخ اصغر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھتی ہے۔ اور ہر عمل کرتے وقت انفرادی اور اجتماعی طور پر اسے پیش نظر رکھتی ہے۔ پچھلے دو ہزار سالوں سے عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ کو چھوڑ کر 'تاریخ اصغر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم یہودیوں کے پاس ہے۔

(۳) وہ قوم جو 'علم السنۃ' (Knowledge of Languages) میں سب سے فائق ہو اور اس قوم کی دینی، فکری اور علمی کتابیں 'علم السنۃ' سے سب سے زیادہ اور بہ جہت طور پر مستفید اور نظریاتہ ہوں اور اس میں تاریخی تسلسل پایا جاتا ہو۔

(۴) وہ قوم جو 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' (Multidisciplinary Knowledge) رکھنے کے اعتبار سے درج ذیل ترتیب بالفصل قائم رہی ہے:

(۱) اس قوم میں سب سے ارفع، کثیر الفنون معلوماتی سطح' علماء اور مشائخ کی رہی ہے ۔۔۔ اس سے فروتر عصری علوم کے دانش وران کی ۔۔۔ اس سے فروتر اعیان معاشرہ کی ۔۔۔ اور 1948 کے بعد سب سے فروتر ان کے حکمرانوں کی۔ حکمراں یہودیوں میں نسبتاً سب سے کم صلاحیت کے مالک افراد ہوتے ہیں جو فی الواقع تعمیل کے ماہر ہوتے ہیں۔ یہودیوں میں تفکیر ہمیشہ بالفصل علماء ومشائخ کے ہاتھوں میں ۔۔۔ ان کے نزدیک محض برکت کے لئے نہیں بلکہ از روئے حقیقت ۔۔۔ رہی ہے اس لئے کہ یہودی علماء اور مشائخ سے زیادہ علم رکھنے والا ان کی قوم میں کوئی عموماً دوسرا نہیں ہوتا۔

یہ عاجز خوب سوچ سمجھ کر اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کو خلافت راشدہ کے بعد ایک عظیم سازش کے تحت منہدم کیا گیا۔ تاریخی حقائق بتاتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے معاً بعد ہی امت میں صورتحال بحرانی ہو چکی تھی۔ اب تو اس کی کوئی انتہا ہی نہیں رہی۔ چنانچہ امت میں 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' رکھنے کے تعلق سے خلافت راشدہ کے بعد ترتیب بالکل مختلف ہو گئی۔ جواب تقریباً الٹ گئی ہے۔ امت مسلمہ محمدیہ میں سب سے زیادہ باصلاحیت حکمراں ہوئے ۔۔۔ ان سے فروتر عصری علوم کے دانش وران ۔۔۔ ان سے فروتر اعیان معاشرہ ۔۔۔ اور سب سے فروتر علماء ومشائخ۔ یہ بحران دوسری صدی ہجری آتے آتے راسخ ہو چکا تھا جس کا مظہر امام محمد الشیبانی کا یہ قول ہے: من لا یعرف أهل زمانه فهو جاهل (جو عالم دین اپنے زمانے کے لوگوں اور احوال کو نہیں جانتا وہ

(Based) رکھنے کا اعتبار سے ۔۔۔ سب سے فائق اور ارفع ہو ۔۔۔

(۵) وہ قوم جس کی قیادت ۔۔۔ حکمران، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ ۔۔۔ 'تاریخ اکبر' 'تاریخ اصغر' 'علم السنۃ' اور 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' رکھنے میں عامۃ الناس سے فائق ہوں۔

بیسویں میں 40 عیسوی سے 2004 تک فکری اور علمی صلاحیتوں کے رکھنے کے اعتبار سے درج ذیل ترتیب بالفصل قائم رہی ہے:

(۱) اس قوم میں سب سے ارفع، کثیر الفنون معلوماتی سطح' علماء اور مشائخ کی رہی ہے ۔۔۔ اس سے فروتر عصری علوم کے دانش وران کی ۔۔۔ اس سے فروتر اعیان معاشرہ کی ۔۔۔ اور 1948 کے بعد سب سے فروتر ان کے حکمرانوں کی۔ حکمراں یہودیوں میں نسبتاً سب سے کم صلاحیت کے مالک افراد ہوتے ہیں جو فی الواقع تعمیل کے ماہر ہوتے ہیں۔ یہودیوں میں تفکیر ہمیشہ بالفصل علماء ومشائخ کے ہاتھوں میں ۔۔۔ ان کے نزدیک محض برکت کے لئے نہیں بلکہ از روئے حقیقت ۔۔۔ رہی ہے اس لئے کہ یہودی علماء اور مشائخ سے زیادہ علم رکھنے والا ان کی قوم میں کوئی عموماً دوسرا نہیں ہوتا۔

یہ عاجز خوب سوچ سمجھ کر اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کو خلافت راشدہ کے بعد ایک عظیم سازش کے تحت منہدم کیا گیا۔ تاریخی حقائق بتاتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے معاً بعد ہی امت میں صورتحال بحرانی ہو چکی تھی۔ اب تو اس کی کوئی انتہا ہی نہیں رہی۔ چنانچہ امت میں 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' رکھنے کے تعلق سے خلافت راشدہ کے بعد ترتیب بالکل مختلف ہو گئی۔ جواب تقریباً الٹ گئی ہے۔ امت مسلمہ محمدیہ میں سب سے زیادہ باصلاحیت حکمراں ہوئے ۔۔۔ ان سے فروتر عصری علوم کے دانش وران ۔۔۔ ان سے فروتر اعیان معاشرہ ۔۔۔ اور سب سے فروتر علماء ومشائخ۔ یہ بحران دوسری صدی ہجری آتے آتے راسخ ہو چکا تھا جس کا مظہر امام محمد الشیبانی کا یہ قول ہے: من لا یعرف أهل زمانه فهو جاهل (جو عالم دین اپنے زمانے کے لوگوں اور احوال کو نہیں جانتا وہ

نے معاشرے میں ایسی بنیادی تبدیلیاں کیں کہ دوسری صدی آتے آتے علماء وقت پکارا ٹھے جانے والے ایسے لوگ کثیر تعداد میں پائے جانے لگے تھے جو عصر حاضر سے ناواقف محض تھے اور علوم دین سے مراد کچھ ایسی باتیں سمجھی جانے لگیں تھیں جن کا لوگوں کے احوال سے حقیقی تعلق نہ ہو۔ چنانچہ یہ سوال پیدا ہوا کہ جو علماء عصر حاضر سے ناواقف ہیں انھیں عالم دین کہا جائے یا نہیں؟

عصر حاضر میں علماء و مشائخ کی بات جانے دیجئے امت کے سب سے بیدار اور با خبر طبقہ یعنی حکمرانوں کی ذہنی، فکری، علمی درماندگی اور واماندگی کن حدوں کو چھو رہی ہے اس کا اندازہ صرف اس تجزیہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ "ظہیر الدین محمد بابر (1483-1530) مسلمانوں میں وہ آخری حکمراں گزرا ہے جو عصر حاضر کو جانتا تھا۔"

علماء وقت کی اپنے تعلق سے خوش فہمی اور اپنے کو اس منصب جلیلہ پر فائز رکھنے کی ہوس اب تو بے حیائی کی حدوں کو پار کر چکی ہے۔ چنانچہ اسی ہونا کی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے اپنے احوال کی اصلاح کی حقیقی فکر کرنے کی بجائے ایک نئی اصطلاح رائج کی ہے تاکہ کم از کم عند الناس ان کی چلی آرہی حیثیت برقرار اور مستحکم رہے خواہ ایسا کرنے سے دین اللہ اور امت مسلمہ کی جو درگت بنے اس سے انھیں کوئی مطلب نہیں۔ عیارانہ طور پر رائج کردہ وہ اصطلاح ہے ــــــ "عرض مسئلہ"۔

(۶) وہ قوم جو "منصفی نقل مکانی" کرے۔ یا کم از کم "مقصدی نقل مکانی" میں سب سے زیادہ متحرک اور فائق ہو۔ "اجباری نقل مکانی" نقص اور مجبوری ہے اور "حریصانہ نقل مکانی" تو صریح غلامی۔

(۷) وہ قوم جس میں اہل علم "ما وراء نسل (Transgeneration) علمی تخلیق" کا عزم رکھتے ہوں۔ مثلاً

(i) قوم یہود میں اس قبیل کے سینکڑوں زندہ اہل علم میں سے صرف ایک اہل علم کا ذکر

اس عاجز نے یہودیوں کی تاریخ پر اہل علم (Second Babylon) پر تحقیق کر رہے ہیں اور اس کے نگری اور علمی سرگرمیوں کو ترتیب دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کے تقریباً پچاس سے زائد جلدوں پر مشتمل کام ــــــ تحقیق ہے ــــــ اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ جس کی ہر جلد اپنے موضوع پر علم اور تحقیق کی دنیا کا ایک شاہکار ہے۔ اس عاجز نے خود سرکی متعدد کتابیں پڑھیں ہیں اور وہ اس کی گواہی دیتا ہے۔

(۲) رومن کیتھولک طبقہ میں وہ مصنف جس نے شہرۂ آفاق کتاب مگنے گریکا (Migne Graeca) اور مگنے لیٹینا (Migne Latina) مرتب کی ــــــ جو نادر و نایاب اور کثیر مقصود و مطلوب ترین کتابوں کی ترتیب کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ مصنف انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں پیدا ہوا۔ غالباً 1838 میں اہل علمی سند حاصل کی۔ اور اسی سال مگنے گریکا (M.G) کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ 69-1868 میں مگنے گریکا (M.G) کی سو سے زائد ضخیم جلدوں کی ترتیب سے فارغ ہوا اور اسی سال مگنے لیٹینا (M.L) کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ 1898 میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت تک اس نے مگنے لیٹینا (M.L) کی اکہتر (78) ضخیم جلدیں مرتب کر لی تھیں۔ اس عاجز نے M.G اور M.L کے بعض حصے پڑھے ہیں۔ علمی اور تحقیقی کاوش اور اپنے سرمائے کی حفاظت کی فکر دیکھ کر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

(۳) اسی طرح مشہور انگریز مستشرق مونیر۔ ولیم (Moneir - William) جس نے سنسکرت اہل علم کی تلاش میں پہلے سنسکرت سیکھی۔ پھر نصف صدی سے زائد عرصے تک قوم کے لئے ایک اچھی اور جامع سنسکرت۔ انگریزی ڈکشنری مرتب کرتا رہا۔ کتاب کے پہلے ایڈیشن کے پیش لفظ میں مرتب کے بیٹے نے لکھا ہے:

"یہ سوچ کر دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ ابا جان نے نصف صدی سے زیادہ مدت پر محیط انتھک محنت کے بعد اپنی مرتب کردہ ڈکشنری کے تعلق سے آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کے ذمہ داران

میں ذمہ داران نے انھیں مطلع کیا تھا کہ وہ اب اس کی طباعت واشاعت کا فیصلہ کر چکے ہیں اور کتاب ایک سال کے اندر طبع ہو کر منظر عام پر آجائے گی۔"

(۸) وہ قوم جس میں ہر فن کے الگ الگ اور کچھ تو انیس (Encylopaedias) کی تصنیف، تالیف اور اشاعت ہو رہی ہو۔ اور اس کے پس منظر میں بنیادی محرک اس قوم میں اس کی طلب ہو۔

(۹) وہ قوم جس میں "کثیر لسانی ڈکشنریاں" Multi-Lingual Dictionaries اور "کثیر لسانی جامع ڈکشنریاں" (Multi-Lingual Poly-Dictionaries) اور ('Poly-Glot') کتابیں سب سے زیادہ تصنیف و مرتب ہو کر شائع ہوتی ہوں، اور قوم میں اس کی طلب ہو۔

(۱۰) وہ قوم جس کی ماوری زبان (ذیلی زبان اور لہجہ نہیں) اس کی علمی زبان ہو اور اس علمی زبان میں ڈکشنریوں کے ایڈیشن نئے علمی الفاظ کے وجود میں آنے کے سب کم ترین عرصے میں از کار رفتہ ہو جاتے ہوں۔

(۱۱) وہ قوم جس میں شائع ہونے والی علمی اور تحقیقی کتابیں نہ صرف Indexed ہوں بلکہ ان میں متعدد اقسام کے اشاریے (Indices) پائے جاتے ہوں۔ قوم کی حقیقی ترقی معاشی اعداد و شمار، مجموعی قومی پیداوار (GDP)، فی کس آمدنی (PCI) اور اسٹاک ایکسچینج کے اتار چڑھاؤ سے نہیں بلکہ حقیقی ترقی کے پیمانوں میں سے ایک بنیادی پیمانہ ہے قوم کی ماوری زبان میں تحقیقی اور علمی کتابوں میں متعدد اقسام کے اشاریوں (Indices) کی موجودگی اور عدم موجودگی۔ جس قوم میں علمی اور تحقیقی کتابیں بھی اٹرکس سے عاری ہوں وہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اس قوم کا قومی جسد جاں کنی کی حالت کو پہنچ چکا ہے۔

(۱۲) وہ قوم جس میں شائع ہونے والی تحقیقی، علمی اور فنی کتابیں زیادہ سے زیادہ حواشی سے مزین (Annotated) اور معرب (Punctuated) ہوں۔

(۱۳) وہ قوم جس میں شائع ہونے والی تحقیقی، علمی اور فنی کتابیں آخری قسم (Knowledge) سے لازماً بحث کرتی ہوں اور قوم میں ہر عنوان کے تحت سے کم از کم (Marginal Knowledge) حاصل عام میں معلوم اور شائع ہو۔

(۱۴) وہ قوم جس کی علمی زبان میں دنیا کے ہر خطے میں شائع ہونے والے علمی، تحقیقی اور فنی کتابوں کے تبصرے اور تخلیصات کم سے کم مدت میں دستیاب ہوں۔ تبصرے اور تخلیصات ایک سال کے اندر اور تراجم دو سال کے اندر۔

(۱۵) وہ قوم جس میں خطہ کی سطح سے مرکز الدائرہ کی سطح تک نہ صرف عوامی لائبریریاں پائی جاتی ہوں بلکہ ان لائبریریوں میں علمی مصادر، مراجع اور منابع کی قابل لحاظ کتابیں موجود اور دستیاب ہوں۔

(۱۶) وہ قوم جس میں رونما ہونے والے حوادث و واقعات پر ایک سال سے پانچ سال کے اندر بیشتر محقق و متداول زبانوں، روزناچے، سفرنامے اور آپ بیتیاں طبع ہو کر شائع ہو جاتی ہوں۔ اور ان اشاعتوں سے قومی اجتماعی زندگی میں اکتسابی عمل جاری ہو۔

(۱۷) وہ قوم جس کے مفکروں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ کی خود نوشت یا غیر نوشت سوانح عمری اور ان کی زندگی سے متعلق دستاویزی مواد کی طباعت و اشاعت ان کی موت سے قبل ہو جاتی ہو۔ اور ان کی مقدار اتنی ہو کہ ان کی موت ان میں صرف سن اور تاریخ موت کا اضافہ کرتی ہو۔

(۱۸) وہ قوم جس کے مفکر ان اس قوم کی شستہ زبان میں گفتگو، تقریر اور تحریر کرتے ہوں اور ان میں قوم سے اس کی تعلیمات میں ربط رکھنے کی اچھی صلاحیت موجود ہو اسی کے ساتھ ساتھ وہ معاصر اقوام کی شستہ زبان اور ان کی تعلیمات پر بھی قدرت رکھتے ہوں۔

(۱۹) وہ قوم جس میں "علم الآخرۃ" کی تو اہمی اور فرضی حساسیت کی بجائے حقیقی اور عینی حساسیت پائی

صرف مضبوط رکھنے پر قدرت رکھتی ہو بلکہ دنیا کی زیادہ سے زیادہ زبانوں کے موضوعوں کو بھی بہتر مضبوط اور مرسوم رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

(۲۱) وہ قوم جس میں "بال جبریل" یا "کار جہاں دراز ہے" جیسی تخلیقات جب منظر عام پر آتی ہوں تو پوری قوم کے ہر خاص و عام میں کہرام برپا ہو جاتا ہو اور قوم اپنے تخلیق کاروں کو اپنے نوبل پرائز سے سرفراز کرتی ہو۔

اس کے برعکس کسی قوم کی قومی حیات کی جاں کنی کی علامت یہ ہے کہ جب اس میں یمیم اورائیم (Yamim Noraim) جیسی تخلیق سامنے آتی ہو تو عوام تو عوام اس قوم کے خواص بھی نہ اسے پڑھ سکتے ہوں اور اگر بفرض محال پڑھ بھی ڈالیں تو کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

(۲۲) وہ قوم جس میں تفکیر کے تعلق سے تصنیفات کرنے اور انکار دینے میں سولہ سے پچیس سال کی عمر کے افراد کا حصہ پچاس فیصد سے زیادہ ہو۔ اور:

(۱) قوم کے حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ایسے افراد کی تلاش میں رہیں۔

(۲) ان کی فوری نشاندہی کے لئے قوم میں باضابطہ ذرائع اور ادارے قائم ہوں۔

(۳) ان کی نشاندہی ہونے کے بعد ان سے استفادہ کی شکل فوری طور پر نکالی جاتی ہو۔

(۴) ایسے نوعمر ذکی لوگوں سے استفادہ کے کام پر بے گار نہ لیا جاتا ہو بلکہ ضرورت پڑے تو ان کے لئے جگہ اور کرسی خالی کر دی جاتی ہو۔

اسحاق بررائز (Isaac Barrow 1630-1677) مشہور یہودی سائنسدان تھا اور مشہور عالم یہودی سائنسدان اسحاق نیوٹن (Isaac Newton 1643-1727) کا اصل استاذ اور اس سے صرف تیرہ سال بڑا تھا۔ اس کی یہودیوں کے لئے سائنس کی تحقیق میں بڑی خدمات ہیں۔ لیکن یہودی آج تک اس کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ

اس کا پیدا کارنامہ سائنس میں نادر تحقیق اور اسحاق نیوٹن جیسی شخصیت کو سائنس کی تعلیم دینا۔ اور اس کا دوسرا کارنامہ 1669 میں کیمبرج یونیورسٹی میں لوکیسین پروفیسر (Lucasian Professor) کے منصب سے از خود استعفاء دے دینا تاکہ اس کا شاگرد نیوٹن اس پر فائز ہو سکے۔ جب کہ خود اس وقت اس کی عمر 39 سال اور شاگرد کی عمر 26 سال تھی۔

(۲۳) وہ قوم جس میں تحصیل کے تعلق سے اہل افراد کا اسی فیصد سولہ سے تیس سال کی عمر پر مشتمل ہو۔ قوم کے حکمراں، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ علانیہ طور پر ایسے افراد کی تلاش میں سرگرداں ہوں اور اس کے لئے قوم میں بڑا ڈھانچہ (Infrastructure) موجود اور فعال ہو۔

(۲۴) وہ قوم جس کے اندر بیش علمی سرمایہ کی تمام زبانوں اور عالمی زبانوں میں ترجمہ کا فن بے حد پائیدہ ہونے کے باوجود اس قوم کے صف اول اور صف دوم کے اہل علم ہر حال میں اصلی مصادر کی طرف ہی مراجعت کرتے ہوں۔

(۲۵) وہ قوم جس میں قوم کے اندر موجود علمی سرمایہ کی تمام زبانوں اور فی زمانہ اس عہد کی ہم عصر عالمی زبانوں اور دیگر فنون کی کتابوں کے نقول تیار کرنے والے اور موجودہ عہد میں کتابت کرنے، کمپوز کرنے صحیح کرنے طباعت کرنے اور چھاپنے والے سب سے زیادہ دستیاب ہوں۔ عصر حاضر میں عالم اسلام کے بڑے علمی مراکز مثلاً کراچی، لاہور، تہران، قاہرہ اور دہلی میں بمشکل ۱۰ عالمی زبانوں میں کتابوں کی کتابت کرنے، کمپوز کرنے صحیح کرنے اور چھاپنے والے مسلمان دستیاب ہوں گے۔ ہماری موجودہ حالت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1870 میں پیرس، لندن اور برلن میں چار ہزار عالمی زبانوں میں ایسے کام کرنے والے دستیاب تھے۔

(۲۶) وہ قوم جس کی علمی زبان میں دنیا کے ہر خطے سے متعلق تازہ ترین دقیق معلومات سے پر رہنماء سفر (Travel Guide) اور سفرنامے (Travelogue) سب سے زیادہ دستیاب ہوں۔ اور ان

ترقی اور تنزلی کی حقیقی تصویر تب سامنے آتی ہے جب ہم اس کا اندازہ مرتب تاریخ کی کتابوں، کارناموں اور قصیدوں سے نہیں ہوتا بلکہ سفرناموں اور روزنامچوں سے لگاتے ہیں۔ قوم نصب العین کی حامل ہے یا اس سے عاری، اس میں عزم اور زندگی پائی جاتی ہے یا وہ جان کنی سے گزر رہی ہے اس کا اندازہ سفرناموں اور روزنامچوں سے ہوتا ہے۔

یہ کیسا عجیب ہے کہ یہ عاجز مسلم تحریکوں، علماء، مشائخ، دانش وروں، اور بالخصوص تحریک اسلامی سے وابستہ افراد کے سفرناموں اور روزنامچوں کو بغور پڑھتا ہے۔ اور سفری روداد بیانی کی مجلسوں میں بھی متواتر شریک ہوتا رہا۔ اس عاجز کے خیال میں امت کے فکراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور ان میں بالخصوص تحریک اسلامی کے افراد اور بالاخص اس کے ذمہ داران ــــــ کتنے ــــــ بے نشاط، بے مقصد، بیمار، ذہنی، فکری اور علمی طور پر پس ماندہ بلکہ درماندہ اور غلام اور فی الواقع اکثر اہل ہوس ہیں ــــــ اس کا اندازہ ان کے سفرناموں اور روزنامچوں سے ہو جاتا ہے۔

یہودیوں کے سفرناموں اور روزنامچوں مثلاً عہد وسطیٰ میں پیتا حیہ اور بن یمین اور عہد حاضر میں وبمری (Vambery) اور آریل اسٹین (Aurel Stein) کی بات تو جانے دیجئے سفر ہوئیں، اظہار ہوئیں، انیسویں، اور بیسویں صدی کے یورپی عیسائیوں کے سفرناموں اور ان کے روزنامچوں کو ہی دیکھ لیں جو جرمن، فرنچ، اسپینی، پرتگالی، اطالوی، ڈچ اور انگریزی زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں دستیاب ہیں اور ان کا تقابل اہل اسلام میں انیسویں صدی کے علماء اور مشائخ اور بیسویں صدی کی تحریک اسلامی کے افراد کے سفرناموں اور روزنامچوں سے کر لیں تو اندازہ ہو جائے گا کہ جب اہل ہوس اور غلام (مغرب کے بصیائی) بھی مقصدی ہو جاتے ہوں تو ان میں کیسی عقابی روح بیدار ہو جاتی ہے اور وہ کیا کچھ کر سکتے ہیں اور دوسری طرف ایرانی اور منعمی طور پر شہید علی الناس قوم مسلمان اور بالخصوص اس کے فکراں، علماء، دانش وران اور تحریک اسلامی کے افراد جب جامد، معطل، بے نشاط اور غلام ہو جاتے ہیں تو ان کی ذہنی سطح کتنی پست ہو جاتی ہے۔

(۲۷) وہ قوم جس میں اس کے اپنے علمی سرمایہ کے تمام یا بیشتر مخطوطات اور اولین دستاویزات خود

مخطوطے قیمتاً یا دوسروں کو خوش کرنے کے لئے تحفتاً دوسری اقوام کے حوالے کر دیتی ہے۔

(۲) وہ فکراں اور مفکرین بھی اسی صف میں ہیں جو اپنے قومی سرمایوں کو واپس لانے کی بجائے اپنے اہل علم کو انہیں بھول جانے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ ترغیب دیتی ہیں۔

(۳) وہ کتاب فروش اور لائبریری کے اہل کار بھی اسی صف میں ہیں جو محض چند ٹکوں کے لئے اپنی قوم کے سرمایہ کو لائبریریوں سے چرا کر یا لوگوں سے حاصل کر کے غالب اقوام کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں۔

(۴) اسی طرح آج کے فکراں، علماء، دانش وران اور اعیان معاشرہ بھی اسی صف میں ہیں جو یہودیوں کے دام ہم رنگ زمین سے بے پروا ہو کر اور ان کی رائج کی ہوئی علمی نیٹ ورکنگ (Knowledge Networking) اور کنورجنس (Convergence) کے دیوانے ہو کر اپنا سارا سرمایہ یہود کے ہاتھوں میں سونپ رہے ہیں۔

(۵) کیا امت مسلمہ کے ان نام نہاد سربرآوردہ لوگوں کو معلوم ہے کہ:

(ا) نیویارک کا ییشیوا (Yesheva) ۱۹ لاکھ مخطوطات اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ جن میں ۱۳ لاکھ ایسے مخطوطے ہیں جن کا کوئی دوسرا نسخہ پوری دنیا میں کہیں اور پایا نہیں جاتا۔ ان مخطوطوں کو کوئی غیر یہودی خواہ وہ امریکہ، برطانیہ کے کسی تحقیقی مرکز یا یونیورسٹی کی جانب سے ہی کیوں نہ انہیں دیکھنے کا خواہش مند ہو وہ اس کا مجاز نہیں۔

(۲) واضح ہو کہ ان میں بن یمین اندلسی کے ہاتھوں کا لکھا ہوا وہ سفرنامہ بھی ہے جو 1843ء تک بوڈلین لائبریری (Bodelien Library) کی ملکیت تھا لیکن غالباً 1863ء کے لوٹ مار میں اسے وہاں سے غائب قرار دیا گیا اور اب نیویارک کے مذکورہ ییشیوا میں ہے۔

اسی صف میں ہیں جو معاصر عہد میں اپنی آنکھوں کے سامنے ان سرزمینوں کی لوٹ اور غارت گری کا مشاہدہ کر رہے ہیں لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ نہ وہ صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں نہ قوم کو ان المیوں سے آگاہ کرتے۔ بلکہ اکثر پوری قوم کو بے خبر رکھنے اور یہودیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور ان کے خطا کردہ عزت افزائیوں کو اس بے غیرتی کے عوض قبول کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں امت میں ہونے والی بڑی بڑی غارت گری میں سے چند درج ذیل ہیں جن سے ہمارے قائدین نے امت کو بے خبر رکھا اور اس کے عوض اہل مغرب کی ضیافتیں قبول کیں:

(۱) مصر اور شام سے 'Geniza' دستاویزات کی لوٹ اور منتقلی۔

(۲) فرانس جارڈن سے بحر مردار کے مخطوطات (Dead Sea Scroll DSS) کی لوٹ اور منتقلی۔

(۳) سلطنت آصفیہ کے علمی ذخائر کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

(۴) اسی کی دہائی میں افغانستان کے علمی خزانوں اور دستاویزات اور نوادرات کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

(۵) گزشتہ تین سالوں میں افغانستان کے علمی خزانوں، دستاویزات، نوادرات کی لوٹ اور منتقلی۔

(۶) پچھلے ایک سال میں عراق کے عظیم خزانوں بالخصوص بابل، نینوا، بغداد اور موصل، بصرہ کے علمی ذخائر، دستاویزات اور نوادرات کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ چہارم)

ہمارا منصب اور ہماری حالت

(۱) روئے ارض پر 'تاریخ اکبر' کا سب سے بڑا خزانہ قرآن اور سنت رسول ﷺ ہے لیکن یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمان بالعموم اور مسلم قیادت ــــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ــــــــ بالخصوص 'تاریخ اکبر' کے تعلق سے سب سے زیادہ نابلد ہیں۔

(۲) حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اسی 'تاریخ اکبر' کا بھرپور شعور اور علم تھا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب نبی آخر الزماں ﷺ کی وفات حسرت آیات ہوئی تو حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "آج زمین کا تعلق عرش سے ختم ہو گیا" (او کما قال)۔

(۳) روئے ارض پر کسی قوم کی سربلندی کا فیصلہ سائنس اور ٹکنالوجی میں اس کی فوقیت کے اعتبار سے نہیں ہوا بلکہ 'تاریخ اکبر' اور 'تاریخ اصغر' کے ادراک اور اس کے مطابق رویہ اختیار کرنے سے ہوا۔

(۴) 'تاریخ اکبر' کا درست ادراک تو صالحیت کی حفاظت سے آتا ہے اور 'تاریخ اصغر' کا ادراک حقیقت شناسی، حقیقت بینی اور غور و فکر سے پیدا ہوتا ہے لیکن ہر دو کے تعلق سے "علم السنۃ" (Knowledge of Languages) کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ روئے ارض پر پچھلے ایک ہزار سال کے دوران "علم السنۃ" میں یہودی علماء اور مشائخ سے فائق کسی عالمگیر قوم کے علماء اور مشائخ نہیں رہے اور اسی ایک ہزار سال کے دوران "علم السنۃ" میں مسلمان علماء و مشائخ سے پس ماندہ کسی عالمگیر قوم کے علماء اور مشائخ نہیں رہے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس دوران ان کی اسی پس ماندگی اور کور اندیشانہ رہائی نے ہمارے علمی خزانے کو کوڑا کرکٹ سے بھر دیا۔

اور اعیان معاشرہ کی لاعلمی، پس ماندگی، واماندگی حتی کہ درماندگی کی انتہا یہ ہے کہ جن عنوانات کے تحت ان کی معلومات ساری دنیا میں بے مثال اور عدیم المثیل ہونی چاہئے تھی اور ساری دنیا کا ان کو آخری مرجع ہونا چاہئے تھا ان عنوانات کے تحت ان کی معلومات ناقابل بیان حد تک پس ماندہ ہی نہیں بلکہ مبتدیانہ اور لاطائلانہ ہے۔ ایسے عنوانات میں سب سے نمایاں عنوان "سیرت نبی آخر الزماں ﷺ" ہے۔

(۶) اگر سیرت رسول اللہ ﷺ کے علم کے اس درجات فرض کر لئے جائیں جن سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واقف تھے تو آج امت کے پورے ذخیرۂ علم کے حوالے سے مسلم قائدین ـــــ حکمران، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــ کے یہاں پایا جانے والا سیرت کا علم پہلے درجے کے برابر بھی نہیں۔

ظاہر ہے اس کی صرف ایک وجہ ہو سکتی ہے اور وہ ہے مسلم قائدین ـــــ حکمران، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــ کی عام طور پر قرآن و سنت ﷺ سے غیر معلوم لاعلمی۔ اور اس کی وجہ ہے ان علوم سے لاعلمی جس کے بغیر قرآن و سنت ﷺ کے رازہائے سربستہ وا نہیں ہو سکتے۔ اس تعلق سے بنیادی امر ہے عربی زبان کا علم۔

(۷)

(۱) اللہ تعالیٰ کی مصلحتِ خاصہ کے تحت جس کو 'اہل امت' بھی کہتے ہیں، فی زمانہ کسی خطے میں ایک 'تاریخی مدت' تک 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس خطے میں فی زمانہ بسنے والے افراد کے لئے یہ گھڑی فیصلہ کن اور آزمائش کی ہوتی ہے۔ وہ چاہیں تو اہل ثابت ہو کر اللہ کے مزید انعامات کے مستحق ہو جائیں۔ یا ان قوتوں کو ضائع کر کے خسران اٹھائیں۔ عصر حاضر میں پورے عالم اسلام میں سب سے 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' کی نمود پاکستان میں نظر آتی ہے۔ لیکن گزشتہ پچاس سالوں کے

دوران اس 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' کو تاکا ضائع اور ایسا پامال کیا جس کی نظیر عالمِ تاریخ میں نہیں ملتی۔ کم سواد اور کم بخت لوگ یہ دیکھ کر عموماً خوش ہو لیتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا حاصل کر لیا جب کہ اہل نظر یہ دیکھ دیکھ کر روتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا گم کر دیا اور کیا کیا حاصل نہ کر کے مستوجب سزا بن گئے۔

مصاف حیات میں مسابقت کرنے والی عالمگیر قوموں کی دانش ورانہ قوت و صلاحیت کو اگر ناپا جائے تو صورت حال یوں سامنے آتی ہے:

سو (۱۰۰) کے پیمانہ (Scale) پر اگر یہودی ۹۹ پر ہیں، جرمن نوتعبیرین ۸۰ پر، رومن کیتھولک ۷۵ پر، اینگلو سیکسن ۷۰ پر اور برہمن ۶۰ پر تو پاکستان کا دانش ور طبقہ صرف ۱۰ پر ہے۔

جب عالم اسلام میں سب سے 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' رکھنے والے ملک کی یہ حالت ہو تو مغربی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دیگر مسلم ملکوں اور خطوں کی کیا صورت حال ہوگی۔

(۸) "غیر معمولی دانش ورانہ صلاحیت و قوت" کے درست اور کما حقہٗ اظہار میں دو امور کو بنیادی طور پر دخل ہے۔ یہ دو امور ہیں:

(۱) قوم میں علوم السنہ (Knowledge of Languages) کی صلاحیت اور اس کا استعمال۔

(۲) قوم میں 'تاریخ اکبر' اور 'تاریخ اصغر' سے مضبوط تاریخی شعور اور اس کا استعمال۔

(۹) "قوم میں علوم السنہ کی صلاحیت" کے فارمیٹ الگ الگ اقوام کے جداگانہ ہوتے ہیں۔ مثلاً عہد حاضر میں اور بالخصوص برصغیر کے تناظر میں امت مسلمہ کا فارمیٹ درج ذیل ہو سکتا ہے:

کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو درج ذیل سطح پر جانتے والے ہوں۔

(الف) اردو	معلول
(ب) فارسی	متوسط
(ت) سنسکرت	متوسط
(ث) عربی	متوسط

اگر وہ اتنا علم نہیں رکھتے تو ان کی اردو دانی معتبر نہیں اور وہ یک لسانی صلاحیت کے حامل نہیں۔

(۲) دولسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف دو زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان اور دوسری جاری عہد کی عالمی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو اور مثلاً انگریزی کا علم درج ذیل سطح پر جانتے والے ہوں۔

(الف) (ب)

(۱) اردو	معلول	(۱) انگریزی	معلول
(۲) فارسی	متوسط	(۲) جرمن	متوسط
(۳) سنسکرت	متوسط	(۳) فرانسیسی	متوسط
(۴) عربی	متوسط	(۴) لاطینی	متوسط

(۳) سہ لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف تین زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان دوسری جاری عہد کی عالمی زبان اور تیسری اپنی تاریخی متعالمی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو، انگریزی اور مثلاً عربی کا علم درج ذیل سطح پر جانتے والے ہوں۔

(۱) اردو (معلول)،	فارسی (متوسط)	سنسکرت (متوسط)	ترکی (متوسط
(۲) انگریزی (معلول)	جرمن (متوسط)	فرانسیسی (متوسط)	لاطینی (متوسط)

(۳) عربی (معلول)	عبرانی (متوسط)	یونانی (متوسط)	عبرانی بکلدانی ارامی (کوئی ایک) (متوسط)
			پارسی رپہلوی (متوسط)

(۴) چہار لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف چار زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان دوسری جاری عہد کی عالمی زبان، تیسری اپنی تاریخی متعالمی زبان اور چوتھی مصری ملی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو، انگریزی عربی اور مثلاً جاپانی وغیرہ کا علم درج ذیل سطح پر جانتے والے ہوں۔

(۱) اردو (معلول)	فارسی قدیم (متوسط)	سنسکرت (متوسط)	ترکی (متوسط)
(۲) انگریزی (معلول)	جرمن (متوسط)	فرانسیسی (متوسط)	لاطینی (متوسط)
(۳) عربی (معلول)	عبرانی (متوسط)	یونانی (متوسط)	عبرانی بکلدانی ارامی (متوسط)
			پارسی رپہلوی (متوسط)
(۴) جاپانی (معلول)	صومالی (متوسط)	سواحلی (متوسط)	پشتو (متوسط)

(۱۰) "قوم میں تاریخ اکبر اور تاریخ اصغر سے مضبوط تاریخی شعور" سے مراد درج ذیل امور ہیں:

(۱) اپنی قومی ملی تاریخ، تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رسم و طرب کے ایام، تعمیرات، اور سنین کی معلومات۔

(۲) متعالم و متقابل تاریخی قوموں کی تاریخ، ان سے متعلق تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رسم و طرب کے ایام، تعمیرات اور سنین کی معلومات۔

کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، تخلیقی ثقافتی ڈھونچے، نتائج وطرب کے ایام، تخلیقات اور سنین کی معلومات۔

(۴) عصری اور جاری تاریخ کے روزانہ کے حوادث کے تعلق سے تاریخ دان سے متعلق تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، تخلیقی ورثہ، نتائج وطرب کے ایام، تخلیقات اور سنین کی معلومات۔

(۵) مذکورہ تمام عنوانات سے متعلق تمام اسماء اور افعال کا صحیح تلفظ کرنے پر قدرت اور اس کے معانی اور تناظر کی معلومات۔

واضح ہو کہ جس قوم میں 'علوم السنہ' کی صلاحیت اور اس کا استعمال ہوتا ہے اس میں از خود 'تاریخی شعور' پیدا ہو جاتا ہے۔

(II) پوری دنیا میں یہودی 'علوم السنہ' کی صلاحیت اور اس کے استعمال 'اور' تاریخی شعور' کے تعلق سے گزشتہ ایک ہزار سال سے سب سے فائق چلے آرہے ہیں۔ اس صورت حال کو درج ذیل امور سے واضح کیا جا سکتا ہے:

(۱) یہودی علماء، مشائخ اور عصری علوم کے دانش وران عام طور پر چار لسانی صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ اور پوری دنیا میں ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

(۲) ایسے یہودی علماء، مشائخ اور عصری علوم کے دانش وران کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے جو اس سے بھی زیادہ 'علوم السنہ' کی صلاحیت اور 'تاریخی شعور' کے حامل ہیں۔ اگر اس صورت حال کو یہ عاجز بیان کرنا چاہے تو وہ یوں مثال دے گا:

پوری دنیا میں علوم وفنون کے تنوع اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حاملین کے اعتبار سے مسلمانوں کی سب سے بڑی اور جامع یونیورسٹی بلاشبہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہے جہاں کم و بیش تین ہزار جید اساتذہ تعلیم دیتے ہیں اور جہاں عباقرہ کی ایک تاریخ گزری ہے۔ اس

تصنیف کیا ہے۔ یہ تصنیفات کرنے کے بعد [illegible] کا استعمال ہوا ہے کہ اس [illegible] صورت حال کا جو کچھ علم ہے اس کی بنیاد پر وہ [illegible] یونیورسٹی کے سارے مسلم اساتذہ مل کر بھی ایسی ایک کتاب کو پڑھ کر [illegible] تصنیف نہیں کر سکتے۔ جو حضرات عبداللہ یوسف علی مرحوم کی صلاحیتوں کو جانتے ہیں وہ اس بات سے اندازہ کر لیں کہ اس وقت اس صلاحیت کے یہودی صرف امریکہ میں دس ہزار سے زائد ہوں گے۔

یہودیوں کی دانائی ہوئی ——— 'علوم السنہ' کی صلاحیت اور اس کے استعمال اور تاریخی شعور اور اس کے استعمال کی ——— دنیا میں:

(۱) ٹائنبی کی 'اسٹڈی آف ہسٹری' (Toynbee: The Study of History) تاریخ میں۔

(۲) فریزر کی 'گولڈن بو' (Frazer: The Golden Bough) تسلیات میں۔

(۳) ٹولکین کی 'لارڈ آف دی رنگز' (Tolkien: The Lord of The Ring) تصوراتی تاول میں اور

(۴) گرم برادران کی 'کنڈر اوند ہاؤز مارچن' (Grimm Brothers: Kinder und Hausmarchen) جیسی کتاب بچوں کی کہانیوں میں لکھی جاتی ہیں اور پوری قوم اس کی طرف آنکھ بند کر کے متوجہ ہو جاتی ہے اور ان کے اندر دیئے جانے والے ابدی اور اشارتی پیغام کو فوراً سمجھ لیتی ہے۔

(۱۲) ان دونوں امور یعنی ——— "علوم السنہ" کی صلاحیت اور اس کا استعمال اور "تاریخی شعور"

وژن کے 'نیوز ریڈر، کمپیئر اور اس کے پروگراموں میں تبصرہ کرنے والے ماہرین ہیں۔ اس تعلق سے بی بی سی ورلڈ (BBC World) (بی بی سی اردو نہیں) کی مثال دی جا سکتی ہے۔

(۱) بی بی سی ورلڈ کے نیوز ریڈرز، کمپیئرز اور مبصرین یا عموم اور ان میں یہودی بالخصوص علوم السنہ کی صلاحیت اور اس کے استعمال اور تاریخی شعور اور اس کے استعمال کے کس اونچے مقام کے حامل ہوتے ہیں اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اس کے برعکس سارے عالم میں مسلمانوں کے درمیان غیر معمولی "دانش وعامہ صلاحیت" کے سب سے بڑے حامل ملک پاکستان کے ٹیلی وژن اور ریڈیو کے 'نیوز ریڈرز' کمپیئرز اور مبصرین "علوم السنہ" کی صلاحیت اور اس کے استعمال اور تاریخی شعور اور اس کے استعمال کے حوالے سے کس پس ماندگی میں ہیں اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس عاجز کے اس خیال کا مفہوم قطعاً یہ نہیں ہے کہ پاکستان ٹیلی وژن اور ریڈیو میں بے صلاحیت لوگ نیوز ریڈرز، کمپیئرز اور مبصر ہیں بلکہ یہ دراصل پورے ملک کی مجموعی اوسط صورت حال کے اشاریے ہیں۔ ایسے اشاریے سے عام انسانوں سے لے کر یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں اعلیٰ ترین صلاحیت کے افراد تک، مقامی سطح کے سیاستدانوں سے لگی سطح کے اعلیٰ سیاستدانوں تک، مقامی علماء اور دانش وروں سے اعلیٰ ترین علماء اور دانش وران تک کی مجموعی صلاحیت کے تعامل سے معاشرے میں جو علمی تناظر قائم ہوتا ہے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

جب پی ٹی وی میں نیوز ریڈر اور مبصر 'نمازندان' کو 'نماز ندان' 'انبار' کو 'انبر، مصر اور 'ان بر' کہتا ہے، جب مکہ المکرمۃ کو 'مکہ' اور 'عسقلان' کو 'اسکلان' کہتا ہے تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ امت کے پاس علوم السنہ کی صلاحیت اور اس کا تاریخی شعور کس جاں کنی سے دوچار ہے۔ اگر اس اشاریہ کو اور توسیع دے دی جائے اور اس میں اس بات کو بھی شامل کر لیا جائے کہ جب ملک کے تھرا، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ

کو پورا ملک جان کنی کی حالت میں نظر آتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ شعبہ [illegible] کی قومی سطح پر [illegible] مندی کے لاکھا صائبات پیش کر رہے ہوں۔

اس سے شاید ہی کوئی باخبر شخص عدم اتفاق کرے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں منگولوں کے ہاتھوں عالم اسلام کی تباہی سے کیف و کم کے اعتبار سے بڑی تباہی 1946ء سے 1980ء کے مابین برصغیر میں ہوئی، جن پر امت جتنا رو دے کم ہے۔ ڈھاکہ، پٹنہ، بنگلور، اورنگ شاہی، سلہٹ، مرشد آباد، عظیم آباد، الہ آباد، فیض آباد، لکھنو، دہلی، رام پور، علی گڑھ، حیدر آباد (دکن)، غلہ آباد، سرگانم، بھوپال، ٹونک، برہان پور، آگرہ، کراچی، حیدر آباد (سندھ)، ملتان، اور لاہور کے قبرستانوں میں آرام کرنے والوں کو کیا خبر کہ ان کے اخلاف ثریا سے کس تحت ثریٰ تک آ گئے ہیں۔

(۱۳) لائبریریاں دولت سے قائم ہوتی ہیں اور برقرار رکھی جا سکتی ہیں نہ حکومت اور قوت سے۔ لائبریریاں فی الواقع قوم کے نشاط، عزم، مقصد کار اور نصب العین کے اظہار کا نتیجہ بھی ہوتی ہیں اور ان کی عکاس بھی۔ اگر قوم میں نشاط اور نصب العین نہیں تو خواہ کتنی ہی عظیم الشان لائبریری کیوں نہ قائم کر لی جائے وہ زیادہ دیر برقرار نہیں رہتی۔ قوم میں 'حرکیت' ہو تو صحرا میں اور درختوں کے پتوں پر اور غاروں میں لائبریریاں بن جاتی ہیں۔

(۱۴) ہمارے مدارس اور جامعات اسلامیہ کی لائبریریاں عموماً مردہ خانوں کے مثل ہیں جہاں ابتدائی ایک حد سے آگے مردہ گھر کے جمعدار کے سوا کوئی نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں نہ مطالعہ کی اجازت ہے، نہ فرصت اور نہ حاجت۔ طلبہ کو عموماً اجازت نہیں۔ اساتذہ کو فرصت نہیں اور منتظم کو حاجت نہیں۔ ابو حنیفہ النعمان، اور لیس شافعی، مالک بن انس، احمد بن حنبل اور جعفر الصادق ساری امت کی طرف سے پڑھنے کا فرض کفایہ ادا کر کے چلے گئے ہیں اور متاخرین کے بقول اپنے پیچھے تفقہ، تدبر اور تفکر کے دروازے ابھی طرح مقفل کر گئے ہیں۔ اور ہر لائبریری کے دروازے پر 'جمہور علماء' نامی

اور ان کو تم جیسے آدمی نے لائبریری کی کھڑکی کے دراز سے اندر جھانکنے کی بھی جرأت کی تو اسے مار کر لائبریری کے احاطے سے باہر کر دیا جائے۔

(۱۵) عالم اسلام میں عصری علوم کی یونیورسٹیوں کا طور جدا ہوتے ہوئے بھی ان کا حال بالعموم دار العلوموں اور جامعات اسلامیہ سے مختلف نہیں۔ گزشتہ صدیوں سے اب تک مغربی طرز کی یہ یونیورسٹیاں جو عالم اسلام میں قائم کی جاتی رہی ہیں وہ دراصل مغربی یونیورسٹیوں کا چربہ یا نقل نہیں۔ وہاں کے مقاصد جدا ہیں اور یہاں کے جدا۔ عالم اسلام میں قائم بظاہر ان مغربی طرز کی یونیورسٹیوں کی مثال گویا ایسی تعلیم گاہوں کی ہے جہاں فطری طور پر بینا پیدا ہونے والے بچوں کو طریقہ بریل (Braille System) پر تعلیم دی جاتی ہو۔ ان یونیورسٹیوں میں پیدائشی طور پر صحت مند لوگوں کو پڑھا کر اندھا، اپاہج، نقال، سہارا لے کر چلنے والا، بے ہمت، بے مقصد، پریشان خیال، ژولیدہ فکر، حکم پرور اور میدان عمل سے گریز پا بنائے جانے کا عمل جاری ہے۔ چنانچہ عالم اسلام میں موجود یونیورسٹیاں، وہاں کا نصاب تعلیم بطریقہ تعلیم، اکثر اساتذہ، ان میں اکثر کی اخلاقیات، یونیورسٹی انتظامیہ، حکمراں، سرکاری پالیسیاں، سینیٹ اور تعلیمی کمیٹیاں، فارغین کو بروئے کار لانے والے ادارے اور محکمے، یونیورسٹی میں نصابی اور غیر نصابی اشغال، طلبہ کے اکثر والدین اور سرپرستان حتی کہ بیشتر طلبہ سب اسی کے غماض ہیں۔ ان سب کی حقیقت اور وہاں کی تعلیم کی اوقات جاننا ہو تو وہاں کی لائبریریوں کا حال دیکھ لیں۔

(۱۶) برصغیر کی ایک یونیورسٹی ہے۔ دنیا کے اعلیٰ ترین علمی، سائنسی، تاریخی اور لسانی جرائد اور مجلوں سے وہاں دو ایک اساتذہ کو چھوڑ کر اکثر ناواقف ہیں۔ کتابوں اور جرائد کی خریداری کے نام پر کروڑوں روپے سالانہ گرانٹ ملتی ہے۔ ان پیسوں سے خریدے جانے والے جرائد، مجلے اور کتابیں سینٹرل لائبریری میں دستیاب ہوتے ہیں نہ متعلقہ شعبوں کی سیمینار لائبریریوں میں۔ سینٹرل لائبریری میں کتابیں نہیں ـــــ ہیں ـــــ تو اپنی جگہوں پر نہیں ـــــ اس لئے کہ روزانہ انہیں اپنی جگہوں پر واپس رکھنے اور ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ جزوی یا کلی عملاً ترتیب جدید کرنے کو غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے اور اکثر

شعبۂ عربی بھی قائم ہیں جو خیر سے مشہور بھی ہیں۔ اس عاجز کو کچھ دن اس یونیورسٹی کے جوار میں قیام کا اتفاق ہوا۔ کئی بار دیگر بے وہاں کے متعلم طلبہ سے میں نے سیرت ابن ہشام پر گفتگو کی۔ تعجب نے آکر کہا کہ اس نام کی کوئی کتاب سینٹرل لائبریری میں نہیں ہے۔ چوتھے نے خبر دی کہ تلاش بسیار کے بعد سینٹرل لائبریری کے اس شعبے کی فہرس کیٹ پل گئی ہے اور لائبریرین نے اسے دیکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ فہرس کی ورق گردانی سے معلوم ہوا کہ وہاں ایک نسخہ ہے۔ لیکن لائبریری کے ریک پر موجود نہیں۔ کس کو کتاب اٹھو کی گئی لائبریرین کو معلوم نہیں۔ بالآخر سیرت ابن ہشام مطبوعہ مصر شعبۂ اسلامی علوم کی سیمینار لائبریری میں ملی۔ وہاں یہی ایک نسخہ تھا۔ کتاب 1949 میں شائع ہوئی تھی (فی الوقت مجھے اصل ضرورت اس نسخے کی تھی جو انیسویں صدی میں بالینڈ میں شائع ہوا تھا)۔ لائبریری میں اندراج کا سن 1951 درج تھا۔ کسی صاحب نے 1951 کے اواخر غالباً نومبر میں اسے پہلی بار اشو کیا تھا اور دوسری بار 1999 میں اس عاجز کے اصرار پر ایک طالب علم کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ واضح ہو کہ اس دوران یونیورسٹی سے سینکڑوں طلبہ نے علوم اسلامی میں ایم اے کی ڈگری لی ہوگی اور پچاس سے زائد طلبہ نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں۔

اس صورت حال سے تقریبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان یونیورسٹیوں اور امت کو ان سے پہنچنے والے فیض کا کیا حال ہے۔

اسی مقام پر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ کیا تعلیم واقعی امت کا مسئلہ ہے۔ کیا امت میں تعلیم کی کمی ہے؟ کیا امت میں اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں کی کمی ہے؟ کیا نئے اسکول اور کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنا ہمارے مسئلوں کا حل ہے؟

کیا یہ ایک تلخ حقیقت نہیں کہ جو تعلیمی ادارے، اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہیں اور امت کا ان پر تصرف رہا ہے وہ Optimally مفید مطلب ثابت نہیں ہو رہی ہیں۔

(۱۷) یوں تو اس صورتحال کے بیسیوں اسباب بیان کئے جا سکتے ہیں، جو اپنی جگہ درست بھی

حکمراں، ارباب حل وعقد، علماء، مشائخ، دانشوران اور اعیان معاشرہ ——— پر ڈالیں اور انہیں اس کا اصل ذمہ دار اور قصوروار قرار دیں، اپنے تئیں بری الذمہ سمجھ لیں۔ اس کی اس صورت حال کی اصل ذمہ دار اس کی قیادت ——— حکمراں، علماء، مشائخ، دانشوران اور اعیان معاشرہ ——— ہے جو گزشتہ سو سالوں میں خود بھی جامد، بے حس، بے مقصد، بے عزم، بے حوصلہ، بے کار، بے بصیرت اور بے نشاط ہوئی اور اس نے اپنی قیادت اور سیادت کو بچانے کے لئے پوری قوم کو اور بالخصوص عام مسلمانوں کو جو ولیدہ فکر، بے حوصلہ اور بے نشاط بنانے کی اپنی حد تک پوری کوشش کی۔ مسلمانوں کی یہ نیو لیبر سیاں اور یہ جاسعات اسلامیہ اور یہاں پایا جانے والا جمود چلی آرہی مسلم قیادت کی مکاس اور پرتو ہے جامۃ الناس کی نہیں۔

(۱۸) بالخصوص پچھلے ڈیڑھ دو سو سالوں میں جس طرح ملت اسلامیہ جامد، بے حس، بے مقصد، بے ست، بے عزم، بے حوصلہ، بے کار، بے حیثیت اور بے نشاط بنائی جاتی رہی ہے اس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اب یہ جمود بریڈاوائزر (Vicious Circle) بن چکا ہے۔ چنانچہ سیاسی قیادت ہو یا مذہبی قیادت فکری قیادت ہو یا علمی قیادت، تعلیمی قیادت ہو یا روحانی قیادت انتظامی قیادت ہو یا ادارہ جاتی قیادت سب بے نشاط اور منفعل ہو چکی ہے۔ ان تمام بالیدیوں کی انتہا یہ ہے کہ گزشتہ ستر سالوں سے سامنے آنے والی تحریکی قیادت بھی اب دم توڑ چکی ہے یوں تو دنیا میں ہر باخبر مسلمان کا سیدا اس طرح کی مثالوں کا تجربہ ہوگا لیکن چلی آرہی قیادت کی بے نشاطی امت کے رگ وپے میں کس طرح سرایت کر گئی ہے اس کی چند مثالیں جو اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہیں اسے تحریر کرتا ہوں تاکہ عام مسلمانوں کو تحقیق صورت حال کا درست اندازہ ہو۔

(۱۹) 1984ء سے 1988ء کے دوران اس عاجز نے عالم اسلام میں بڑی سرعت سے رونما ہونے والے واقعات کے تناظر میں ایک قابل عمل تجویز تیار کی اور امت کے معروف ہیں اعلیٰ ترین دماغوں کی خدمت میں اسے پیش کیا۔ اس تجویز کے تعلق سے اس عاجز کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اگر اس پر جزوی طور پر بھی عمل درآمد کرلیا جاتا تو عالم اسلام میں نہ یہ موجودہ صورتحال پیدا ہوتی، نہ امت کو ان حوادث سے

کے لئے احتجاج اور مہلک نہ ہونے جیسے ہوئے۔ لیکن صد افسوس کہ ہر ایک شخص کے کسی نہ کسی نقطے کان کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کی مغفرت فرمائے مرحوم ہی ایک ایسے شخص تھے جو اس تجویز پر بے خود ہو گئے اور بے حد جذباتی ہو کر اس عاجز کی تجویز کی تحسین کی اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے برعکس تحریک اسلامی کے ایک قائمی سطح کے قائد نے تو ایک بیباکانہ مشورہ دیا کہ اس عاجز نے سرپیٹ لیا۔ انہوں نے فرمایا تفصیلات لکھ کر بھیج دو اسے شائع کرا دیا جائے گا۔

(۲۰) 1989ء سے 1991ء کے دوران اس عاجز نے ملک کے سات معروف دماغوں کے سامنے تیزی سے رونما ہونے والے حالات کے تناظر میں ایک مفصل اور قابل عمل تجویز رکھی۔ اس عاجز کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اگر اس وقت اس پر جزوی عمل درآمد بھی ہو جاتا تو 1992ء سے ملت پر جس تکلیف دہ اور کربناک دور کا دروازہ وا ہوا وہ شاید نہ ہوتا۔ انہوں ان معروف دماغوں کو اپنے اپنے سفاد کی فکر زیادہ لاحق تھی۔

(۲۱) 1986ء میں ایک مؤقر دینی درس گاہ کے ایک تحریکی طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ علم، صلاحیت اور جودت میں نمایاں۔ وہ مشورہ کے طلب گار ہوئے۔ کئی سالوں تک وقفہ وقفہ سے آکر ملاقات کرتے رہے۔ اچھے اور ذہین نوجوانوں کو امت کے کام آنے اور کار ہائی ضروری انجام دینے کے لئے پر نشاط بنانا اس عاجز کی کمزوری ہے۔ فضیلت کے بعد انھوں نے معاشیات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور امت کے لئے کچھ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس عاجز نے معاشیات کے تناظر میں امت کو درپیش اصل چیلنج کی نشاندہی کی اور تاکید کی کہ آپ وہاں معاشیات میں اعلیٰ ڈگری لینے نہیں بلکہ امت کو درپیش چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہونے جا رہے ہیں۔ وہ آکسفورڈ گئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ کئی سالوں تک یہ عاجز بے خبر رہا۔ پھر ملاقات ہوئی۔ شکستہ ہوئے ملے۔ معلوم ہوا سود اور نظام سود کو پیارے ہو گئے ہیں اور ایک بینک کنسلٹنٹ کمپنی میں معاشی ایڈوائزر ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) 1987ء میں ایک دوسرے مؤقر دینی درس گاہ کے ایک اور تحریکی طالب علم سے ملاقات

تھے۔ معاشیات پڑھنا چاہتے تھے۔ مشورہ طلب کیا۔ کہا کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ کچھ غیر معمولی کہنے کا ایسا جذبہ طاری نظر آیا کہ میں حیران رہ گیا۔ میں نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پہلو کی جانب اشارہ کیا۔ جس کا ذکر صرف ابن خلدون نے کیا ہے۔ میرے علم کی حد تک اس سے پہلے کسی نے کیا نہ اس کے بعد۔ ایک معاصر یہودی ماہر معاشیات پیٹن کن (Patinkin) نے غالباً 1975-1980 میں یہودیت کے تناظر میں اس پر کام کیا تھا۔ اس عاجز کی خواہش تھی کہ قرآن وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کوئی مسلمان اس پر کام کرتا۔ میں نے اس جانب ہمت افزائی کی۔ مشورہ لے کر چلے گئے۔ ایک سال بعد ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا معاشیات چھوڑ دی ہے اور عربی میں ایم اے کر رہے ہیں۔ کہا کہ فلاں نے مشورہ دیا عربی میں ایم اے کر لو۔ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ میں نے کہا خیر عربی میں ہی کچھ ضروری کام کیجئے۔ ایم فل کے بعد تشریف لائے۔ کہا: پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہوں مشورہ دیجئے۔ اسلامک اسٹڈیز اور عربی دونوں شعبوں کو سامنے رکھ کر مشورہ دیجئے۔ انھیں دنوں اسلام کے تین نہایت کارآمد موضوعات پر جرمنی کے ہمبرگ، برطانیہ کے کیمرج اور امریکہ کے غالباً ہنسلوینیا یونیورسٹی میں کام چل رہے تھے اور تینوں محققین غیر مسلم تھے۔ موضوع ایسا تھا کہ اس پر یہاں کی یونیورسٹیوں میں بخوبی تحقیق کی جا سکتی تھی۔ بالطبع اس کے لئے علم، محنت اور اسلام کے لئے کچھ کرنے کا اٹل جذبہ درکار ہوتا۔ میں نے انھیں موضوعات پر تحقیق کرنے کا مشورہ دیا۔ اپنی طرف سے حتی المقدور مدد کا وعدہ بھی کیا۔ چند مہینوں کے بعد تشریف لائے۔ بتایا کہ ان موضوعات پر کام نہ تیار پا راضی نہ تھے۔ کہا محنت کرنی پڑے گی۔ علمی کام بعد میں کر لینا۔ پہلے پی ایچ ڈی کر لو۔ مزید معلوم ہوا کہ دیگر لوگوں نے جن میں تحریکی لوگ بھی تھے اسی مشورہ کو صواب قرار دیا۔ چنانچہ انھوں نے "منتخبی" پر تحقیق کر لی۔ اب ایک یونیورسٹی میں استاذ ہیں اور تحریک اسلامی میں سرگرم۔

(۲۳) 1984 کی بات ہے۔ ایک نوجوان سائنسداں اس عاجز سے ملنے تشریف لائے۔ بتایا کہ جب وہ اس شہر کو منتقل ہو رہے تھے جہاں یہ عاجز رہتا تھا تو ان کے شہر کے ایک بزرگ نے انھیں تاکید کی

Memory پر کام کر رہے ہیں۔ قرآن سے شغف تھا۔ کئی سالوں تک قرآن میں تدبر کرتے رہے۔ امت کے لئے کئی نادر چیزیں کرنے کا عزم رکھتے تھے۔ اعلیٰ تحقیق کے لئے بورڈ پہ گئے۔ ناکام جا کر حمید اللہ صاحب سے جنھیں انھوں نے ہی میری جانب سے بات چیت کی تھی۔ پھر جانے کیا ہوا سعودی عرب چلے گئے۔ اب بقول شاعر ع ---

بھی مشق کی ناکام ہمیں ہے

(۲۴) 1990-91 کی بات ہے۔ ایک مسلم نوجوان ملنے تشریف لائے۔ بتایا کہ بارڈ میں پوسٹ ڈاکٹورل ریسرچ کر رہا ہوں۔ اس وقت سوداں کی فراہمی کے لئے نکلا ہوں۔ یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ایک مسلم نوجوان جو صورتاً اور عادۃً مسلمان ہے بارڈ میں تحقیق کر رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کسی (سادہ لوح یا ناعاقبت اندیش) صاحب نے انھیں بتا کید کی ہے کہ اس عاجز سے ضرور ملیں۔ کئی گھنٹوں کی گفتگو کے بعد وہ نوجوان چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میرے ایک رفیق نے جو گفتگو کے موقع پر موجود تھے دریافت کیا کہ گفتگو کے ابتدائی حصے کو چھوڑ کر پوری مدت میری باتیں بڑی عجیب اور خلاف معمول کیوں تھیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں خود نہیں جانتا۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ مجھے تھوڑی دیر بعد سخت انقباض محسوس ہونے لگا تھا۔ جہاں اس بات کی خوشی عند الملاقات ہوئی تھی کہ ایک نوجوان بارڈ میں ریسرچ کر رہا ہے اور ذہناً بھی مسلمان معلوم ہوتا ہے وہیں سخت حیرت ہو رہی تھی کہ اس سے بات کرنے سے طبیعت یکسر اچاٹ ہو گئی۔ چار سالوں بعد ایک تحریر نظر سے گزری جس سے معلوم ہوا کہ وہ صاحب "Clash of Civilizations" کا مواد فراہم کرنے کی مہم پر تھے۔

(۲۵) 1986-87 کی بات ہے۔ فوکویاما (Fukuyama) کے مقالہ کی اشاعت سے دو سال قبل اس عاجز نے "اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج" تحریر کیا۔ عالم اسلام کے ایک مؤقر اشاعتی ادارے سے شائع کرنا چاہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عالم اسلام کے معروف ذی علم اس کے ادارتی مشن میں تھے۔ دو سال کی جہان پھٹک کے بعد ادارے نے مطلع کیا کہ کتاب ناقابل اشاعت ہے۔ اس دوران فوکویاما کا

چدرہ دنوں کے اندر اندر سب سے پہلے پروفیسر سید محمد سلیم صاحب مرحوم نے اقبال معلیٰ لاہور میں غیر معمولی تبصرہ فرمایا اور عالم اسلام کے اہل علم اور بالخصوص ان کے محکر دانوں کو اس کتاب کی جانب متوجہ کیا اور اس کے معاً بعد پروفیسر قاضی اشفاق صاحب نے سڈنی آسٹریلیا سے نکلنے والے جریدہ "Insight" میں دوسرا غیر معمولی تبصرہ کیا اور مغرب میں رہنے والے مسلم اہل علم کو اس کتاب کی جانب متوجہ کیا اور مصنف سے شکایت کی کہ یہ کتاب سارے عالم اسلام کا ورثہ اور حق ہے اسے میں نے صرف اردو میں کیوں شائع کیا اور تاکید کی کہ کتاب جلد از جلد کم از کم عربی اور انگریزی میں بھی شائع ہو جائے۔

(۲۶) 1980 کی بات ہے۔ ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ عالم اسلام کی ایک بڑی تحریک اسلامی کے قائد اعلیٰ کے پرائیویٹ سکرٹری تھے۔ عربی تحریر و تقریر میں طاق۔ روز ملاقات ہوتی۔ انھوں نے بتایا کہ پہلے میٹرک تک انھوں نے تعلیم حاصل کی پھر ایک سو تردیبی درس گاہ میں داخل ہوئے۔ 'فضیلت' کی پھر 'تخصص فی الادب' کی سند حاصل کی۔ اسلام کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ بچپن سے دل رہا تھا۔ کہا اعلیٰ تعلیم کے لئے مغرب جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یورپ چلے گئے۔ متعدد یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی۔ پی ایچ ڈی ہوئے۔ ابھی پی ایچ ڈی کر رہے تھے کہ ملاقات ہوئی۔ رنگ ہی نہیں ڈھنگ بھی بدلا نظر آیا۔ اکھڑے اکھڑے سے رہے۔ اب معلوم ہوا کہ یورپ کے ایک شہر میں کباب کی دوکان کھول لی ہے۔ اور کارش اچھا ہیں۔

تدبیر تو نچیہ ۲ (حصہ پنجم)

قائدین کی امت کو فریب دہی

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ بالخصوص گزشتہ سو سالوں میں اس نے اپنے قائدین ــــ عکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ــــ پر اعتماد اور بھروسہ کیا۔ لیکن اس کا سب سے بدترین پہلو یہ ہے کہ امت کو نہ صرف ان کے انھیں قائدین نے فریب دیا بلکہ اس کے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے محض اپنے مفادات کے لئے غیروں کے ہاتھوں میں فروخت کر دیا۔

(۲) اس تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کو اس کی ہر قسم کی قیادت (عکمراں قیادت، سیاسی قیادت، مذہبی قیادت، روحانی قیادت، علمی قیادت، انتظامی قیادت حتیٰ کہ تحریکی قیادت) نے فریب دیا ہے۔ یہ فریب دہی درج ذیل عنوانات کے تعلق سے ہے:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ پر مقامی، علاقائی اور عالمی ہر سطح پر وارد ہونے والے خطرات، المیوں اور تباہی اور اس کے مضمرات و عواقب کی صحیح اور تفصیلی صورتحال سے اسے آگاہ کرنا۔

(۲) امت کی جانوں، مالوں، علمی، تہذیبی، ثقافتی، تمدنی اور عسکری موجود طاقتوں اور قوتوں کو محفوظ رکھنا اور اس کو محفوظ رکھنے کے لئے امت کو اعتماد میں لینا اور اس تعلق سے اسے آگاہ کرنا۔

(۳) امت مسلمہ پر مقامی، علاقائی، اور عالمی ہر سطح پر آنکھ وارد ہونے والے ممکنہ خطروں اور مہلکات اور ان کے مضمرات و عواقب کی صحیح صورتحال سے آگاہ کرنا اور ان سے بچانے کے تعلق سے اسے اعتماد میں لینا اور اس کی آگہی اور شراکت سے سامنا کرنے کی

(۴) امت مسلمہ محمدیہ کی منصبی اور واقعی ذمہ داریوں بالخصوص اس کی منصبی حیثیت کی بحالی کی جدوجہد کو پورا کرنے کے لئے اس میں طویل مدتی تیاری کے منصوبوں پر کام کرنا اور اس تعلق سے امت کو آگاہ کرنا اور اسے اعتماد میں لینا۔

(۳) یوں تو اس تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کو اس کے قائدین کی جانب سے دیئے گئے فریب کی فہرست بہت طویل ہے لیکن یہاں صرف دو امور کا ذکر کافی ہوگا۔ اس عاجز کا خیال ہے کہ گزشتہ سو سالوں میں امت کے سیاسی، مذہبی، روحانی، علمی اور انتظامی قائدین نے قومی کاموں کے نام پر امت سے جو کچھ لیا ہے اور ان کو محض اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل میں یا لایعنی امور میں بے جا صرف کیا ہے اگر اس کا صحیح حصہ بھی درج ذیل کاموں پر صرف ہوتا تو امت آج سے پچاس سال قبل ہی اقوام عالم سے بے نیاز یا کم از کم باہمی برابری کی منصوبہ بندی کی تکمیل میں مصروف ہو چکی ہوتی۔ اور جن الم ناک مسائل سے وہ آج دوچار ہے شاید وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ہوتے۔ مذکورہ دو امور درج ذیل ہیں:

(۱) امت کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی اثاثوں کی بحالی۔

(۲) امت کی حیثیت کی بحالی میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے فکری و علمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی اثاثوں کی بحالی کے تعلق سے ضروری امور درج ذیل تھے:

(۱) اپنی تحویل میں موجود اثاثوں کی حفاظت کا نظم۔

(۲) دوسروں کی تحویل میں موجود اثاثوں کی نشاندہی۔

(۳) اپنی اور دوسروں کی تحویل میں موجود غیر متعین یا غیر شمار شدہ اثاثوں کی فہرست سازی۔

کے بعد یہ کام۔

(۵) ہر دو اقسام کے اثاثوں کے تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کے عام طبقہ الناس کو آگاہ کرنا۔

(۶) ہر دو اقسام کے اثاثوں کی اشاعت اور ان پر منظم کام کرنا اور اس تعلق سے امت میں موجود صلاحیتوں اور موجود اداروں کی توجیہ (Orientation) کرنا اور انھیں بروئے کار لانا۔

(۷) دوسروں کی تحویل میں موجود اثاثوں کی بازیابی کی کوشش کرنا۔

(۵) امت مسلمہ محمدیہ کی حیثیت کی بحالی میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے موجود فکری و علمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری کے تعلق سے ضروری کام درج ذیل تھے:

(۱) امت مسلمہ میں موجود اولین اثاثوں (Primary Sources) کی اشاعت اور اس پر کام کا آغاز کرنا۔ تقریب فہم کے لئے صرف ایک مثال دیتا ہوں: ایلیٹ اور ڈاسن (Eliot & Dowson) نے "The History of India Told by Its own Historians" کے عنوان سے جن جن کتابوں کے اقتباسات اور تلخیصات کا ترجمہ شائع کیا ہے ان کتابوں کو ان کی اصل زبان میں بعینہ شائع کر کے امت کو ان کے محتویات سے براہ راست آگاہ کرنے کی صورت پیدا کرنا اور امت کے مابین انھیں محفوظ کرنا۔ اسی پر پورے عالم میں بکھرے علمی اثاثوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

(۲) ماضی قریب کی صورتحال اور اس کے پیچ و خم اور دور بست کو راست سمجھنے کے لئے موجود اولین اثاثوں کی اشاعت اور اس پر کام کا آغاز کرنا۔

تقریب فہم کے لئے چند مثالیں دیتا ہوں:

(1) Aitchison C.U: Collection of Treaties,

جیسی کتابوں کی اشاعت اور ان پر کام جن سے امت باخبر ہوتی کہ اس کی حیثیت نوعی اور حیثیت قانونی کیا ہے۔

(2) Middle East Treaties & Agreements, 2 Volumes, Oxford University Press.

آکسفرڈ کے ذریعہ شائع کردہ دو جلدوں پر مشتمل اس کتاب کی اشاعت اور اس کے ترجمہ کی اشاعت تاکہ امت باخبر ہوتی کہ ان کے اصل قاتلین کون کون ہیں اور ان کی کمیں گاہیں کہاں کہاں ہیں۔

(3) Clive Parry: The Consolidated Treaty Series, Oceana Publications Inc. New York.

جیسی کتاب اور اس کے ترجمہ کی اشاعت تاکہ امت باخبر ہوتی کہ ان کے اور گروان کے خلاف صدیوں سے کیا ہو رہا تھا جس سے ان کے قائدین نے انھیں بے خبر رکھا۔

(۳) جناب یونس سلیم مرحوم اور دیگر افراد کے پاس محفوظ سلطنت آصفیہ کی تباہی کے دستاویزات اور معلومات کے ذخیرہ کی اشاعت اور ان پر کام اور اسی طرح دیگر امور کے متعلق ذخائر کی اشاعت اور اپنے پر کام مثلاً تقسیم ہند کے بعد سترکی دہائی میں تیار کردہ نہال گھ رپورٹ۔

(۴) ہیک لیویٹ سوسائٹی (Hakluyat Society) کے ذریعہ شائع کردہ کتابوں کے تراجم کی اشاعت یا متعلقہ مواد کی تلخیص کی اشاعت۔

(۵) اورمے کلیکشن (Orme Collection) ہل کلیکشن (Hill" Collecetion) وغیرہ میں متعلقہ کتابوں کی اشاعت یا ان کی تلخیص۔

(۷) دائرۃ المعارف عثمانیہ کی تباہی کے بعد اس نہج پر قوم کا غور و فکر کا آغاز کرنا۔ (۸)

(۸) بلشی ٹول سٹور پریس، عثمانی پریس اور عثمانی پریس جیسے مطبعی و اشاعتی اداروں کی تباہی کے بعد امت سے متعلق کاموں کو امت کے ذریعہ طبع کرنا۔ (۹)

(۹) سلطنت برطانیہ اور فرانسیسی سلطنت کے Declassified دستاویزات میں سے امت سے متعلق حصوں کی اشاعت کرنا۔

(۶) تاریخ عالم اور اقوام کی زندگی کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ عاجز پورے جزم کے ساتھ کہتا ہے کہ مذکورہ قسم کے بڑے کام فی الواقع حکومت اور 'دولت' سے تاریخ میں کبھی نہیں ہوئے۔ اور اگر ہوئے تو پائیدار اور ٹھوس نہیں ہوئے۔ ایسے پائیدار اور ٹھوس کام صرف

(۱) قوم میں موجود اصل قیادت کی بصیرت اور قوم کے لئے اس کے ایثار

(۲) اور قوم کے عزم اور قربانی

سے انجام پاتے رہے ہیں۔ قوم میں عزم اور قربانی کا جذبہ قیادت کی بصیرت اور قوم کے لئے ایثار سے پیدا ہوتا ہے۔

(۷) مذکورہ ان دو قسموں کے کاموں کے براہ راست مطالعہ کے بعد آئندہ کے خطوط کار کی انتہائی تفصیلی، تجزیاتی، احصائی، اعانتوں کی امت میں تیاری اور اس کی اشاعت کرنا۔

تقریب فہم کے لئے چند مثالیں دیتا ہوں۔

(۱) امت مسلمہ کو مسلم و غیر مسلم ملاقاتوں کی ایسی معلومات کی فراہمی ——— جو امت کے عزائم، اور تاریخ کی آئینہ دار ہو مثلاً ایسے گزیٹیرس Gazatteers جو اہل مغرب نے پورے عالم اسلام سے متعلق اور ہندوستان میں بالخصوص 1833 سے قبل تیار کئے۔ یا ایسے گزیٹیرس جو 1858-1910 کے مابین تیار کئے گئے۔ یا ایسے گزیٹیرس جنھے لارڈ کرزن

(۸) امت مسلمہ محمدیہ کی قیادت نے گزشتہ دو سو سالوں میں نیز کرہ ارض کے دو اہم امور یعنی:

(۱) امت کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی، اور تمدنی اثاثوں کی بحالی اور

(۲) امت کی حیثیت کی بحال میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے فکری و علمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری۔

کے تعلق سے امت کو صرف فریب دیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۹)

(۱) مملکت ہاشمیہ نے چند ٹکوں کے عوض عجم مردار کے سارے دستاویزات یہودیوں، راک فیلر فاؤنڈیشن (Rockefeller Foundation) آکسفرڈ یونیورسٹی (Oxford University) اور یہودی برمنگھم یونیورسٹی کے حوالے کر دیا۔

(۲) حکومت پاکستان نے سلطنت برطانیہ سے (تقریباً) خفیہ معاہدہ کر لیا کہ برصغیر کے مسلمانوں کے فکری، علمی، تہذیبی، تمدنی، اثاثوں اور ان کی تاریخ سے متعلق اثاثوں اور ان کی تحویل کے دعوے سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوتی ہے۔

(۱۰) امت مسلمہ محمدیہ کے قائدین کی گزشتہ سو سالوں کے دوران کیا صورت حال رہی ہے اس کا درج ذیل خاکہ تقریب فہم کے لئے زیادہ معاون ہوگا۔

(۱) حکمران: مسلم حکمرانوں میں بیشتر کو ان امور کے تعلق سے نہ شعور ہے نہ ادراک، نہ علم ہے، نہ سلیقہ، نہ ہمت ہے، نہ عزم اور نہ ہی خواہش۔

(۲) علماء و مشائخ: مسلم علماء و مشائخ میں بیشتر کو ان امور کے تعلق سے عام طور پر علم ہی نہیں ہے۔ اگر علم ہو بھی تو پرواہ نہیں، اس لئے کہ ان کا موجودہ دینی فہم ان امور کو حصول جنت کے لئے ضروری نہیں سمجھتا۔ مدارس میں ایسا کوئی علم دیا ہی نہیں جاتا جس سے اس تعلق

جائے تو اس کا تناظر علمی اسے کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کر لے تو وہ طعنہ اس کی پزیرائی نہیں کرتا۔ یہی سبب ہے کہ مولانا سعید اکبر آبادی مرحوم کے [illegible] 15 یا 16 اگست کی شام کو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے مولانا سعید اکبر آبادی اور مولانا [illegible] صاحب کو اس جانب متوجہ کیا اور کہا کہ اب کرنے کے یہ کام ہیں۔ لیکن ان چند سالوں میں جو نتیجہ برآمد ہوا وہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ علماء و مشائخ کے تناظر علمی میں ان باتوں کی کوئی جگہ نہیں۔ ایک عام اندازے کے مطابق صرف 1947 سے اب تک ہندوستان میں عہد اسلامی کے لاکھوں میٹرک ٹن مخطوطات دیمک اور پانی کے نذر ہو گئے ہوں گے۔

(۳) سیاسی قیادت: بیسویں صدی کے آغاز سے ہی امت میں بے بصیرت اور بے علم قیادت کی تعداد بڑھنے لگی تھی۔ لیکن 1947 سے تو بے غیرت اور بے علم قیادت کی تعداد روز افزوں بڑھنے لگی۔ امت اتنی کمزور، بے حیثیت، بے عزم اور بے نکاٹ کل تھی اور نہ آج ہے۔ یہ تو اس کی سیاسی قیادت تھی جس نے لوگوں میں مشہور کر دیا اور اقوام عالم نے باور کر لیا کہ امت اتنی ہی بے حقیقت ہے جیسی اس کی سیاسی قیادت۔ اس قیادت نے سرکاری اور غیر سرکاری پلیٹ فارموں سے صرف اپنے کام انجام دیئے جو ان کی سیاسی حیات کی ضمانت فراہم کرنے میں مددگار تھے خواہ ایسا کرنے میں امت کی ایمانی، فکری، علمی اور عملی موت ہی واقع کیوں نہ ہو جاتی۔

(۴) عصری علمی قیادت: بیسویں صدی کے آغاز سے امت کی عصری علمی قیادت فکری اور علمی طور پر غلام ہو کر غالب قوتوں کی ریکارڈ پلیئر ہو گئی۔ ان میں سے بعض تو اتنے بے حوصلہ ہو گئے کہ وہ عملاً صفت خور، اور شکم پرور ہو کر رہ گئے۔ مسلمانوں کے تحفظ کے لئے حاصل کردہ مراعات کے تحت قائم مسلم انتظام میں چلنے والے اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں [illegible] امت کی حیثیت کی بحالی کے لئے پروفیسر کام کرنے کے

پیدا کریں ہونے۔ اپنی مہم صلاحیت کو چھپانے اور دنیاوی عیش کو حقیقی بنانے کے لئے انہوں
نے وہاں کے نصاب تعلیم، طریقہ تعلیم اور نظام تعلیم کو معطل اور بے کار اور غالب قوتوں کی
دریوزہ گری کرنے کے لئے مجبور کر دیا اور قوم کے بچوں کو اپنی طرح بے صلاحیت، بے حوصلہ
اور شکم پرور بنا کر رکھ دیا۔

اقوام عالم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ محصور و مجبور قوم کی صلاحیتیں اور قوت کار گھٹتی اور معطل نہیں
ہوتیں بلکہ بڑھتی اور پروان چڑھی ہوئی ہو جاتی ہیں بشرطیکہ اس کی علمی قیادت بامقصد، باغیرت اور مخلص
ہو۔ صرف ایسی محصور و مجبور قوم کی صلاحیت اور قوت کار گھٹ جاتی اور معطل ہو جاتی ہے جس کی علمی
قیادت بے مقصد، بے غیرت اور غیر مخلص ہو چکی ہو۔

ملکی سطح ہو یا عالمی امت مسلمہ کے چلے آ رہے قائدین کتنے بے حوصلہ بلکہ بے غیرت ہو
چکے ہیں اس کا اندازہ حکومت ملائشیا کے ایک ذیلی ادارہ اسلامی (ASLI) کی طرف سے مشہور امریکی
جریدہ فارن افیرس مئی/جون (Foreign Affairs, May/June 2004) میں صفحات 42-43 کے
ماہین 'Malaysia 2004' کے عنوان کے تحت شائع چار صفحوں کے اشتہار سے کیا جا سکتا ہے۔

(ii) مذکورہ سارے کام نسبتاً کم وسائل اور کم صرفہ کے ساتھ بھی ہو سکتے تھے اور موجود
وسائل، ذہانتوں اور صلاحیتوں کو مخلص متوجہ (Oriented) کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ یہ بات ضرور
ہے کہ ایسے کام خاموشی اور صبر آزمائی کے ساتھ ہی ہو سکتے تھے۔ مخلص اشخاص کے لئے خاموشی فطرت
اور قوت ہوتی ہے غیر مخلص اشخاص کے لئے عذاب اور خودکشی۔ اس غیر مخلص قیادت نے گزشتہ پچاس
سالوں میں اپنے مفادات کے سارے کام خاموشی سے اور امت کے مفادات کے سارے کام پر شور
طریقے سے کئے اس لئے کہ وہ اپنی ذات کے لئے مخلص تھے اور امت کے لئے غیر مخلص۔

یہاں اس بات کا اظہار بے جا نہ ہوگا کہ امت مخلص مفکرین، علماء، مشائخ اور سیاسی و ملی
قائدین سے یکسر خالی نہیں ہوئی لیکن ان کی تعداد اب آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں رہ گئی ہے۔ ایسے

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ ششم)

ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی

(i) امت مسلمہ محمدیہ کو 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کی فی الفور کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی فی
الفور ضرورت دو وجوہ سے ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ کی نصرت کے حصول کے لئے ـــــ اور

(۲) اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے۔

(ii) امت مسلمہ محمدیہ کو 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کے لئے فی الفور 'اتفاقی عمل' یعنی اتفاقی
زندگی کی طرف انفرادی اور اجتماعی طور پر مراجعت کرنی چاہئے۔

(iii) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کے لئے درج ذیل کام فوراً کئے جانے چاہئیں۔

(۱) کائناتی فساد میں کمی کرنا۔

(۲) ربانی کائناتی ہم آہنگی میں اضافہ کرنا۔

(iv) کائناتی فساد میں کمی درج ذیل طریقوں سے ہو سکتی ہے:

(۱) قتل ناحق: روئے ارض پر قتل ناحق سے اجتناب کر کے۔ 'قتل ناحق' کی بدترین
شکل اہل ایمان کا ناحق قتل ہے۔ اس کی کوشش کی جائے کہ مسلم معاشروں میں کوئی شخص ناحق
قتل نہ کیا جائے۔ اور اگر کسی کا قتل ناحق ہوتا قاتل پر حد ضرور جاری ہو۔

(۲) زنا: روئے ارض پر زنا سے اجتناب کر کے۔ زنا بالرضا ہو یا زنا بالجبر اس کا مسلم

جاری ہو۔

(۳) کسب حرام: روئے ارض پر حرام ذرائع سے دولت یا سامان حاصل کرنے کو ختم کرنے۔ موجودہ عصر میں مشہور حرام صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) سود

(۲) رشوت

(۳) ناجائز کمیشن

(۴) چوری

(۵) غصب

(۶) رہزنی

(۷) قزاقی

(۸) عصر حاضر کی قزاقی (Piracy)

(۹) ہم نہاد "حیل" کا سہارا لے کر حاصل کیا ہوا مال وغیرہ۔

(۴) رزق حرام: روئے ارض پر رزق حرام سے مراد ہے یعنی طور پر یا کلی طور پر حرام اشیاء سے استفادہ خواہ بشکل غذا ہو یا لباس یا رہائش۔ چنانچہ رزق حرام سے کلی اجتناب کرنے۔

(۵) حدود کی پامالی: روئے ارض پر اللہ کے مقرر کردہ حدود کو پامال کرنے سے اجتناب کرنے۔

(۶) شعائر اللہ کی بے حرمتی: روئے ارض پر اللہ کے شعائر کی بے حرمتی سے کلی اجتناب کرنے۔

(۷) حقوق کی پامالی: روئے ارض پر اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں اور چیزوں کا جو حق

چنانچہ حقوق کی اس پامالی سے اجتناب کرنے۔

(۸) اسراف: اللہ تعالیٰ نے روئے ارض پر پنپنے کے لئے [illegible] کے لئے جو حدود و قیود اور اقتصاد مقرر فرمایا ہے ان کی خلاف ورزی اسراف ہے۔ مظاہر اسراف درج ذیل ہیں:

(۱) بذرکرنا

(۲) کنزکرنا

(۳) عریانی کرنا

(۴) بے حیائی کرنا

(۵) فحاشی کرنا وغیرہ

چنانچہ ان امور سے کلی اجتناب کرنے۔

(۹) سبت: اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن تھوڑی دیر کے لئے "سبت" کا حکم فرمایا ہے تاکہ روئے ارض پر صرف "عبادت" کو چھوڑ کر سارے انسانی اعمال بالکلیہ روک دیے جائیں۔ چنانچہ اس کا اہتمام کرنے اور اس کی پامالی سے کلی اجتناب کرنے۔

(۱۰) سبات: اللہ تعالیٰ نے رات کو "سبات" قرار دیا ہے۔ لہٰذا عشاء کے بعد صبح صادق سے قبل تک روئے ارض پر نجاز کاموں کے سوا جتنے تمام کاموں کا معطل ہو جانا سبات کا اہتمام ہے۔

چنانچہ سبات کی پامالی سے کلی اجتناب کرنے۔

(۱۱) بری اعمال: انسان فی واقع "رجل اور رجال" ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بنیادی مصالف حیات "بر" کو قرار دیا ہے لہٰذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کو "بری اصلی" بنائے۔ انسان کے بری اعمال پر ہی اس کے لئے "نصرت اور فتح" کا وعدہ

کلی اجتناب کرے۔

(۱۲) ریڈیو ویو اثمال: اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ 'ریڈیو ویو' سے متعلق اعمال سے جلد از جلد یا کم از کم حتی الوسع اجتناب کرے۔ 'ریڈیو ویو' سے متعلق اعمال درج ذیل ہیں:

ٹیلیفون، ٹیلکس، موبائیل، ریڈیو، ٹیلی ویژن، فیکس، انٹرنیٹ، ای میل، کمپیوٹر، کورجس، مائکرو ویو سسٹم وغیرہ۔

(۱۳) مصحف کی بے حرمتی: روئے ارض پر 'کتاب اللہ' کی بے حرمتی سے کلی اجتناب کرے۔ عصر حاضر میں روئے ارض پر 'کتاب اللہ' کی بے حرمتی درج ذیل طریقوں سے زیادہ ہو رہی ہے:

(۱) مصحف کا غیر مسلموں کے ہاتھوں، گھروں اور علاقوں میں ہونا۔

(۲) مصحف کی صباعت، بائنڈنگ اور ترسیل میں جدید طریقوں کا رائج ہونا۔

(۳) مصحف کی ریڈیو، ٹی وی پر ریکارڈنگ اور اس کے کیسٹس تیار ہونا اور انٹرنیٹ پر اس کا جاری ہونا۔ کم از کم مسلمانوں کی جانب سے۔

(۵) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی' میں اضافہ درج ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے:

(۱) 'اقامت طہارت' اقامت طہارت سے مراد ہے

(۱) اکثر اوقات باغسل، باوضو یا تیمم رہ کر

(۲) لباس، مکان، مقام یعنی عبادت کی جگہ کو پاک رکھ کر

(۳) حیض اور نفاس میں صحبت سے اجتناب کر کے۔

(۲) اقامت صلوٰۃ کر کے۔

(۳) اقامت جہاد کر کے۔

آتے ہیں:

(۱) قرآن پڑھنا۔ یعنی

(۱) قراءت قرآن کرنا (قراءت قرآن سے مراد معروف قراءت نہیں بلکہ اس طرح صوتیوں کی ادائیگی ہے جس طرح حضرت جبرئیل نے آنحضور ﷺ کے قلب پر کی تھی۔

(۲) رتل قرآن کرنا۔

(۳) تلاوت قرآن کرنا۔

(۲) تعوذ، بسملہ، تسبیح، تحمید، تکبیر، استغفار، اور درود پڑھنا۔

(۳) سلام کو پھیلانا۔

(۵) اکتشافی ماحول و اعمال سے ہجرت کر کے انقاقی ماحول اور اعمال کی طرف جانا۔

(۶) روئے ارض پر زیادہ سے زیادہ۔

(۱) پھل دار اور سایہ دار پیڑ لگا کر۔

(۲) گھاس لگا کر۔

(۳) گھوڑے اور اونٹ پال کر۔

(۴) گائے، بھینس اور بکری پال کر۔

(۶) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی' کی بحالی کی کوشش ہر دو سطح پر فی الفور کی جانی چاہئے یعنی

(۱) انفرادی سطح پر یعنی ہر فرد مومن اور مومنہ کے ذریعہ۔

(۲) اجتماعی سطح پر یعنی تمام عالم کے مسلمانوں کے ذریعہ۔

☆☆☆

اختتام جلد اول